

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَيْكَ اِمْنًا مِّنْ كَثْرَةِ تَعَابِكَ  
 خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ پر اس کی توفیق سے یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوئی کہ

# کتاب الصلوٰۃ

جس میں

نماز کا تذکرہ اور اس کی عظمت و رفعت کا بیان کتاب اللہ سے بطر زبید لکھا گیا ہے

اور

ضمناً و تبعاً احادیث نبویہ و آثار صحابہ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین کا بھی کافی ذخیرہ  
 جمع کر دیا گیا ہے جس کا ہر مسلمان کے مطالعہ میں رہنا ضروری اور مفید ہے۔

————— اثر خاتمہ —————

حضرت حجتہ الاسلام امام السنۃ مولانا کاج الحافظ الشاہ محمد عبدالشکور صاحب  
 فاروقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی مؤلف و مرقم

محمد عبدالسلام نے

فاروقیہ بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع کیا



✓  
۲۹۷۵۵۳  
ک ۳۹۵۴

۱۲۶۲۶

DATE  
تاریخ

نامی پریس لکھنؤ

شمار

محمد عبدالسلام فاروقیہ ایک ایجنسی لکھنؤ

ایڈیشن  
تعداد جلد  
۲

مدتیہ

علاوہ محصول ڈاک - دو روپیہ ایک آنہ



## DATA ENTERED

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب تعظیمیں اللہ کے لئے ہیں اور سب نمازیں اور سب اچھی اچھی چیزیں سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں طے سلامتی ہو ہم سب مسلمانوں پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

اُمَّا بَعْدُ تمام اسلامی بھائی بہنوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم رہنی چاہئے کہ آج ہم لوگوں پر جو کچھ تباہی و بربادی ہے اس کا سبب سوا اس کے کچھ نہیں ہے کہ ہم نے شریعت الہیہ کی پیروی چھوڑ دی۔ بہت سے نام کے مسلمان ایسے ہیں جن کا ایمان ہی درست نہیں اعمال کا کیا ذکر ہے۔ بہت سے لوگ تو جہل جھٹ میں گرفتار ہیں اُن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مسلمان ہونے کے لئے کن کن

۱۔ یہ ترجمہ التیمات کا ہے جو نمازیں پڑھی جاتی ہے۔ ۱۲۔



باتوں کی ضرورت ہے۔ اُن کے خیال میں دین بھی ایک میراث ہے کہ مال کی طرح  
خواہ مخواہ ہر وارث کو اُس کا مل جانا ضروری ہے۔ اور بہت لوگ جبل مرکب  
میں مبتلا ہیں، اپنے علم سے اجنبی، عمر کا بہترین حصہ علویم بیگانہ میں صرف کر چکے،  
اچھی صحبت بھی نصیب نہ ہوئی، نتیجہ یہ کہ دین کی باتوں پر تمسخر کرتے ہیں، قیامت  
کے بیانات اُن کی نظر میں فسانہ عجائب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے، اور  
عقیدہ توحید و رسالت کو وقتی مصلحت کا ایک افسوس سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ  
بھی ہیں جو باوجود علم سے آشنا ہونے کے اطمینان کا شکاک بن گئے۔ غرض جہدِ صر  
آئیکھ اٹھا کر دیکھئے عجب بعیرت انگیز حالت ہے۔

لَبَّيْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاقِيًا

اور سب سے زیادہ قابل افسوس یہ کہ مسلمانوں کی اس تباہی و بربادی کے علاج کا  
جن لوگوں نے بیڑہ اٹھایا انھوں نے اس کا خیال بالکل نہ کیا کہ اس تباہی کا  
سبب ترکِ شریعت ہے، اور بعض لوگوں نے کیا بھی تو کوئی سہل الحصول طریقہ  
علاج کا اُن کی سمجھ میں نہ آیا۔

سالہا سال تک قرآن کریم کی آیات کریمہ میں تدبر و تفکر کرنے اور مسلمانوں کی  
حالت پر نظر ڈالنے کے بعد جو کچھ علاج ان کی اس ہلک بپاری کا (جس کو میں غفلت  
اور ترکِ شریعت سے تعبیر کر چکا ہوں) میری سمجھ میں آیا اور انشاء اللہ تعالیٰ  
اس سمجھ میں تغیر نہیں آسکتا، کیونکہ بنیاد اس کی کلامِ الہی پر ہے، نہ افلاطون  
و جالینوس کے اقوال پر۔ وہ علاج یہ ہے کہ مسلمانوں کو نماز کی طرف متوجہ  
کیا جائے، نماز کے درست کرنے کی فکر اُن کے دل میں کی جائے۔ چنانچہ  
لے چاہئے کہ روئے اسلام پر جو رونے والا ہو۔ ۱۲



اس ناچیز نے اپنے موعظ میں زیادہ تر نماز ہی کے متعلق بیان کیا اور اس کا اثر بھی دیکھا، اور اثر بھی غیر معمولی، یہ اثر میری زبان کا نہیں ہے بلکہ یہ عجیب و غریب تاثیر آیات الہی کی ہے قرآننا عجباً یتھدی الیٰ الرشدا۔ ۵

ایں قدر مستی و بیہوشی نہ حد بادہ یود

با حریفان انچہ کرداں نرگس مستانہ کرد

بعض برادران دینی کا ایک مدت سے اصرار تھا کہ یہ بیان نماز کا جو قرآن کریم کیا جاتا ہے ایک کتاب کی صورت میں قلمبند ہو جائے تو اُمید ہے کہ بہت فائدہ ہو معمولی لکھے پڑھے بھی گھر بیٹھے اس کتاب کو پڑھ کر وہ فائدہ حاصل کر سکیں گے جو ایک عالم ربانی کی صحبت اور ایک واعظ حقانی کی وعظ و نصیحت سے ہوتا ہے، یہ بھی اُمید ہے کہ زمانہ موجودہ کے واپسین کے ہاتھ میں یہ کتاب پہنچ جائے اور وہ اس کتاب کے مضامین کو بیان کریں تو مسلمانوں کی حالت میں بہت جلد انقلاب عظیم پیدا ہو جائے۔

الحمد للہ کہ یہ مخلصانہ آندوئیں آج پوری ہوئیں اور یہ کتاب دل سے نکل کر صفو قرطاس پر خدا کے فضل و کرم سے جلوہ افروز ہو رہی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز ایسی ہی چیز ہے خود خدائے ذوالجلال نے اپنی کتاب میں جو خالصیتیں اس کی بیان فرمائی ہیں کہ وہ انسان کو تمام انسانی کمالات کا مجموعہ بنا دیتی ہے اور شریعت الہیہ کی نافرمانی سے بچاتی ہے

۱۔ ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب جو نیک راہ دکھاتا ہے۔ ۱۲



کیا یہ معمولی بات ہے۔

یقیناً اگر مسلمانوں کی توجہ نماز کی طرف ہو جائے اور وہ اپنی نماز کے درست کرنے کی فکر میں لگ جائیں تو تمام وہ مقاصد آسانی حاصل ہو جائیں جن کی ضرورت آج مصلحان قوم محسوس کر رہے ہیں اور جن کے حاصل کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے بلا رہے ہیں اور نہیں حاصل ہوتے۔ نماز کے درست ہو جانے سے مسلمانوں کو اپنے دین کی معرفت حاصل ہوگی اسلام کے عقائد ضروریہ سب ان کو معلوم ہو جائیں گے، ان کے ایمانیات سب ایک مرکز پر آجائیں گے، ان کے آپس کے بہت سے جھگڑے جو بالکل لغو اور فضول ہیں یکھم رفع ہو جائیں گے، بہت سے باہمی اختلافات جو اگر اپنی حد میں رہتے تو مذہب کو نہ تھے، اور اب چونکہ وہ تنازع فی الدین کا رنگ اختیار کر چکے ہیں اور ان کی وجہ سے آج مسلمانوں کی وہ حالت ہو رہی ہے جو خدا نے یہود و نصاریٰ کی بیان فرمائی ہے کہ :-

قالت اليهود ليست النصارى	یعنی یہود نصاریٰ کو اور نصاریٰ
على شئ وقالت النصارى	یہود کو کافر کہتے ہیں حالانکہ وہ
ليست اليهود على شئ وهم	دونوں تو ریت کے ماننے والے ہیں۔
يتلون الكتب	

ان تمام اختلافات کا فیصلہ کر کے اُن میں اخوت و اتحاد کا شیرازہ قائم کرنے والی اُن میں ایشیاء و ہمدردی کی صفت پیدا کرنے والی ان کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر علم کی روشنی میں لانے والی نماز ہے۔



یہ کتاب جو اس وقت ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے محض ایک نمونہ یا خاکہ ہے جو اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اس طرز اور اس طریقے پر ہمارے واعظین کو نماز کی طرف دعوت دینا چاہئے اور یہ بھی میرا ایک دلی جوش یا دیوانگی کی ترنگ ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں ذکر نماز ————— نماز کے متعلق چار کاموں کی ضرورت ہے :-

اول یہ کہ نماز کی محبت دل میں پیدا کی جائے، اور کم از کم اتنی محبت تو ہو جتنی بلا تشبیہ ایک غریب مفلس کو اپنے مال سے یا ایک افیونی کو اپنی افیون سے، یا شرابی کو اپنی شراب سے ہوتی ہے۔  
دوم یہ کہ پانچ وقت کی نماز کی پابندی جماعت اور مسجد کے ساتھ ادا کی جائے۔

سوم یہ کہ نماز کے ضروری مسائل کا علم حاصل کیا جائے۔  
چہارم یہ کہ نماز کے اندر جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں ان کے معانی و مطالب سے واقفیت حاصل کی جائے انشاء اللہ تعالیٰ یہ چاروں مقصد ہمارے اس کتاب سے حاصل ہوں گے۔

نام اس کتاب کا ”نماز کی کتاب“ رکھا گیا، اور اس کو تین رسالوں پر تقسیم کیا گیا۔

پہلے رسالہ میں نماز کی عظمت و رفعت کا بیان ہے، اور شاید کہ یہ بیان اس رسالہ کے مخصوصات سے ہو۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ سے پہلے دونوں مقصد حاصل ہو جائیں گے، نماز کی محبت بھی دل میں قائم ہوگی،

اور پابندی بھی۔ دوسرے رسالہ میں نماز کا طریقہ اور اس کے ضروری مسائل کا بیان ہے۔ تیسرے رسالہ میں اذکار نماز کا ترجمہ ہے، اور اسی سلسلہ میں ایک ربع پندرہ حکم کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بھی ہے۔

خداوند! تیری ہی توفیق نے اس کام کی ہوس دل میں پیدا کی، اور تیری ہی بخشش نے اس ہوس کو جامہ ظہور پہنایا، اب اس خدمت کو قبول کرنا، اور اس میں یہ اثر دینا کہ مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کر کے تیری محبوب عبادت نماز کی طرف متوجہ کر دے، اور پھر ان کی نماز کو نماز بنا دینا تیرا ہی کام ہے۔

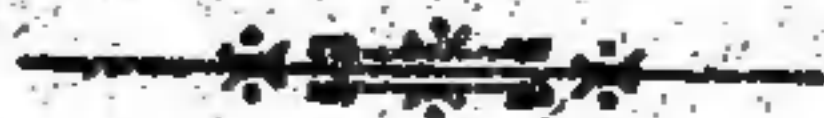
رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التي انعمت علي  
وعلى والدي وان اعلم صالحا وترضه واصلم لي  
في ذريتي اني تبت اليك واتي من المسلمين۔

کتبہ

افقر عباد الله محمد عبد الشکور عافاه مولانا

لکھنؤ

ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

# نماز کی کتاب کا پہلا رسالہ

## نماز کی عظمت و رفعت کا بیان

اے بھائیو! نماز بڑی چیز اور بہت ہی بڑی چیز ہے، اگر اس کی بڑائی اس کی تاثیرات اور خوبیاں تم معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو دیکھو کہ نماز کا تذکرہ کس قدر کثرت کے ساتھ اور کس کس عنوان سے ہے، کتنے بڑے بڑے وعدے کئے گئے ہیں، بے نمازیوں کے لئے کیسی سخت تہدیدیں اور کیسے قہر و غضب کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

قرآن مجید میں نماز کا تذکرہ دیکھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں، اور بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اکثر مسلمان اس کی کچھ بھی عزت نہیں کرتے کہ اس کے لئے



حسرت یہ معمولی لقب کہ نماز فرض سے کافی سمجھتے ہیں۔

اس رسالہ کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ قرآن مجید سے نماز کا تزیہ دکھایا جائے  
مگر کچھ احادیث و آثار وغیرہ بھی آیات کے ساتھ یا ان کے بعد بیان کر دیئے  
گئے ہیں تاکہ مطالب قرآنہ کی مزید توضیح ہو جائے۔

مراد من سخن از بزم ساقی است

دگر از ہر چہ گویم اتفاقی است

لہذا اس رسالہ کو چار باب پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

① پہلے باب میں قرآن عظیم کی آیات کریمہ ہیں۔

② دوسرے باب میں چند احادیث ہیں۔

③ تیسرے باب میں صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم کے

چند اقوال ہیں۔

④ چوتھے باب میں نماز کی کچھ خصوصیات اور خوبیاں عقلی پیرایہ

بیان کی گئی ہیں۔ ومن اللہ الاستعانة فی البدایات و

بنعمتہ تتم الصالحات۔



## پہلا باب قرآن عظیم کی آیات کریمہ

قرآن مجید میں نماز کا جس قدر ذکر ہے اُن سب آیات کا بیان کرنا نہ اس وقت منظور ہے نہ اس مختصر میں اس کی گنجائش ہے، بلکہ اس وقت اُن آیات کا احاطہ بھی مقصود نہیں جو ذہن میں موجود ہیں۔ لہذا تفسیر کا موافق عدد اسما کے حسنی کے صرف ۹۹ آیتیں لکھی جاتی ہیں، اور ناظرین کی سہولت کے خیال سے اس باب کو پانچ وصل پر تقسیم کیا جاتا ہے :-

(۱) پہلے وصل میں وہ آیتیں ہیں جن میں نماز کا ذکر صریح نہیں، مگر علم تفسیر کے جاننے والے بخوبی سمجھ لیتے ہیں۔

(۲) دوسرے وصل میں وہ آیتیں جن میں نماز کا حکم بصیغہ امر دیا گیا ہے۔

(۳) تیسرے وصل میں نماز کی ترغیبی آیتیں ہیں۔

(۴) چوتھے وصل میں نماز کی ترہیبی آیتیں ہیں۔

(۵) پانچویں وصل میں نماز کے مسائل کی آیتیں ہیں۔ — یا اللہ!

میری مدد کر کہ یہ کام بخیر و خوبی انجام پائے۔



پہلا وصل :-

## نماز کی وہ آیتیں جن میں تفسیر کی ضرورت ہے :-

آیت (۱) :- وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ  
بِالنَّاسِ لَرَّءُوفٌ رَحِيمٌ (سید قول سورہ بقرہ)

(ترجمہ) اور نہیں ہے اللہ (ایسا) کہ ضائع کر دے تمہارے ایمان کو  
یہ تحقیق اللہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے والا مہربان ہے۔

(تفسیر) اس آیت میں حق تعالیٰ نے جو فرمایا کہ اللہ تمہارے ایمان کو ضائع  
نہ کرے گا ایمان سے مراد نماز ہے۔ چنانچہ یہ مراد آیت کے سیاق و سباق سے بھی ظاہر ہے  
اور روایات صحیحہ میں بھی مذکور ہے، آیت کے آگے پیچھے تخیل قبلہ اور نماز ہی کا  
ذکر ہے۔

حدیث :- امام بغوی اپنی تفسیر "معالم التنزیل" میں آیت کرتے ہیں کہ  
تخیل قبلہ کے بعد صحابہ کرام نے عرض کیا کہ :- یا رسول اللہ صرّفك الله  
الى قبلة ابراهيم فكيف باخواننا الذين ماتوا وهم يصلون الى

سہ ترجمہ :- یا رسول اللہ! اب اللہ نے آپ کو قبلہ ابراہیمی کی طرف پھیر دیا، یعنی کعبہ کی طرف نماز پڑھنے  
کا حکم دیا، تو ہمارے اُن بھائیوں کا کیا حال ہوگا جو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اُن کا  
انتقال ہو گیا، یعنی اُن کی نماز ہوئی کہ نہیں اس پر آیت اتری کہ اللہ تمہارے ایمان یعنی نماز کو  
جو بیت المقدس کی طرف تھی ضائع نہ کرے گا۔ ۱۳



بیت المقدس فانزل الله تعالى وما كان الله ليضيع ايمانكم يعني  
صلواتكم الى بيت المقدس۔

اسی مضمون کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے جس کا لقب صحیح الکتاب  
بعد کتاب اللہ ہے، کتاب مذکور میں ایک مستقل باب ہے :- باب الصلوة  
من الایمان وقول الله تعالى وما كان الله ليضيع ايمانكم یعنی  
صلواتکم عند البیت۔

ف۔ ناظرین ذرا اس مضمون کو غور سے دیکھ کر اپنے دل میں سوچیں کہ جب  
نماز ایمان ہے تو بے نمازی کو کیا کہنا چاہئے۔

آیت (۲)۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ  
وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا  
الْاِنْسَانُ (ومن یقت سورة احزاب)

(ترجمہ) بہ تحقیق ہم نے پیش کی امانت آسمانوں پر اور زمینوں پر اور  
پہاڑوں پر مگر ان سب نے اس (بار امانت) کے اٹھانے سے انکار  
کر دیا اور اٹھایا اس بابر عظیم کو انسان نے۔

(تفسیر) اگرچہ آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ  
امانت سے مراد قول سدید یعنی صدق دل لا الہ الا اللہ کہنا، یا بالفناظادیر

لہ ترجمہ۔ یہ بات اس بیان میں کہ نماز ایمان میں سے ہر اور آیت وما کان اللہ لیضیع ایمانکم سے مراد وہ  
نمازیں ہیں جو کعبہ کے پاس بیت المقدس کی طرف پڑھی گئیں۔ ۱۱۔ قول سدید کی تفسیر میں کہی قول میں  
معالم میں حضرت عکرمہ سے جو خیر الامۃ حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں یہی منقول ہے۔ ۱۲۔

معرفت الہی حاصل کرنا ہے، مگر جن روایات میں بیان ہوا ہے کہ امانت سے مراد  
 "نماز" ہے وہ اس کے خلاف نہیں، کیونکہ نماز ایمانِ کامل کا لازم نتیجہ اور معرفتِ الہی  
 کا بہترین پھل ہے۔

امام غزالیؒ نے "احیاء العلوم" میں روایت لکھی ہے کہ حضرت علی رضی  
 کریم اللہ وجہہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو اُس کے چہرہ مبارک کا  
 رنگ متغیر ہو جاتا، لوگوں نے پوچھا کہ اے امیر المومنین یہ کیا حالت ہے؟ فرمایا  
 "اب اُس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیا جس کو اللہ تعالیٰ نے  
 آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تھا، مگر سب  
 اس امانت سے ڈر گئے اور انکار کر دیا" (علم الفقہ جلد دوم)  
 و معلوم ہوا کہ جو شخص نماز کا پابند نہیں یا ٹھیک طریقے سے نماز  
 نہیں پڑھتا وہ شخص امانت الہی میں خیانت کرتا ہے اور وہ بڑا ناخلف ہے  
 کہ جس بات کا ذمہ ہم سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے ہم سب کی  
 طرف سے اٹھایا تھا وہ اُن کی ذمہ داری کو دلیل کرنا اور جھٹلانا چاہتا ہے۔  
 یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو خدا نے بڑا عالی ہمت بنایا ہے جو شخص کم وصلہ ہو  
 اس کو انسان کہنا غلط ہے۔ دیکھ آسمان و زمین اور پہاڑ جیسی قوی ہیکل  
 مخلوقات جس کام کی ہمت نہ کر سکے باوجودیکہ وہ کام ان پر پیش کیا گیا تھا  
 انسان نے بغیر پیش کئے از خود اپنے ذمہ لے لیا۔  
 آسمان بار امانت تو انست کشید  
 قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند



اگر کہا جائے کہ آیات قرآن کے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان زمین پہاڑ اور  
 تمام کائنات نماز کی پابند ہے سب نماز پڑھتے ہیں نماز کا علم رکھتے ہیں جیسا کہ  
 آیت ۸۲ سے معلوم ہوگا، اور جبکہ اس آیت میں امانت سے نماز مراد ہوئی  
 تو چاہئے کہ نماز انسان کے ساتھ مخصوص ہو، کیونکہ اور سب نے تو امانت کے  
 اٹھانے سے انکار کر دیا تھا، تو جواب اس کا اقولاً یہ ہے کہ کسی فریضہ کی  
 ذمہ داری سے انکار کرنے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہم اس فریضہ کو ادا بھی  
 نہ کریں گے۔ ثانیاً یہ کہ امانت سے مراد وہ خاص معرفت کی نماز ہے جو موجب  
 بقیل اور باعث تقرب الہی ہو جس میں کائنات تراکمان لم تکن تراکمانہ یوالک کی  
 کیفیت حاصل ہو، اور یہ نماز یقیناً انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔

آیت (۳) اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِيْ جَنَّتٍ وَعُيُوْنٍ  
 اَخِذْنَ مَا اَشْهَرَتْ لَهُمْ رِئْسُهُمْ كَانُوا قَبْلَ  
 ذٰلِكَ مُخْسِنِيْنَ كَانُوا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ  
 وَبِالْاَشْجَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (قال فما خطبكم سوا ذالک)  
 (ترجمہ) یہ تحقیق متقی لوگ بانگوں اور چشموں میں ہوں گے، پس گئے

۱۔ یہ ایک مکرر احادیث کا ہے جس میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو  
 اور اگر یہ کیفیت نہ حاصل ہو تو یہ حالت ہونا چاہئے کہ یقیناً وہ تم کو دیکھ رہا ہے، جس نماز میں یہ دونوں کیفیتیں نہ ہوں  
 وہ نماز بے رفق نماز ہوتی ہے، اور ایسی نماز میں نمازی کو کچھ خطہ نہیں ملتا۔

جو کچھ نئے گا ان کو ان کا پروردگار۔ یہ تحقیق وہ اس سے پہلے  
(یعنی دنیا کی زندگی میں) نیکی کرنے والے تھے، اور رات کو کم سوتے  
تھے، اور پھلی رات میں استغفار کیا کرتے تھے۔

(تفسیر) اگرچہ آیت میں صراحۃً نماز کا نام نہیں، مگر ہر شخص جو اسلامی تعلیم سے  
کچھ بھی واقف ہے اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ خالی رات کو جاگنا کوئی عبادت نہیں جس کی  
تعریف کی جائے نیز یہ کہ پھلی رات میں استغفار کا کوئی خاص طریقہ شارع کی طرف سے رسول  
نماز تہجد کے تعلیم نہیں ہوا، لہذا معلوم ہوا کہ رات کے جاگنے اور بوقت سحر  
استغفار کرنے سے "نماز تہجد" ہی مراد ہے۔ حق تعالیٰ تہجد گزار بندوں کی  
تعریف کو رہا ہے اور ان کے مدارج آخرت بیان فرما رہا ہے۔ ایک دوسرے مقام کی  
آیت مطالعے سے یہ مراد بالکل واضح ہو جاتی ہے، قوله تعالیٰ: وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ  
لِرَبِّهِمْ تَهْجُداً وَاقِیاً مَا د۔ پھر تفاسیر معتبرہ کے مطالعے سے پورا اطمینان  
ہو جاتا ہے کہ بیشک اس آیت میں نماز ہی مراد ہے۔

امام بیہقی تفسیر "معالم التنزیل" میں روایت فرماتے ہیں: - وَقَالَ  
الْمُکَلَّبِيُّ وَجَاهِدْ وَمُقَاتِلْ وَبَالَاسِ حَارِیْ صِلُونَ وَذَلِكَ اِنْ صَلَوْتُمْ  
بَالَاسِ حَارِیْ اَطْلَبِ الْمَغْفِرَةَ -

لے ترجمہ۔ مکلّی اور مجاہد اور مقاتل کہتے ہیں کہ بالاس حارہ یہ مغفروں کا مطلب یہ ہے کہ پھلی رات  
کو نماز پڑھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ پھلی رات کی نماز ان کی مغفرت طلب کرنے ہی کے لئے ہوتی ہے۔ ۱۲



فت۔ اس آیت میں گو صرف نماز تہجد کا بیان معلوم ہوا ہے لیکن پنج وقتی فرض نمازوں کی تاکید بدرجہ اولیٰ نکلی، جو شخص ایسے آرام و غفلت کے وقت میں سوتے سوتے نماز کے لئے اٹھ بیٹھا بھلا وہ فرائض کو کس طرح بھول سکتا ہے۔ علاوہ اسکے رات کو کم سونے کی صفت جس کا ذکر آیت میں ہے دو نمازوں سے حاصل ہوتی ہے اول نماز عشاء کہ وہ شروع رات کیا سونے سے باز رکھتی ہے، نمازی کو نماز عشاء کے انتظار میں تقریباً ایک تہائی رات تک جاگنا پڑتا ہے، نماز عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے۔ دوم نماز تہجد کہ وہ اخیر رات میں ہوتی ہے۔ غرض نماز عشاء بھی قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجُونَ کی صفت میں داخل ہے۔

آیت ۴۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ  
مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُوْنَ  
إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ۔

(قال فما خطبكم، سو خدا ذات ربات)

ترجمہ۔ اور نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انس کو مگر اسی لئے کہ وہ میری عبادت کریں، میں نہیں چاہتا ان سے روزی، اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، یہ تحقیق اللہ خود ہی سب کا رزق دینے والا طاقت والا مضبوطی والا ہے۔ یعنی نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے سامان معیشت فراہم کریں، نہ یہ چاہتا ہوں کہ پکا پکا یا کھانا میرے سامنے پیش کریں۔

تفسیر۔ اس آیت میں عبادت کا لفظ عام ہے، تمام عبادتوں کے  
 ضمن میں نماز کو بھی شامل ہے، مگر ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ خصوصیت کی بنا پر  
 نماز ہی مراد ہے۔ عبادت کے معنی نماز میں جس قدر نمایاں ہیں کسی دوسری عبادت میں  
 نمایاں نہیں، اور نماز بالاجماع اشرف عبادات اور اس ورئیں، بلکہ اصل  
 اصول طاعات ہے۔ پھر متعدد آیات قرآنہ میں یہ مضمون دیکھ کر کہ خدا نے  
 نماز کا حکم دینے کے بعد رزق کا وعدہ کیا ہے، اور اس آیت میں حکم عبادت کے بعد  
 رزق کا وعدہ ہے، ذہن اسی طرف سیقت کرتا ہے کہ عبادت کے مراد نماز ہے۔  
 - آیت ۵ - فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ

(عمر، سورۃ العنکبوت)

ترجمہ۔ پھر جب اے نبی آپ (ہر ایت خلق کے کاموں سے) فارغ  
 ہوں تو محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف رغبت کیجئے۔

تفسیر۔ محنت کرنے اور رب کی طرف رغبت کرنے سے نماز اور خاص کر

سارے عبادت کے معنی لغت میں کسی کے سامنے اپنی عاجزی اور ذلت کو ظاہر کرنا جیسا کہ امام  
 اللغۃ علامہ زحشری نے کشاف میں بہ ذیل تفسیر سورہ فاتحہ لکھا ہے۔ اور امام الحدیث علامہ بغوی  
 نے معالم میں اس آیت کے نیچے لکھا ہے کہ: معنی العبادۃ فی اللغة التذلل والانقياد  
 اب دیکھو نماز میں یہ معنی کیسے نمایاں ہیں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور اس قدر ادب کے ساتھ کہ ادھر ادھر  
 دیکھتے بھی نہیں کسی سے کلام نہیں کرتے کھانے پینے اور بے ادبی کی تمام باتوں سے پرہیز کرتے ہیں پھر  
 اس سے بڑھ کر کوئی حالت اور اس سے بھی بڑھ کر زمین پر سر رکھ دینا ایسی عاجزی و ذلت کا اظہار  
 کس عبادت میں ہے۔ ۱۲



نماز تہجد مراد ہے، کیونکہ سُورۃ مُزَّمِّل میں صاف فرمایا ہے کہ دن کے وقت آپ کو فرصت نہیں ہو سکتی آپ کے متعلق بہت کام ہیں لہذا آپ رات کو اٹھئے اور اپنے رب کا نام لیجئے پس فرغت کی لفظ سے تو رات کی طرف اشارہ نکلا اور یہود کا کی طرف رغبت کرنے سے نماز تہجد کی طرف اشارہ ہوا۔

امام بغوی معالم میں فقیہ الامۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ۔ وقال ابن مسعود اذا فرغت من الفرائض فانصب في قيام الليل یعنی ابن مسعود نے کہا کہ جب فرائض سے فراغت پاؤ، تو نماز شب میں محنت کرو۔

ف معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا اور خاص کر نماز تہجد قائم کرنا پروردگار کی طرف رغبت کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ جن کے دل خدا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ نماز تہجد سے کسی حال میں غفلت نہیں کرتے، اور نماز کے اہتمام میں اپنی ہستی فراموش کر دیتے ہیں۔

اے کریم کار ساز! اپنے اس عاجز بندہ کے دل پر بھی ایک شجرہ اس رغبت کا کا ڈال دے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌّ۔  
دوستِ اوست

نماز کا حکم بصیغہ امر اور اس کی تاکید :-

آیت ۶۔ فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا۔ (والمحنت، مؤنساء)

ترجمہ۔ پس قائم کرو نماز بہ تحقیق، نماز ہو لکھی ہوئی یعنی فرض کی ہوئی ایمان والوں پر وقت کے ساتھ مقید کی ہوئی ہے۔

ف۔ اس آیت سے نماز کی فرضیت بڑے اہتمام کے ساتھ معلوم ہوئی اور نہ صرف ہم پر بلکہ شرائع سابقہ کے نو مبین پر بھی کیونکہ لفظ کانت اور اس کے مشتقات قرآن مجید میں دوام کے معنی میں مستعمل ہوئے ہیں۔

یہ مضمون جو اس آیت میں کانت کی لفظ سے نکالا گیا دوسری آیات میں مصرح ہے بایں معنی کہ اکثر انبیائے سابقین کے قصص میں نماز کا تذکرہ ملتا ہے۔ در مختار میں ہے:۔ ولم یخل عنها شریعة مرسل (یعنی نماز سے کسی پیغمبر کی شریعت خالی نہ تھی۔

آیت ۷۔ حَافِظُوا عَمَلَكُمْ لَصَلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰی  
وَقُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ (سیقول سورۃ بقرہ)

ترجمہ۔ حفاظت کرو نمازوں کی اور خاص کر درمیانی نماز کی، اور کھڑے ہو اللہ کے آگے ادب کرنے والے بن کر۔

ف۔ حفاظت کے اہلی معنی خیال رکھنے اور یاد رکھنے کے ہیں الحفظ نگاہداشتن پس مطلب یہ ہوا کہ ہر وقت نماز کا خیال رکھو ایسا نہ ہو کہ فوت ہو جائے معاذ اللہ درمیانی نماز سے بقول اکثر مفسرین اور مطابق اکثر اہل حدیث صحیحہ کے نماز عصر مراد ہے، نماز عصر کی زیادہ تاکید غالباً اس سبب سے کی کہ دنیا کے اکثر کاروبار میں زیادہ مشغولی اور بیکاروں کی سیر و تفریح کا یہی وقت ہوتا ہے۔ قانتین کی لفظ میں ایک دفتر نماز کے مسائل کا پیشا ہوا ہے۔ بہت سے



افعال جو نماز میں منع ہیں ان کے ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ادب کے خلاف ہیں جو زیادہ خلاف ادب ہیں ان سے گروہ ہو جاتی ہے، جن احادیث میں ان مسائل کا بیان ہے وہ اسی لفظ قانتین کی تفسیر ہیں۔

حدیث (۱) عن ابن مسعود وسمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الوسطى صلوة العصر۔ (ترمذی)

ترجمہ۔ ابن مسعود اور سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔ حدیث (۲) عن بریدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک صلوة العصر فقد حبط عمله۔ (بخاری)

ترجمہ۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اُس کی نیکیاں اکارت ہو گئیں۔

نماز نہ قائم کرنا مشرکانہ فعل ہے۔

آیت ۸۔ وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (اتل ما اوحی سورہ روم)

ترجمہ۔ اور قائم کرو نماز اور نہ بنو مشرکوں میں سے۔

۹۔ اس آیت سے نہایت سخت تاکید نماز کی ثابت ہوئی اور بڑی سخت تہدید نماز نہ قائم کرنے والوں کو فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ قائم کرنا ایک مشرکانہ فعل ہے

(معاذ اللہ)۔ قرآن مجید میں نماز کا حکم اکثر و بیشتر قائم کرنے کی نکتہ سے دیا گیا ہے  
 اَقِمُوا الصَّلَاةَ - يَقِمْوْنَ الصَّلَاةَ - اَقَامُوا الصَّلَاةَ - اَقَامَا الصَّلَاةَ -  
 مَقِمْ الصَّلَاةَ وغیرہ وغیرہ پس ضرور ہے کہ اس لفظ میں کوئی خاص بات ہو۔  
 زمرہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ عرب کا ایک خاص محاورہ تھا، کہ :۔  
 "قامت السوق" (بازار قائم ہو گئی) اور یہ لفظ اُس وقت بولتے تھے جب  
 بازار اپنی پوری رونق پر آجاتی۔ قرآن کریم میں اسی محاورہ کا استعمال نماز کیلئے  
 کیا گیا کہ نماز قائم کرو یعنی پوری رونق کے ساتھ نماز پڑھو۔

نماز کی آراستگی اور رونق بغیر ان چار باتوں کے نہیں ہوتی جن کا ذکر دیا ہے  
 ہیں کیا گیا۔ شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں  
 وَهَذِهِ الْآيَةُ مِمَّا اسْتَدِلَّ بِهِ مِنْ يَرَى تَكْفِيرَ تَارِكِ الصَّلَاةِ  
 لِمَا يَقْتَضِيهِ مَقْهُوْمُهَا وَاجِبُ بَيَانِ الْمُرَادِ أَنْ تَرْكَ الصَّلَاةِ  
 مِنْ أَعْمَالِ الْمُشْرِكِينَ فَوَرَدَ النَّهْيُ عَنِ التَّشْبِيهِ بِهِمْ لِأَنَّ مِنْ  
 وَاقِفِهِمْ فِي التَّارِكِ صَارَ مُشْرِكًا وَهِيَ مِنْ أَعْظَمِ مَا وَرَدَ فِي الْقُرْآنِ  
 مِنْ فَضْلِ الصَّلَاةِ - یہ تاچیز کشاف ہے کہ ترک صلوٰۃ تو بڑی بات ہے آیت میں تو

۱۲۶

لہ نتیجہ۔ یہ آیت ان دلائل میں سے ہے جن سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو تارک الصلوٰۃ  
 کو کافر کہتے ہیں کیونکہ اس آیت کا مفہوم یہی ہے۔ اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ترک نماز  
 مشرکوں کا فعل ہے لہذا ان کے تشبہ سے منع کیا گیا، نہ یہ کہ جو اس فعل کا ترک ہو وہ مشرک ہو جائے  
 یہ آیت فضائل نماز کی سب آیات سے زیادہ مکمل ہے۔



نماز کے قائم نہ کرنے کو مشرکانہ فعل فرمایا ہے، یعنی نماز پڑھتا ہو مگر بے رونق نماز اسکی تہدید ہے، جیسا کہ ایک اور آیت سے جو آگے آئے گی معلوم ہوگا کہ مشرکوں کا فعل صرف ترک صلوٰۃ نہ تھا بلکہ نماز کو بے رونق اور خراب طریقے سے پڑھنا بھی اُن کا فعل تھا۔

حدیث (۳) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه ذکر الصلوٰۃ یوما فقال من حافظ علیہا كانت له نوراً وبرہاناً ونجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیہا لم تکن له نوراً ولا برہاناً ولا نجاة وكان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وابی بن خلف (رواہ احمد الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو نماز کی حفاظت کرے گا قیامت کے دن اُس کے لئے نور ہوگا برہان ہوگا نجات ہوگی، اور جو شخص نماز کی حفاظت نہ کرے (یعنی بالکل نہ پڑھے یا پڑھے مگر بے رونق مشرکانہ طریقے سے) نہ اُس کے لئے نور ہوگا نہ برہان نہ نجات، اور وہ قیامت کے دن قارون فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ یہ حدیث مستدام احمد اور دارمی اور بیہقی کی کتاب "شعب الایمان" میں ہے۔

فت۔ قارون فرعون ہامان جن کا ذکر حدیث میں ہے وہ مشہور کفار ہیں جن کی

سکشی و بد حالی کا ذکر قرآن شریف میں بیش از بیش ہے۔ اور ابی بن خلفؓ نامراد  
 جس کو حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے قتل کیا،  
 اس شقاوت میں کوئی کافر اس کا ہم پلہ نہیں۔

آیت ۹۔ وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا  
 تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ  
 بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (الم، سورہ بقرہ)

ترجمہ۔ اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور جو بھلائی آگے بھیجو گے اپنی  
 جانوں کے لئے اُس کو اللہ کے پاس (موجود) پاؤ گے (یعنی یہ نیکیاں  
 تمہاری ضائع نہ ہوں گی) یہ تحقیق جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس کو  
 دیکھ رہا ہے۔

ف۔ پہلے نماز قائم کرنے کا حکم دیا پھر اُس پر لفظ خیر کا اطلاق کیا، پھر  
 اُس کے پاس موجود رہنے اور آخرت میں بکار آمد ہونے کی خبر دی، پھر یہ بھی  
 فرمایا کہ ہم تمہارا ہر عمل دیکھتے ہیں۔

آیت ۱۰۔ وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَ  
 أَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ د۔ (قد افلم، سورہ نور)  
 ترجمہ۔ اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسولؐ کی،  
 تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ف۔ معلوم ہوا کہ نماز کا قائم کرنا نزول رحمت الہی کا سبب ہے اور  
 نماز کے حکم کے بعد رسولؐ کی اطاعت کا حکم دینا ایک لطیف نکتہ کی طرف اشارہ ہے



وہ یہ کہ نماز پڑھنے کا طریقہ اور اس کے جزئیات مسائل قرآن مجید میں مفصلاً نہیں بیان ہوئے، لہذا اس حکم کی تعمیل کے لئے تم کو رسولؐ کی اطاعت کرنی چاہئے جس طرح اُن کو دیکھو اور جس طرح وہ فرمائیں اُسی طرح نماز قائم کرو۔

حدیث (۴) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَلَا تَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذِنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيُؤْمِّكُمْ الْكَبْرُكُمُ۔ (صحیحین)

ترجمہ۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ نماز ویسی پڑھو جیسی تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھی، اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے، اور جو شخص تم میں بڑا ہو وہ امام بنے۔

نوٹ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز ایک نسخہ کی میاں ہے کسی کتاب میں اس کا طریقہ دیکھ کر یا کسی سے سُن کر انسان اُس کو نہیں بنا سکتا تاوقتیکہ کسی استاد حاذق کی زیر نگرانی اپنے ہاتھ سے نہ بنائے یا اُس کو بناتے ہوئے نہ دیکھ لے۔ افسوس ہے کہ آج کل اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں وہ اس کا خیال نہیں کرتے کہ نماز کا پڑھنا کسی عالم ربانی کسی مرشد حقانی سے سیکھیں، اُس کی خدمت میں رہ کر اُس کی نماز کی ہر ہر ادا کو دیکھیں، اُس کا قیام و قعود اُس کا رکوع و سجود اُس کی حالت و کیفیت کا طالبانہ نظر سے مطالعہ کریں، بلکہ اپنے ہی جیسے جاہل یا بے عمل سے سیکھ کر یا کسی کتاب میں دیکھ کر نماز شروع کر دیتے ہیں، گو نہ پڑھنے سے تو یہ بھی بہتر اور بہت بہتر ہے کم از کم یہ کہ فرض تو اتر جاتا ہے مگر صرف اس پر قناعت کرنا سخت نادانی اور

سراسر مسلم ہے۔

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا جائے  
کس طرح جاتا ہے دل، بیدل سے پوچھا جائے  
آیت ۱۱۔ اَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَأُوا  
قُرْآنًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ  
عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا۔ (تبارک الذی سورۃ نمل)  
ترجمہ۔ اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور قرآن دوا اللہ کو قرآن دینا  
اچھا، اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے بھیجو گے اُس کو اللہ کے پاس  
موجود پائو گے بلکہ وہ تمہارے لئے زیادہ مفید اور بڑی نیچہ دینے  
والی چیز ہے۔

ف۔ اچھا قرآن اس کو کہتے ہیں کہ دینے والا احسان نہ رکھے تقاضا نہ کرے  
لینے والا ٹھیک وعدے پر دے دے، اور بڑی کشادہ دلی اور شکر گزاری کیساتھ دے۔  
یاد خدا میں جو مال خرچ کیا جائے اُس کو خدا نے اپنے ذمہ قرآن فرمایا۔ اس لطف و کرم  
کی کچھ حد ہے، خرچ کریں ہم اپنے نفع کے لئے اور وہ بے نیاز جس کو ہمارے  
خرچ سے یا کسی عبادت سے کچھ نفع نہیں اس کو اپنے ذمہ قرآن فرمائے۔  
تنبیہ۔ اَقِمُوا الصَّلَاةَ کا لفظ قرآن شریف میں بہت جگہ ہو ہم نے  
صرف چار آیتیں نقل کیں۔ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا تذکرہ قرآن کریم میں ۳۲ جگہ ہے  
فقہانے

اس سے زکوٰۃ کی اہمیت پر استدلال کیا ہے۔



آیت ۱۲۔ یٰبُنَّیْ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَحْرُوفِ  
وَانه عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ  
مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔ (اٹل ما اوحیٰ شیخ لقمان)

ترجمہ۔ اے بیٹے! صبر کر بیٹے قائم کر نماز اور لوگوں کو حکم دے اچھی بات کا  
اور منع کر بُری بات سے اور صبر کر مصیبت پر جو پہنچے یہ تحقیق یہ کام ہمت ہے۔  
فت۔ حق تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے حال میں بیان فرمایا ہے کہ  
تو نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں اسی سلسلہ کی ایک آیت یہ ہے۔

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ یہ تین چیزیں جن کا حکم آیت  
میں ہے بڑی ہمت کے کام ہیں جو کم حوصلہ ذرا ذرا سی باتوں میں گھبرا جاتا ہو وہ ان  
کاموں کو نہیں کر سکتا۔ اچھی باتوں کا حکم دینے اور بُری باتوں سے روکنے میں تودہ ہر دو  
کی طرف سے انداز میں پہنچتی ہیں لیکن نماز کا معاملہ اس سے بھی زیادہ نازک ہے کہ  
خود اپنے ہی نفس کی طرف سے ہزاروں رکاوٹیں ہزاروں تکلیفیں اور دقیق درپیش ہیں  
بھی سردی کا وقت ہے وضو اور غسل کرنا اور مسجد جانا نفس پر شاق ہے کبھی  
گرمی کی شدت ہے نازک بدنوں کو خش خانوں سے مسجد جانا مشکل ہے کوئی  
وقت سونے کا ہے اس وقت نماز آرام میں خلل انداز ہوتی ہے تجارت پیشہ  
اور کاروباری لوگ بار بار اپنا کام چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنا اور ایک معقول  
وقت اس میں خرچ کرنا اپنی روزی میں خلل اندازی کا سبب سمجھتے ہیں، لہذا  
ضروری ہوا کہ اس حکم کے ساتھ صبر کی بھی تعلیم دی جائے۔

نماز پروردگار پروردگار بدوست : عاشقی خدیوہ زندان بلاکش باشد

اکثر آیتوں میں نماز کے حکم کے ساتھ صبر کی تعلیم فرمائی ہے اور روزی دینے کا وہ  
کیا ہے جیسا کہ بہت سی آیتوں میں ملے گا اس کی یہی "حکمت" ہے۔ صبر کی لفظ ذرا  
وحشت انگیز لفظ ہے مگر یاد رکھو۔

نہ تلخ نست صبر کیہ بر یاد دوست

کہ تلخی شکر باشد از دست دوست

نفس کے اوپر جو مشقتیں پیش آئیں ان کے کالعدم کرنے کے لئے صبر کا حکم دیا، اور روزی  
میں خلل پڑنے کا دسوسہ دفع کرنے کے لئے رزق کا وعدہ فرمایا۔

لے بہ قربانت چہ نیکو داوری

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید  
کریں اور اس کی ترغیب دیں جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کے لئے کیا،  
صیغہ تصغیر سے (جس کے معنی چھوٹے بیٹے کے ہیں) اس بات کی طرف اشارہ سکلا کہ  
بچپن سے نماز کا عادی بنانا چاہئے۔

حدیث (۵)۔ عن عمرو بن شعیب عن ابيه عن جده

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مروا اولادكم

بالصلوة وهما ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم

ابناء عشر سنين وخرقوا بينهم في المضامع رواه ابو داود

وكذا رواه في شرح السنة عنه وفي المضامع عن سيرة

ابن معبد

ترجمہ۔ عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور شعیب عمرو کے



دادا محمد بن عبد اللہ ابن عمرو بن عاصؓ سے، یا اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات برس کے ہو جائیں، اور نماز کے لئے انکو مارو جب وہ دس برس کے ہو جائیں، اور دس برس کی عمر میں بچوں کے بستر بھی الگ کر دو ایک ساتھ نہ لیٹنے پائیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے، اور مصنف نے بھی شرح السنہ میں اسی طرح یعنی عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے، مگر مصابیح میں حضرت بسرہ بن عبد جہنی سے روایت کیا ہے۔

آیت ۱۳۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا تَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝

(قال الماقل، سورة طه)

ترجمہ۔ اور حکم دیجئے اے نبی اپنے اہل کو نماز کا اور خود بھی اُس پر قائم رہئے اور اقامت نماز میں جو تکلیف پیش آئے اُس پر صبر کیجئے ہم آپ کے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود آپ کو روزی دیتے ہیں اور انجام (کی خیریت) تقویٰ کے لئے ہے۔

ف۔ اہل کے معنی بی بی اسی مثنیٰ میں یہ لفظ قرآن مجید میں بکثرت مستعمل ہے اور ہو سکتا ہے کہ اہل کے لفظ سے تمام متعلقین مراد لئے جائیں۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو حکم دیئے گئے۔ اول یہ کہ اپنی بیویوں پر نماز کی تاکید کیجئے دوسرے یہ کہ خود بھی نماز کی پابندی فرمائیے معلوم ہوا

کہ نماز اتنا بڑا فریضہ ہے کہ نبی اور نبی کی بیبیاں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔  
نماز کے حکم کے ساتھ صبر کی تلقین اور روزی دینے کا وعدہ اسی حکمت پر مبنی ہے  
بارہویں آیت کے فائدے میں بیان ہوئی۔

**حدیث (۶)۔** عن ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
کان یصلی من اللیل ما شاء اللہ حتی اذا کان من اخر اللیل  
ایقظ اہله للصلوۃ یقول لہم الصلوۃ ثم یتلو هذه الآية  
وامرأہا انک بالصلوۃ واصطبر علیہا لا نسئلك رزقا نحن  
نرزقک والعاقبة للتقویٰ (موطا امام مالک)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو جب نماز تہجد  
پڑھ چکے تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگاتے اور اسی آیت  
کی تلاوت کرتے۔

**حدیث (۷)۔** عن جریر بن عبد اللہ قال بايعت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والنعم  
لکل مسلم۔ (صحیح بخاری باب البیعة علی اقام الصلوۃ)  
ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

اس حضرت جریرؓ اپنی قوم کے سردار تھے۔ اللہ میں مشرک باسلام ہوئے اور اسی وقت یہ جہنم  
بھی ہوئی۔ حضرت جریرؓ نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام کرتے ہی تھے مسلمانوں کی تیر خواہی میں  
ان کو بے نظیر شہوت تھا۔ ایک مرتبہ ان کے غلام نے ان کے لئے ایک گھوڑا تین سو روپیہ میں مول لیا  
جب انہوں نے دیکھا تو بیچنے والے کے پاس گئے اور کہا کہ تمہارا گھوڑا اس سے زیادہ قیمت کا تھا اور  
قیمت بڑھانا شروع کی یہاں تک کہ آٹھ سو روپیہ اس کو دیئے۔ (فتح الباری)



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

۱۰۔ شیخ الاسلام "فتح الباری" میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:۔  
 "وكان النبي صلى الله عليه وسلم اقل ما يشترط بعد التوحيد اقامة الصلوة" یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عقیدہ توحید کے بعد سب سے پہلی شرط نماز کے متعلق کرتے تھے۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دے کر کہ اپنی بیبیوں پر نماز کی تاکید رکھئے، پھر خود ہی نبی کی بیبیوں کو مخاطب بنا کر نماز کا حکم دیا۔ سورہ احزاب میں فرمایا:۔  
 "وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ" (یعنی اے نبی کی بیبیوں نماز قائم کرو)۔ اس اہتمام کی کچھ حد ہے۔ معلوم ہوا کہ تعلیم و ترویج نماز کی خدمت اگر کسی دوسرے شخص کے متعلق کر دی جائے تو اس کا یہ نتیجہ نہ ہونا چاہئے کہ خود اس کام کو ترک کر دیں۔

آیت ۱۲۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔

(مبعض الذی۔ سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ۔ قائم کر تو نماز آفتاب ڈھلنے کے وقت سے تاریکی شب تک اور (لازم سمجھ) پڑھنا فجر کا یہ تحقیق پڑھنا فجر کا ہے گواہی دیا ہوا۔

۱۱۔ اس آیت میں اوقات نماز کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اور نماز فجر کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ گواہی دہی ہوئی نماز ہے یعنی فرشتوں سے اسکی گواہی طلب کی جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں مفصلاً مذکور ہے۔

حدیث (۸) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون في صلاة الفجر وصلاة العصر ثم يعرج الذين باتون فيكم فيسألهم ربهم وهو اعلم بهم كيف تركتم عبادي فيقولون تركناهم وهم يصلون فايتناهم وهم يصلون

(صحیح بخاری صحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے درپے آتے ہیں تمہارے پاس کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو اور جمع ہوتے ہیں یہ سب نماز فجر اور نماز عصر میں پھر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس رہے تھے پس پوچھتا ہے ان سے پروردگار ان کا حال انکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے آگاہ ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا، اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اُس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۱۔ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اعمال لکھنے کیلئے رہتے ہیں جن کو کرام کا تبین کہتے ہیں ان فرشتوں کی تبدیلی دو وقت ہوا کرتی ہے نماز فجر کے وقت اور نماز عصر کے وقت۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو فرشتے ایک بار آچکے ہیں دوبارہ نہیں بھیجے جاتے۔



آیت ۱۵۔ اَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ

(اتل ما اوحی۔ سورۃ عنکبوت)

ترجمہ۔ تلاوت کیجئے اے نبی اس کتاب کی جو آپ کی طرف نازل ہوئی بھی گئی اور قائم کیجئے نماز۔

ف۔ نماز کا بار بار حکم دینا اور پھر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر

کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پھر تلاوت قرآن اور نماز کا حکم ساتھ دینے سے اور نہ صرف

اس آیت میں بلکہ اور آیات میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تلاوت قرآن

نماز کا رکن اعظم ہے۔ اس آیت کی تفسیر ہیں وہ حدیثیں جن میں نماز کے اندر سورۃ فاتحہ

اور اس کے بعد دوسری سورت کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث (۹)۔ روی ابوداؤد بسند قوی عن ابی سعید

امرنارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ بفاتحة الكتاب

وما تیسر۔ (فتح الباری)

ترجمہ۔ یعنی ابوداؤد نے بسند قوی حضرت ابوسعید خدری سے روایت

کیا ہے کہ ہم لوگوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز میں

سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ جس قدر قرآن آسان ہو پڑھا کریں۔

آیت ۱۶۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ

مِنْ يَوْمٍ اجْتَمَعْتُمْ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ

ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۖ فَإِذَا قُضِيَ الصَّلَاةُ

فانتشروا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ

كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۖ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا  
إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ  
مِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۚ

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا کی جائے تو اللہ  
کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر  
بشرطیکہ تم جانتے ہو پھر جب نماز ختم ہو جائے تو پھیل جاؤ اللہ کی زمین میں  
اور تلاش کرو اللہ کی بخشش اور ذکر کرو اللہ کا بہت تاکہ تم فلاح پاؤ  
اور جب ان لوگوں نے دیکھی کوئی تجارت یا کوئی کھیل کی چیز تو چلے گئے  
اس کی طرف اور چھوڑ دیا اے نبی آپ کو کھڑا ہوا کہہ دیجئے کہ جو کچھ اللہ کے  
پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل سے اور تجارت سے اور اللہ بخیر رزق  
دینے والا ہے۔

ف۔ ان آیتوں میں نماز جمعہ کے لئے صرف حکم نہیں دیا بلکہ اس کے لئے  
اس قدر اہتمام کیا کہ دوڑنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ ان آیتوں میں علاوہ فرضیت نماز جمعہ کے  
بہت سی باتیں معلوم ہوئیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں :-

① نماز جمعہ کے لئے دوڑنا چاہئے یعنی کوشش کر کے جلد پہنچنا چاہئے۔

② نماز جمعہ کے لئے اذان کا بھی ثبوت ہوا جیسا کہ اور نمازوں کیلئے دوسری

آیت میں ہے۔

③ نماز کو اللہ کا ذکر فرمایا جیسا کہ دوسری آیات میں بھی ہے۔

④ نماز جمعہ کے لئے مصر کا شربا ہونا بھی اشارۃ معلوم ہوا، خرید و فروخت کا



ترک کرنا وہیں ہو سکتا ہے جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو، اور خرید و فروخت معتد بہ وہیں ہوتی ہے جہاں بازار ہو، اور ایسے ہی مقام کو مہر کہتے ہیں۔

⑤ نماز جمعہ کے لئے خطبہ کا ثبوت ہوا اور خطبہ کا کھڑے ہو کر پڑھنا بھی معلوم ہوا کہ تَوَكُّوْكَ قَائِمًا سے بالاتفاق خطبہ کی حالت مراد ہے، اور روایات صحیحہ شان نزول سے بھی یہی ثابت ہے، اور حدیث سے ثابت ہے کہ دو خطبے ہونے چاہئیں اور دونوں کے درمیان میں کچھ بیٹھنا چاہئے۔

⑥ جمعہ میں جماعت کی ضرورت بھی معلوم ہوئی ورنہ چلے جانے والے معتب نہ ہوتے۔

⑦ یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان جمعہ کے بعد نماز ختم ہونے تک خرید و فروخت حرام ہے، اور اس اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے۔

⑧ جو لوگ کسی لہو و لعب یا تجارت میں مشغول ہونے کے باعث سے نماز جمعہ بلکہ اسکے خطبے میں شریک نہ ہوں ان کا معتب ہونا معلوم ہوا۔

⑨ نمازیوں سے اور خاص کر نماز جمعہ پڑھنے والوں سے فلاح اور رزق کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

تیسرا جصل :-

نماز کی ترقیبی آیتیں :-

نماز کیساتھ محبت کی تعلیم

آیت ۱۷۱۔ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ دُرِّیْغَیْ یٰوَادِّ غَیْرِ

ذِي ذُرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ  
 أَفْعَادَهُ مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الشَّجَرَاتِ  
 لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ (روما: بری، سورۃ ابراہیم)

ترجمہ۔ اے ہم سب کے پروردگار میں نے اپنی ذریت (یعنی بی بی بچہ) کو  
 ایک ایسے جنگل میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر  
 کے پاس اے پروردگار محض اسلئے کہ وہ نماز قائم کریں پس کر دے لوگوں  
 کے دلوں کو ایسا کہ تھکیں ان کی طرف اور رزق دے اُن کو بیوؤں سے  
 تاکہ وہ شکر کریں۔

ف۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اس آیت میں نقل فرمائی گئی ہے جس کا  
 مختصر قصہ یہ ہے کہ اُن کو حکم خداوندی ملا کہ اپنے فرزند حضرت اسمعیلؑ کو اور ان کی والدہ کو  
 ایک ایسے جنگل میں چھوڑ آئیں جہاں کوئی چیز نہ پیدا ہوتی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
 اس حکم کی تعمیل کی اور اپنے تحت جگر کو اس جنگل میں لا کر چھوڑا جس کا نام آج مکہ منظر ہے  
 جہاں زندگی کا کوئی سہارا نہ تھا، اس جنگل میں کیا معنی اسکے ادھر ادھر کو سوں تک کھانے  
 کے لئے گھاس یا درخت کی پتی اور پیاس بجھانے کیلئے گیلی مٹی بھی نہ مل سکتی تھی،  
 اس جنگل میں چھوڑ کر چلے تو یہ دعا مانگی کہ اے پروردگار میں نے اس جنگل میں محض  
 اس لئے چھوڑا ہے کہ تیرے حرمت والے گھر یعنی کعبہ مکرمہ کا سامنا رہے اور  
 اس کی بابرکت تاثیرات سے یہ لوگ نماز قائم کرنے والے بنیں۔ کعبہ مکرمہ کی بھی  
 بڑی بزرگی ثابت ہوئی کہ وہ نماز کا مندر ہے، ایسی ہی بزرگیوں کے سبب سے  
 اس کو ہدیٰ لِلنَّاسِ منسب فرمایا۔



خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قصہ مسلمانوں کو اسی لئے سنایا کہ دیکھو خدا کے  
 بندے نماز کو کس قدر پیار کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی بی بی اور اکلوتے  
 بیٹے کی زندگی اتنی پیاری نہ تھی جتنی کہ نماز۔ اگر وہ ان کی زندگی کو زیادہ عزیز رکھتے تو  
 اس جنگل میں جا کر چھوڑ آتے کہ وہاں خود کو کوئی پیداوار نہ ہوتی مگر اسکے قریب کوئی ایسی  
 آبادی ہوتی جس سے یہ اُمید کی جاسکتی کہ شاید کسی کا گزر اس جنگل کی طرف ہو جائے  
 اور وہ ایک مہصوم بچہ اور اس کی ماں کو بھوک پیاس میں مڑپتا ہوا دیکھ کر ترس کھا  
 اور ان کی پرورش کا سامان کر دے، مگر خدا کے خلیل کو سب سے زیادہ پیاری نماز تھی  
 انھوں نے نماز کی فکر کو زندگی کی فکر سے مقدم رکھا، اُن کے دل پر نماز کی محبت کا  
 قبضہ تھا، اُن کے دماغ میں نماز کے عشق کی سلطنت تھی۔ اے خدا کے خلیل تم کو یہ  
 دل و دماغ مبارک رہے۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چہیں کنت

دعا اے خدا اپنے خلیل اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اپنے اس عاجز  
 گنہگار بندے کے دل پر بھی ایک ذرہ اس محبت کا ڈال دے اور اپنی معرفت عطا فرما، تاکہ  
 تیری عبادت تیری نماز ہر چیز سے زیادہ اس بندے کی محبوب بن جائے۔ سچ ہے۔ سہ  
 آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کنت  
 فرزند و عیال و خان و ماں را چہ کنت

آیت ۱۸۔ وَوَهَبْنَا لِذَاوُدْ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ

۱۷۔ اس واقعہ کے وقت حضرت اسماعیلؑ اکلوتے ہی تھے، اسکے بہت بعد حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ ۱۷۔

اَوَابٌ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّغِفَتُ الْاِخْيَادُ فَقَالَ اِنِّي  
اَجَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ  
رُدُّوْهَا عَلَيَّ فطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْاَعْنَاقِ —

(رومی، سورۃ ص)

ترجمہ۔ اور نبشا ہم نے داؤد کو سلیمان (جیسا بیٹا) جو کیا ہی اچھا بندہ تھا  
میشک وہ بڑا رجوع ہونے والا تھا، وہ واقعہ یاد کرو جب اسکے سامنے  
تیسرے پہر کو عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے (اور وہ ان کے معائنہ میں مشغول تھا  
کہ یکا یک آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر کا وقت جا تا رہا) تو وہ کہنے لگا  
کہ میں مال کی محبت میں مبتلا ہوا اپنے پروردگار کے ذکر سے غافل ہو کر  
یہاں تک کہ آفتاب پردہ میں چھپ گیا ان گھوڑوں کو میرے پاس  
واپس لاؤ، پھر لگا وہ چھانٹنے ان کے پیروں اور گردنوں کو یعنی  
سب کو مار ڈالا۔

فت۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بڑی تعریف  
فرمائی اور ان کو دو خطاب دیئے ایک نعم العبد یعنی بہت اچھا بندہ دوسرے اَوَاب  
یعنی خدا کی طرف بڑا رجوع ہونے والا اور اس تعریف و خطاب کی وجہ یہ ارشاد فرمائی  
کہ نماز کے ساتھ ان کو اس قدر محبت تھی کہ نماز کے وقت ہو جانے سے ایسے بچپن  
اور سراپمہ ہو گئے کہ جن گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کے سبب یہ آفت  
آئی تھی ان سب کو قتل کر دیا۔

لے گھوڑوں کو قتل کرنا مال کا ضائع کرنا نہ تھا ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں گھوڑے کا گوشت (بقیہ پیر)



مسئلہ معلوم ہوا کہ نماز کے ساتھ مسلمانوں کو اس قدر محبت ہونی چاہئے کہ اگر خدا نخواستہ کبھی مجبوری و معذوری میں نماز فوت ہو جائے تو اس کا بھی رنج ہو، دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو چیز نماز میں خلل انداز ہو اس سے فوراً قطع تعلق کریں۔

**حدیث (۱۰)** عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 حین تقل من غزوۃ خیبر ساریلہ حتی اذا ادرکہ الکری  
 عرس وقال لبلال اکلانا فصلی بلال ما قد رلہ ونام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فلما تقارب الفجر  
 اسند بلال الی راحلۃ موجد الفجر فغلب بلال لا عیناہ وهو  
 مستند الی راحلۃ فلم یستبقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ولا بلال ولا احد من اصحابہ حتی ضربتہما الشمس فکان  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولہما استیقظا ففرع  
 رسول اللہ علیہ وسلم فقال ای بلال فقال بلال اخذ  
 بنفسی الذی اخذ بنفسک فقال اقتادوا فاقتا دواروا حلوہم  
 شیئاً روقی رواۃ مالک عن زید بن اسلم قال ان ہذا

۳۸ کا بقیہ حاشیہ احلال ہو جیسا کہ ہماری شریعت کے بھی بعض مجتہدین کا مذہب ہے اور ہو سکتا ہے مارڈالنے کی وجہ یہ ہو کہ وہ گھوڑے ایسے تھے کہ جس کو بھی دیتے اندیشہ تھا کہ وہ بھی اسی طرح بھول جائے یہ حال جب خدائے ان کے اس فعل سے رضامندی ظاہر فرمائی تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ۱۱

وادیہ شیطان فرکبوا حتی خرجوا من ذلك الوادی ثم  
توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وأمر بلالاً فاقم الصلوة  
فصلی بهما الصبح فلما قضی الصلوة قال من نسئ للصلوة  
فليصلها اذا ذكرها فان الله تعالى قال واقم الصلوة لذكری۔

(مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب  
غزوہ خیبر سے لوٹے تو ایک شب رات بھر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ  
جب آپ کو نیند معلوم ہوئی تو آپ نے آخر شب میں مقام کر دیا، اور  
بلال سے فرمایا کہ تم پہرہ دینا پس بلال نے نماز تہجد پڑھی جس وقت کہ  
ان کی قسمت میں تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے  
اصحاب سو رہے، جب فجر کا وقت قریب آیا تو بلال اپنی سواری سے  
تکیہ لگا کر بیٹھ گئے لیکن نظر ان کی آسمان ہی کی طرف تھی، مگر نیند کا  
اس قدر غلبہ ہوا کہ بیٹھے بیٹھے سو گئے، پس نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم بیدار ہوئے نہ بلال، نہ کوئی صحابی یہاں تک کہ دھوپ نے  
ان کو بے چین کیا تو سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیدار  
ہوئے، آپ (یہ دیکھ کر کہ فجر کا وقت جاتا رہا) گھبرا گئے، اور فرمایا کہ  
”اے بلال کیا ہوا؟“ بلال نے عرض کیا کہ ”میرے نفس کو بھی اسی نے  
لے لیا جس نے حضورؐ کے نفس قدسی کو لے لیا“ آپ نے فرمایا کہ  
”اچھا یہاں سے نکل چلو“ چنانچہ سب لوگوں نے اپنی سواریاں کچھ



آگے بڑھالیں (اور امام مالک کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا  
اس وادی میں شیطان ہے پس سب لوگ سوار ہو کر اس وادی سے باہر  
چلے گئے) اسکے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اور بلال کو  
حکم دیا کہ نماز قائم کریں، پھر فجر کی قضا آنے پر جمعہ پر بھی جب نماز  
ختم ہو چکی تو آپ نے فرمایا کہ ”جو شخص نماز کو بھول جائے تو چاہئے کہ  
جس وقت یاد آئے اسی وقت پڑھ لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
نماز میں سے ذکر کے وقت قائم کرو۔“

یہ حدیث واقعہ لیلۃ التقریس کے نام سے مشہور ہے، امام مسلم و امام مالک کے  
ملاوہ ابو داؤد حاکم نسائی بیہقی طبرانی نے بھی اس کو بالفاظ متقاربہ روایت کیا ہے۔  
خدا کی عجیب حکمت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی نماز کے فوت ہو جانے کو بھی ہمارے حق میں رحمت اور ایک عمدہ سبق بنا دیا۔ حضرت  
سلیمان علیہ السلام کے قصے پر جو مسئلہ نکلا وہ بیان ہو چکا، واقعہ لیلۃ التقریس سے جو  
سائل نکلتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ مہتمم بالشان ہے۔

مسئلہ معلوم ہوا کہ جس مقام میں کسی مسلمان کی نماز فوت ہو وہاں شیطان کا دخل ہے  
اور سنت ہے کہ اس مقام سے جس قدر جلد ممکن ہو نکل جائیں۔ اللہ اکبر نماز کا ترک کرنا  
نہیں، بلکہ فوت ہو جانا اس قدر سخت بات ہے کہ اس کی شامت سے وہ بگم ہی  
منہوس ہو جاتی ہے۔ وائے بر حال اُن مکانوں کے جن میں نماز فوت نہیں بلکہ ترک  
کی جاتی ہو، اور وائے بر حال اُن لوگوں کے جو اُن مکانوں میں بے تکلف رہتے ہوئے  
آیت ۱۹۔ رَجَالٌ لَا تُلْهِیْہُمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَیْعٌ عَنْ

ذَكَرَ اللّٰهَ وَاقَامَ الصَّلٰوةَ وَرَاتَى الزَّكٰوةَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا  
تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ — (قدا فلی، سورۃ نور)  
ترجمہ۔ کچھ مرد کہ نہیں غافل کر سکتی ان کو کوئی سوداگری اور نہ کوئی خرید و فروخت  
اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں وہ  
اُس دن سے جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور نگاہیں یعنی قیامت کے  
دن سے۔

ف۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی تعریف کی ہے کہ  
نماز کے ایسے عاشق ہوتے ہیں کہ دنیا کے کاروبار دنیا کی مال و دولت میں اتنی طاقت  
کہ اُن کو نماز سے روک لے، یہ بھی فرمایا کہ وہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔  
یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ نماز کے ذکر میں قیامت کا اکثر ذکر آیتوں میں ہوا اور یہ  
عنوان سے ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے غفلت اور اس میں سُستی بغیر اسکے  
عقیدہ قیامت میں ضعف ہو نہیں سکتا (معاذ اللہ منہ)۔

آیت ۲۰۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَرَّبُوْا الصَّلٰوةَ  
وَ اَنْتُمْ سٰکَرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُولُوْنَ (والمحنت سونساء)  
ترجمہ۔ اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو  
یہاں تک جو کچھ کہو اُس کو سمجھنے لگو۔

ف۔ اس آیت سے ایک عجیب اور نہایت عجیب شانِ محبوبیت کی نماز  
کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ اگر نماز کی محبت دلوں پر غالب نہ ہوتی اگر مسلمانانہ  
باگ نماز کے ہاتھ میں نہ ہوتی تو اس آیت کا یہ نتیجہ ہونا چاہئے تھا کہ جو لوگ



اب کے عادی تھے اُن سے نماز ترک ہو جاتی، کیونکہ آیت میں بظاہر شراب  
نے کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے،  
انکہ نتیجہ یہ ہوا کہ شرابیوں کی شراب چھوٹ گئی اور یہی اصل مقصد آیت کا تھا  
بادشاہ کسی سے کہتے ہیں کہ تم فلاں حالت سے ہمارے دربار میں آیا کرو  
میں کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس حالت کو ترک کرو، نہ یہ کہ دربار میں  
نہ چھوڑ دو۔

شراب کے متعلق تین آیتیں قرآن مجید میں اتریں۔ پہلی آیت وہ جو سبقول  
وہ بقرہ میں ہے کہ شراب میں نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے مگر اس کا گناہ بہ نسبت  
کے زیادہ ہے، ایک بڑی تعداد نے اُسی وقت شراب چھوڑ دی، اسکے بعد  
آیت نازل ہوئی جو اوپر لکھی گئی، اسکے نازل ہونے سے تارکین شراب کی  
اد میں بہت اضافہ ہوا۔ عالم التذریل میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی  
عاجہ کرام کی ایک جماعت نے شراب چھوڑ دی اور کہنے لگے :-

”لا خیر فی شئ یحول بیننا و بین الصلوة“ یعنی اس چیز میں  
کچھ خوبی نہیں جو نماز میں خلل انداز ہو۔

جن نے یہ انتظام کیا کہ نماز عشاء کے بعد پیتے تھے تاکہ فجر تک نشہ باقی نہ رہے، اور  
نماز سے فارغ ہو کر پیتے تھے کہ ظہر تک نشہ اتر جائے، باقی اوقات میں بدھیز  
نے تھے۔ اسکے بعد تیسری آیت سورہ مائدہ والی نازل ہوئی کہ :-

”إِنَّهَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْكَامُ رَجْسٌ  
مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَإِنَّهَا

يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ  
 فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ  
 فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۖ یعنی شراب اور جو اور بت اور پانسے  
 تجس ہیں شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان  
 یہ چاہتا ہے کہ تم میں باہم دشمنی اور بغض شراب اور جوئے کی وجہ سے  
 ڈلوادے اور تم کو ذرا کھلی اور نماز سے روکے، کیا اب بھی تم باز نہ آؤ گے۔  
 اس آیت میں قطعی حکم شراب کی حرمت کا دے دیا، اور یہ بھی صاف کھول کر فرمایا  
 شراب چونکہ جھگڑے فساد کی چیز ہے اور نماز میں خلل انداز ہوتی ہے اسلئے اس  
 ممانعت کی گئی۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عجیب منظر مدینہ منورہ میں تھا، ہزاروں  
 کی شرابیں دکانوں میں بھری ہوئی تھیں سب پھینک دی گئیں، شراب جن مشکوں  
 وہ پھاڑ دی گئیں اسکے مشکے توڑے گئے۔ گلیوں میں شراب اس قدر نہی کہ مدت  
 بارش ہونے پر بھی شراب کا رنگ اور اس کی بو گلیوں میں محسوس ہوتی تھی۔ (مع  
 شرابی کی محبت شراب کے ساتھ ضرب المثل ہے، شرابی نہ صرف شراب سے  
 اسکے ساتھی سے اسکے شیشہ و پیانہ سے اسکے میخانے سے اتنی محبت رکھتا ہے جیسے  
 عاشق و لڑا دہ اپنے محبوب معشوق سے۔ ایک شخص کہتا ہے۔  
 بیاساتی کہ من مردم کفن از برگ تاکم کن : باب سے بدہ غسل دریں میخانہ خاکم کن  
 مگر دین اکھی نے تبا دیا کہ شرابی کو اپنی شراب سے وہ محبت نہیں ہو سکتی ہے، جو نمازی  
 پیاری نماز سے ہوتی ہے۔



## نماز کی بے مثل خاصیتیں

آیت ۲۱ - اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ  
وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اتل ما اوحی، سورہ روم)  
ترجمہ - بہ حقیق نماز روکتی ہے بھائی سے اور بُری باتوں سے اور یہ تحقیق اللہ  
کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

ف - اس خاصیت اور تاثیر کی کچھ حد ہے اتنی بڑی خاصیت کسی عبادت میں  
نہیں بیان فرمائی۔ اس آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ نماز تمام خلافِ شریعت  
اں سے روک کر انسان کو مجموعہ کمالات اور شریعت الہیہ کا پیرو کامل بنادیتی ہے  
یہ کوئی شخص اس خاصیت پر تعجب کرتا تو اس کے تعجب کو یہ کہہ کر رفع کر دیا کہ اللہ کا  
بہت بڑی چیز ہے یعنی اتنی بڑی چیز میں اتنی بڑی خاصیت ہوئی تو کیا  
سب کی بات ہے، کیا اس آیت کو دیکھ کر مسلمانوں کے سچے ہی خواہوں کا یہ فرض  
ہے کہ سب طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر نماز ہی کی کوشش میں مشغول ہو جائیں،  
مسلمانوں کو پابند نماز بنانے اور ان کی نمازوں کو درست کرنے میں اپنی متفقہ  
تصروف کر دیں۔ کیا یہ آیت نماز کو مسلمانوں کی اصلاح کامل کا ذمہ دار نہیں  
اردیتی؟ کیا یہ آیت نماز کو مسلمانوں کے عقائد و اعمال دونوں کے درست  
کرنے کا متکفل نہیں بیان کرتی؟ اور کیا ایسا کرنے سے مسلمانوں کے وہ باہر  
اعانت جو محض بے بنیاد ہیں رفع نہ ہو جائیں گے۔

سوال - بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ نماز میں اتنی بڑی خاصیت کا

ہونا مشاہدہ کے خلاف ہے۔ یہ مشاہدہ ہے کہ بہت سے نمازی جن کی ایک وقت نماز بھی قضا نہیں ہوتی ایسے بُرے بُرے افعال و حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کہ نعوذ باللہ۔

جواب اس شبہ کا اول تو یہ ہے کہ کسی مضمون کو اس تصریح کیساتھ قرآن مجید دیکھ کر مشاہدہ یا مشاہدہ سے بڑھ کر کسی چیز کی وجہ سے اس پر شبہ کرنا بے ایمان کی علامت ہے۔ اگر آج کسی ڈاکٹر یا کسی طبیب کی زبان سے کسی دوا کی کوئی خاصیت سُنی جاتی ہے اور کوئی شخص اُس دوا کا استعمال کرتا ہے اور وہ خاصیت نہیں ہوتی تو خود اُس شخص کا دل ہزاروں توجہات تراشتا ہے کہ شاید دوا کے استعمال کوئی بے قاعدگی ہو گئی ہو، شاید مقدارِ شرب میں کچھ تفاوت ہو گیا ہو، شاید کوئی مادہ فاسد بدن میں موجود تھا اس نے خاصیت ظاہر نہ ہونے دی، شاید بد پرہیزی ہو گئی وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ خیال بھی آسان تھا کہ طبیب کا علم ناقص ہو، اس نے غلطی سے وہ خاصیت بیان کر دی ہو، یہ احتمال بھی صحیح تھا۔ طب کا علم ظنی ہے اور ظن میں خطا کی گنجائش ہے، مگر یہ خیال و احتمال دل میں آتا ہی نہیں، پھر انصاف تو کرو کہ خداوندِ علیم و حکیم جس کی حکمت تک خطا رسانی نہیں، اس کے بیان کی ہوئی خاصیت پر اس طرح بے تامل شبہ کرو بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ مشاہدہ کا حوالہ دینا ہی غلط ہے جن نماز پڑھ والوں کی بابت یہ کہا گیا کہ وہ بُرے افعال میں منہمک رہتے ہیں، دراصل نماز نہیں پڑھتے بلکہ نماز کی نقل اُتارتے ہیں اور کاش وہ نقل بھی کامل ہو



از اثر نہ ہوتی، مگر افسوس اور ہزار افسوس! کہ نقل بھی ادھوری ہوتی ہے۔ کبھی کوئی شخص  
شاید نہیں پیش کر سکتا کہ کسی شخص نے قاعدہ کے مطابق اپنی نماز درست کر لی اور پھر اس  
باقی رہ گئے ہوں حاشا و کلا یہ ممکن نہیں۔

یہ نہ سمجھنا کہ نماز انسان کو معصوم بنا دیتی ہے کہ پھر اس سے کوئی گناہ سرزد ہی نہ ہو سکے،  
محبت تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے، بلکہ نماز کے برائیوں اور گناہوں کے  
کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان کے دل میں نیکیوں کی رغبت اور صلاحیت اور گناہوں  
ت پیدا کرتی ہے اور ایسے شخص سے بمقتضائے بشریت اگر کوئی گناہ صادر بھی ہو جاتا ہے  
غور اس کو نہامت و شرمندگی لاحق ہوتی ہے، اور وہ توبہ و استغفار کرتا ہے جس کا  
یہ ہوتا ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا  
اس شخص کے ہو جاتا ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو۔

حدیث (۱۱) عن انس قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوات  
الخمس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لا یدع شیطا  
من الفواحش الا رکبہ فوصفہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
حالہ فقال ان صلوتہ تنہاہ یوما فلم یلبث ان تاب و  
حسن حالہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم اقل  
لکم ان صلوتہ تنہاہ یوما \_\_\_\_\_ (معالم)

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک جوان انصار میں سے پنج وقتہ نمازیں  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتا تھا، مگر کوئی بیعیانی  
نہ چھوڑتا تھا جس کا اثر کباب نہ کرتا ہو اس کا حال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی نماز ایک دن اس کو روکنے کی،  
پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسے توبہ کی اور اس کا حال اچھا ہو گیا تو  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اس کی  
نماز ایک دن اس کو روک دے گی۔

حدیث (۱۲) عن ابی ہریرۃ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فلانا بصلی باللیل فاذا

اصبح سرق فقال انه سینہا ما تقول۔ (رواہ احمد والبیہقی)

X ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے  
اور صبح کو چوری کرتا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ عنقریب اس کو روک دے گی  
وہ چیز جو تم کہتے ہو (یعنی نماز)۔

معالم میں آیت مذکورہ کے تحت میں ہے کہ :-

قال ابن مسعود وابن عباس فی الصلوۃ منتہر ومزدجر عن  
معاصی اللہ فمن لم تامرہ صلوۃ بالمعروف ولم تنہہ  
عن المنکر لم یزد بصلواتہ من اللہ الا بعد او قال الحسن  
وقتادة من لم تنہہ صلوۃ عن الفحشاء والمنکر فصلواتہ  
وبال علیہ۔

X ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
فرماتے ہیں کہ نماز میں اللہ کی نافرمانیوں سے روکنے اور منع کرنے کی صفت



پھر جس کی نماز اُس کو اچھی باتوں کا حکم نہ دے اور بُری باتوں سے نہ روکے  
ایسی نماز کی وجہ سے اس کو اللہ سے دُوری پڑھتی ہی جائے گی۔ اور  
حسن بصری اور قتادہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو نماز بے حیائی اور بُری بات  
سے نہ روکے اس کی نماز اُس پر وبال ہے۔

آیت ۲۱۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ  
جَزُوْعًا وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمَصْلٰلِيْنَ اَلَّذِيْنَ  
هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ  
مَّعْلُوْمٌ لِّلْساِئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ  
الدِّیْنِ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِنْ عِنْدِ اَبِیْ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اِنَّ  
عِنْدَ اَبِیْ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَآمُوْنٍ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ  
حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ  
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمٰیْنَ فَمَنْ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ  
هُمُ الْعٰدُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لَا مَنٰئِهِمْ وَعٰهَدِمْ زَعُوْنَ  
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَآئِمُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰی  
صَلَاتِهِمْ حٰفِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنَّتٍ مُّكْرَمٰٓةٍ

(تبارک الذی)

ترجمہ۔ یہ تحقیق انسان پیدا کیا گیا ہے کہ کم نظرون کہ جب پہنچتی ہے  
اُس کو تکلیف تو بے قرار ہو جاتا ہے اور جب پہنچتی ہے اُس کو راحت  
تو بخیل ہو جاتا ہے، سو ان نمازیوں کے جو اپنی نماز پر ہمیشگی کر رہے ہیں اور

جن کے مالوں میں حق مقرر ہے سائل و محروم کا، اور جو تصدیق کرتے ہیں  
روز جزا کی، اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں یہ تحقیق  
ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ہے، اور جو اپنی  
شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوا اپنی بیبیوں اور اپنی  
لوٹڈیوں کے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں لیکن جو سوا اسکے کوئی اور  
راہ تلاش کرے وہ حد سے گذر جانے والا ہے، اور جو اپنی امانتوں  
اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر  
قائم رہنے والے ہیں، اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہ لوگ  
بہشت کے باغوں میں عترت سے رکھے جائیں گے۔

ف۔ اس آیت میں نماز کی بہت بڑی خاصیت بیان فرمائی گئی مثل  
مشہور ہے کہ: جبیل گرد و جبلت برنگرد۔ جو عیوب انسان میں جبلی ہوتے ہیں وہ  
کسی طرح دفع نہیں ہوتے۔ مگر اس آیت سے معلوم ہوا کہ آیت میں جن اعمال کا  
ذکر ہے جن میں سب سے پہلی چیز نماز ہے، ان اعمال کے کرنے سے جبلی اور خلقی عیب  
بھی دور ہو جاتے ہیں۔

یہ آیت بالکل مشابہ تیسویں آیت کی ہے جس طرح نماز ہی سے آغاز اور  
نماز ہی پر اختتام وہاں ہے یہاں بھی ہے اور بعض چیزیں تو یہاں اور وہاں لفظاً بھی  
ایک ہیں، آغاز میں نماز کی ہمیشگی کو فرمایا اور اختتام میں حفاظت کو ہمیشگی کا مطلب یہ ہے  
کہ نماز کی پابندی ایسی کرے کہ کبھی فوت نہ ہونے پائے اور حفاظت میں علاوہ اسکے  
نماز کے شرائط و ارکان اور آداب ظاہری و باطنی کی نگہداشت بھی شامل ہے۔



آیت ۲۳۔ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ  
 إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلَّذِينَ اٰكْرَبْنَ ط۔  
 ترجمہ۔ قائم کرتو نماز دونوں کناروں میں دن کے اور کچھ حصہ میں رات کے  
 بہ تحقیق نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو یہ ایک یادداشت ہے یاد رکھنے  
 والوں کے لئے۔

ف۔ معلوم ہوا کہ نماز میں کفارہ معاصی بننے کی خاصیت ہے برائیوں کا لفظ  
 ایسا وسیع ہے کہ صغیرہ و کبیرہ ہر قسم کے گناہوں کو حاوی ہے، یہ خاصیت بھی ایک بڑی  
 خاصیت ہے۔

حدیث (۱۳)۔ عن انس قال جاء رجل فقال يا رسول الله اني  
 اصببت حداً فاقم علي قال ولم يسأله عنه وحضرت الصَّلَاة  
 قصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قضى النبي  
 صلى الله عليه وسلم قام الرجل فقال يا رسول الله اني  
 اصببت حداً فاقم في كتاب الله قال ليس قد صليت  
 معنا قال نعم قال فان الله قد غفر لك ذنبك او حدثك۔

(بخاری مسلم)

ترجمہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اُس نے فرمایا کہ  
 یا رسول اللہ مجھ سے ایک کام قابل سزا سزا ہو گیا ہے آپ مجھے  
 سزا دیدیجئے، آپ نے اُس سے پوچھا بھی نہیں کہ وہ کام کیا تھا اتنے میں  
 نماز کا وقت آگیا اور اُس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

نماز پڑھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ختم کر چکے تو وہ شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ سے لائق سزا کام سرزد ہو گیا ہے، لہذا میرے اوپر حکم الہی جاری کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی، اس شخص نے عرض کیا کہ ہاں، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارا گناہ، یا فرمایا کہ لائق سزا کام معاف کر دیا۔

آیت ۲۲۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔ (ربما، سورہ حجر)

ترجمہ۔ اور یہ تحقیق ہم جانتے ہیں کہ ضرور آپ کا سینہ تنگی کرتا ہے (یعنی آپ کا دل تبلیغ احکام الہی سے روکتا ہے) یہ سبب ان (دو خرافات) باتوں کے جو کفار کہتے ہیں، پس آپ تسبیح پڑھئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ، اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیے، یعنی نماز پڑھئے اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہئے، یہاں تک کہ وہ یقینی چیز یعنی موت آپ کو آجائے۔

ف۔ سینہ کی تنگی کا تذکرہ مکی سورتوں میں کئی جگہ ہے۔ چنانچہ سورہ ہود کے دو رکوع میں ہے:۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُتُبٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ (یعنی شاید آپ کچھ حصہ وحی الہی کا چھوڑ دیں اور آپ کا سینہ اس (کی تبلیغ) سے تنگی کرے اس وجہ سے کہ کفار کہتے ہیں کہ (اگر یہ سچے نبی ہیں تو) ان پر کوئی خرافہ



لوگوں نہ اُتار آگیا، یا اُن کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔  
 سینہ کی تنگی کا مطلب یہ ہے کہ مخالفوں کی طعن و تشنیع ان کے تسخروا ستمزاد  
 ان کی عداوت و انداز کا خوف دل میں پیدا ہوا اور اس خوف کی وجہ سے امر حق کے  
 اعلان و اظہار کی جرأت نہ ہو سکے۔

سورہ حجر کی آیت میں جسکو ہم نے نقل کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو سینہ کی تنگی کا  
 یہ علاج تعلیم فرمایا کہ آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے، نماز پڑھئے اور عبادت الہی  
 میں آخری دم تک مشغول رہئے۔ پھر علاج کی سرعت تاثر تو دیکھئے کی ہی سورت  
 میں ارشاد ہوا کہ: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (کیا ہم نے آپ کا سینہ فراخ  
 نہیں کر دیا) وہ تنگی جس کا علاج تعلیم فرمایا تھا کتنی جلد دفع ہو گئی۔

معلوم ہوا کہ نماز میں خاصیت ہے کہ سینہ کی تنگی کو دفع کر دیتی ہے، نماز ہی کا  
 سینہ کشادہ ہو جاتا ہے، جس کو عربی میں "شرح صدر" کہتے ہیں۔ شرح صدر کا مطلب  
 دو سکر الفاظ میں یہ ہے کہ ہمت بلند اور عوصلہ فراخ ہو جاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا

۱۔ یہ شہ نہ کرو کہ سینہ کی تنگی جو شان نبوت کے خلاف ہے ان آیتوں میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ آیتوں کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ اگر خدا کی مدد نہ ہوتی اور سینہ کی تنگی کا  
 علاج تعلیم نہ کیا جاتا تو البتہ یہ خرابیاں پیدا ہوتیں، مگر خداوند کریم نے اس کا علاج بتایا اور اس کو  
 دفع کر دیا یہ بھی شہ نہ کرو کہ جب ہر نمازی کا شرح صدر ہوتا ہے تو نبی کی برابری لازم آتی ہے۔  
 برابری اس وقت ہوتی جب شرح صدر میں برابری ہوتی شرح صدر کے مدارج ہیں نبی کی تو بڑی  
 شان ہے، عبادت کی برابر شرح صدر کسی کو نہیں ہو سکتا ویسی نماز ہی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی جیسی دوا  
 ویسی تاثر اس کی ۱۲۔

کہ نماز کی یہ تاثیر بہت جلد ظاہر ہوتی ہے۔

شرح صدر کوئی معمولی نعمت نہیں ہے، یہ وہ دولت ہے کہ بڑے بڑے نبیوں نے اس کی آرزو کی ہے اور بعد التجاہد اسے اس کو مانگا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ قرآن شریف میں منقول ہے کہ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي یعنی اے میرے رب میرا سینہ کھول دے، شرح صدر کی دولت مجھے عطا فرما۔

خوشخبری ہو نماز قائم کرنے والوں کو جو نسخہ اکیر شرح صدر کے لئے حکیم علی جل جلالہ نے اپنے حبیب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجا تھا اور جس سے ان کو شرح صدر حاصل ہوا تھا وہ نسخہ اکیر آج بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا، اور اس کی آج بھی وہی خاصیت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ ع

ہنوز اکیں ابر رحمت در نشان است

آیت ۲۵۔ سَيَمُوهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ

(سورہ فتح)

ترجمہ۔ علامت اُن (کی مقبولیت) کی اُن کے چہروں میں (نمواں) ہو سجدوں کے اثر سے۔

فت۔ یہ آیت حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کرام کی تعریف میں ہے، اور اُن کی بڑی بڑی صفتیں بیان فرمائی ہیں، اب ارشاد ہوتا ہے کہ۔ ان کے محبوب الہی اور مقرب بارگاہ ایزدی ہونے کی نشانی اُن کے چہروں میں ہے یعنی اُن کے چہرے انوار الہی سے چمک رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ جب دوسرے لوگوں میں





قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَايِ اللَّيْلِ  
 فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى۔ (قال الماقل سورۃ طہ)  
 ترجمہ۔ پس صبح کیجئے اے نبی ان باتوں پر جو کفار کہتے ہیں اور تسبیح  
 پڑھئے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ قبل آفتاب نکلنے کے اور  
 قبل اسکے ڈوبنے کے یعنی فجر اور عصر کی (نماز) اور رات کے وقتوں میں  
 (یعنی نماز عشاء) اور دن کے کناروں میں (یعنی ظہر و مغرب) تاکہ آپ  
 راضی اور خوش ہو جائیں۔

ف۔ اس آیت کے اوپر یہ ذکر ہے کہ اگر عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ابھی کفار  
 کفار مکہ پر عذاب نازل ہو جاتا اور اس آیت میں حکم دیا کہ اے نبی صبح کیجئے اور پانچوں وقت  
 کی نماز پڑھئے تو آپ خوش ہو جائیں گے یعنی آپ کی مراد حاصل ہو جائے گی معلوم  
 ہوتا ہے کہ یہاں حصول مراد سے مقصود دشمنان دین کی مغلوبیت ہے۔ اور سورہ  
 واسطی میں فرمایا کہ وَكَسُوفٌ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ یعنی اللہ آپ کو  
 عنقریب اس قدر دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ نماز میں خاصیت ہے کہ نمازی کو مقام رضا پر (جو حضرات صوفیہ  
 کے یہاں ایک بڑا مقام ہے) پہنچا دیتی ہے۔ اس کی مرادیں برآئی ہیں، اس پر  
 خدا کی بخشش اس قدر ہوتی ہے کہ وہ خوش ہو جاتا ہے۔

آیت ۲۷۔ كَلَّا لَا تَطِعُهُ وَاشْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔

(عم، سورہ اقرآء)

ترجمہ۔ اے نبی ہرگز نہیں آپ اس کا کٹھانہ مانئے اور سجدہ کیجئے



اور (ہم سے) نزدیکی حاصل کیجئے۔

فت۔ ابو جہل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکتا تھا، اللہ نے اوپر کی آیتوں میں اس کو سخت تہدید فرمائی ہے، اب اس آیت میں اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ اس کا کہنا نہ مانئے یا اسکے روکنے سے نہ رُکنے، اور سجدے میں جو دولت تقرب انہی کی حاصل ہوتی ہے اُس کو نہ چھوڑیئے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے آپ نے جن لوگوں کو خدا کے رنگ میں رنگ دیا ان کے ادنیٰ علاموں میں آج یہ کیفیت موجود ہے کہ بغیر اس آیت کے نازل ہونے کے بھی ایسا ہی کرتے نہ اور جبکہ دنیا کے لوگ جو خود اپنے ہی جیسے پانی مٹی کے پتلے پر عاشق ہو جاتے ہیں وہ تو کسی کا کہنا مانتے نہیں، اور کوچہ محبوب کا طواف، اُسکے در کی حاضر باشی ترک نہیں کرتے، اور اگر کوئی ان کو نصیحت کرتا ہے تو کہتے ہیں۔ ۵

منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو

ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

پھر جو بگ اُس جمال جہاں آرا کے شیدا ہوں جس کی شان لیس کیٹا ہے شیخی ہے، ان کا لازمِ عشق، اُن کی عظیم المثال محبت کب ان کو کسی کے روکنے سے رُکنے دیتی ہے، وہ کب کسی کے کہنے سے نماز اور سجدے کو ترک کر سکتے ہیں۔ سعدی فرماتے ہیں۔ ۵

رباید ہی صبر و آرام دل

نہ قوت کہ یکدم شکستہ شوی

دلت تیغ بر سر نہد سر دہی

ترا عشق، ہمچوں خودے ز آب و گل

نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شوی

گرت جاں بخواد بکفت بر نہی

جو عشقی کہ بنیاد او برپا است چنیں فتنہ انگیز و فرمانرواست

عجب داری از ساکنان طریق کہ باشند در بحر معنی غریق

بہ سودائے جانان جہاں مشغول بہ ذکر حبیب از جہاں مشغول

بلکہ خدا نے یہ آیت ہم جیسے کمزوروں کے لئے نازل فرمائی ہے کہ ۔ دیکھو نماز کی سادہ اتنی محبت پیدا کرے کہ تمہارا دل کسی طرح نماز کے ترک پر راضی نہ ہو، اگر کوئی تم کو نماز سے روکے تو یا اختیار خود اس کا کہنا نہ مانو اور یہ دولت بے زوال تقرب خدا کی جو سجدے میں ملتی ہے ہاتھ سے نہ جانے دو۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ نماز کے رکن اعظم سجدے میں یہ خاصیت ہے کہ بندے کو مالک کی بارگاہ میں مقرب بنادیتا ہے۔

حدیث ۱۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اقرب ما یکون العبد من ربہ

وہو ساجد فاکثروا الدعاء۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ: بندے کو سب حالتوں سے زیادہ نزدیک اپنے پروردگار سے

سجدے کی حالت میں ہوتی ہے، لہذا اپنے رب کے پیار کی کثرت کرو

(یعنی سجدہ کرو) یعنی سجدے میں دیر تک رہو، تسبیح کا ورد

زیادہ کرو۔

آیت ۱۸۔ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ هِيَ اَشَدُّ دُطْأًا وَّاقْوَمُ

قِيْلًا۔ (تبارک الذی، سورۃ مزمل)



ترجمہ۔ تحقیق اٹھناریات کا بہت سخت ہے (نفس کے) کچلنے میں  
اور بہت سیدھا کرنے والا ہے بات کو۔

۹۔ اس آیت میں نماز تہجد کی خاصیت بیان فرمائی ہے، اور اتنی  
بڑی خاصیت جس کو لوگ برسوں کی ریاضات شاقہ اور چلہ کشیوں سے حاصل  
کرنا چاہتے ہیں اور پھر بھی حاصل ہو کہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ نفس بغیر ان مجاہدات کے  
مغلوب نہیں ہوتا، اور بغیر اسکے مغلوب کئے ہوئے باطن کا تزکیہ و تصفیہ  
دشوار ہے۔

اس آیت کو دیکھو کہ نماز تہجد میں دو خاصیتیں بیان فرمائی ہیں :-

(۱) نفس کا مغلوب کر دینا۔

(۲) کلام کو درست کر دینا۔

نفس کے مغلوب ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خلاف شریعت خواہشوں کا غلبہ  
جیسا اور لوگوں پر ہو جاتا ہے اس شخص پر نہ ہو گا۔

کلام کے درست ہو جانے کا یہ ثمرہ ہوتا ہے کہ زبان سے خلاف شریعت

۱۰۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں ایک جگہ سلسلہ نقشبندیہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے  
لکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بڑی خوبی یہ ہے کہ منصوصات شرعیہ کے ذریعے تمام مقامات طے کرائے جاتے ہیں،  
غیر منصوص چیزوں سے کچھ سروکار نہیں، اس ذیل میں چند شعر بھی لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

از دل سالک جاذبہ صحت شاں :: سے بردوسود خلوت و ذکر چلہ را

در حقیقت یہ ایک بے نظیر خوبی ہے۔ ۱۱۔

بات صادر نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ شخص مجاہدِ لہ عواید ہو جاتا ہے۔  
 دعا کی قبولیت میں بڑا دخل زبان کی درستی کو ہے۔ المختصر نفس اور زبان کا قابو میں  
 ہو جانا بڑی بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی شرمگاہ اور  
 زبان کے متعلق ذمہ داری کرے میں اس کے لئے جنت کا  
 ذمہ دار ہوں۔ (مشکوٰۃ)

## نماز و سبیلہ حاجت والی ہے

آیت ۲۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ  
 وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ (سیقول سورۃ بقرہ)  
 ترجمہ۔ اے ایمان والو! مدد طلب کرو (ہم سے) بذریعہ صبر کے  
 اور نماز کے، یہ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ف۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز میں حق تعالیٰ نے وسیلہ حاجت والی  
 بننے کی خاصیت رکھی ہے، اور جب خدا نے خود ایک چیز کو وسیلہ بنانے کا حکم دیا تو  
 ضمناً قبولیت کا وعدہ بھی ہو گیا۔ یہی مضمون ایک اور جگہ بھی ہے، جیسا کہ مشرویں  
 آیت میں آئے گا اور اس میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے جس سے معلوم ہوا کہ نماز کا وسیلہ  
 حاجت والی ہونا اگلی شریعتوں میں بھی تھا صبر اور نماز دو چیزوں کو وسیلہ حاجت والی  
 بنانے کا حکم دیکر بجائے اسکے کہ یوں ارشاد ہوتا کہ اللہ صبر کرنے والوں اور نماز  
 کے ساتھ ہے صرف یہ فرمانا کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ایک لطیف اشارہ



اس طرف ہے کہ نماز صبر کو بھی شامل ہے نماز کے لئے صبر لازم ہے جیسا کہ تیرھویں آیت میں بیان ہوا، اور یہ خاصیت نماز میں صبر کی وجہ سے پیدا ہوئی۔

× حدیث (۱۵) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِذَا خَرَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى (ابوداؤد)

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ پر افکار یا رنج و غم کا ہجوم ہوتا تو آپ نماز پڑھنے لگتے۔  
احادیث میں ایک خاص نماز بھی اس مقصد کے لئے تعلیم فرمائی گئی ہے جس کا نام ہتی نماز حاجت ہے۔ اور ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ دو سو ستر سالہ میں بیان کرینگے۔

## نمازیوں سے وعدہ فلاح

آیت ۳۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى  
بَلْ تُوْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى  
إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى  
ترجمہ۔ یہ تحقیق فلاح پاگیا وہ شخص جس نے پاکیزگی حاصل کی اور  
اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی (نماز سے غفلت سے بند نہیں ہے)  
بلکہ تم پسند کرتے ہو دنیاوی زندگی کو حالانکہ آخرت بہتر اور باقی  
رہنے والی چیز ہے یہ تحقیق یہ مضمون اگلی کتابوں میں بھی لکھے  
ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔

ف۔ اس آیت میں فلاح کا وعدہ دو صفتوں کے ساتھ مشروط ہے۔ اول پاکیزگی۔ دوسرے پروردگار کا نام لیکر نماز پڑھنا۔

پاکیزگی کی صفت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کو باطنی نجاسات یعنی کفر و شرک اور بدعت اور فسق سے پاک کرے۔ ظاہری پاکیزگی کو بھی اس لفظ سے مراد لینا بے سود ہے۔ دوسری آیات میں ظاہری پاکیزگی کا ذکر بڑے اہتمام سے صراحتاً موجود ہے۔ وضو و غسل وغیرہ کو نماز کے لئے شرط کر دیا ہے۔

اس آیت میں یہ بھی بتلادیا کہ نماز سے غفلت کا سبب حُب دُنیا ہے، یہ بھی فرمایا کہ نماز اور اس کی یہ خاصیت کتب الہیہ سابقہ میں بھی ہے، اللہ اکبر نماز کے اہتمام کی کچھ حد ہے۔

تفسیر۔ پروردگار کا نام لینے کو جو فرمایا اس سے تکبیر تحریمہ کا ضروری ہونا معلوم ہوا، اور تکبیر تحریمہ اور نماز کے درمیان میں فائے تعقیب لانے سے واضح ہوا کہ تکبیر تحریمہ نماز کا جزو نہیں ہے، اسی وجہ سے ہمارے اصحاب حنفیہ نے اس کو نماز کا رکن نہیں قرار دیا، بلکہ نماز کے شرائط میں شمار کیا ہے۔

آیت ۳۱۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَأِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمِنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَادُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لَا مُنْتَهِيًا لَهُمْ وَعَهْدُهُمْ رَاعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ



صَلَوَاتِهِمْ يُخَفِّضُونَ أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرْتُونَ  
 الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ — (قہ اقلہ، سورہ نور)  
 ترجمہ۔ یہ تحقیق قلاح پاکے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عاجزی  
 کرنے والے ہیں، اور جو لغو (یعنی بے فائدہ کاموں) سے منہ پھیرنے  
 والے ہیں، اور جو زکوٰۃ کے ادا کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرمگاہوں  
 کی حفاظت کرنے والے ہیں سوا اپنی بیبیوں اور اپنی لونڈیوں کے کہ  
 ان پر کچھ ملامت نہیں، مگر جو لوگ ان دو کے سوا تیسری راہ تلاش کریں  
 تو وہ حد سے بڑھ جائے والے ہیں، اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا  
 خیال رکھنے والے اور جو اپنی بہاروں کی حفاظت کرتے والے ہیں،  
 یہی لوگ ہیں جو اپنے باپ آدم کے وارث ہیں جنت الفردوس کو  
 میراث میں لیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف۔ ان آیتوں کا اور اس سے پہلے کی آیت کا مضمون بالکل ایک ہے، فرق  
 صرف یہ ہے کہ جو باتیں پہلی آیت میں شامل تھیں ان آیتوں میں انکی تفصیل کر دی گئی ہے۔  
 پہلی آیت میں دو صفتوں کا وعدہ دیا گیا ہے اور ان آیتوں میں سات صفتوں کا۔  
 پہلی آیت میں جو مطلب ایک لفظ تزکیٰ سے نکل رہا ہے، ان آیتوں میں وہی  
 مطلب حسب ذیل پانچ صفتوں میں ادا کیا گیا ہے۔

اول۔ مومن ہونا۔

دوم۔ لغو سے منہ پھیرنا۔

ثوم۔ زکوٰۃ دینا۔

چہارم۔ شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔

پنجم۔ امانت اور عہد کا خیال رکھنا۔

پہلی آیت میں نماز کے لئے صرف ایک صلی کی لفظ ہے، اور آیتوں میں نماز کا تذکرہ دو مرتبہ ہے اس میں خشوع کی قید لگائی ہے، اور دوسری مرتبہ حفاظت کی شرط بیان کی ہے معلوم ہوا کہ پہلی آیت میں صلی کی لفظ سے وہی نماز مراد ہے جس میں صفت خشوع بھی ہو اور جس میں حفاظت کی شان بھی پائی جائے۔

یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ ان آیتوں میں صفت ایمان کے بعد باقی صفات کا آغاز بھی نماز سے کیا اور اختتام بھی نماز پر فرمایا جس سے اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ نماز ان تمام اوصاف کی بنیاد اور وہی ان کی بقا و تکمیل کا سرچشمہ ہے، جیسا کہ بائیسویں آیت میں ہو چکا۔ اس آیت کا مضمون آیت ۲۳ کے مشابہ ہے دونوں ملا کر دیکھنے سے عجیب لطیف حاصل ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ قرآن مجید میں ایمان و نماز و زکوٰۃ پر وعدہ فلاح کا بہت آیتوں میں ہے چنانچہ سورہ بقرہ کے شروع میں انھیں تین اوصاف کو ذکر کر کے فرمایا ہے "أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" مگر ان آیات کی برابر تفصیل کہیں نہیں ہے۔

اور ایک آیت اور ہے اس کے برابر اجمال کہیں نہیں ہے، اس آیت میں فقط ایک صفت تزکیہ یعنی نفس کے پاکیزہ کر لینے پر وعدہ فلاح کا دیا گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا" (سورہ الشمس) ترجمہ۔ یہ تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ کر لیا اور نامراد رہا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو نیچے ڈال دیا۔



اس آیت میں وہ تمام صفات اسی ایک لفظ سے مراد لی گئی ہیں اور درحقیقت بغیر ان صفات کے نفس مزے نہیں ہو سکتا، یا یوں کہو کہ نفس کے مزے اڑنے کے بعد ناممکن ہے کہ یہ صفات نہ پائی جائیں، اور ان تمام صفات کا منبع نماز ہے۔

نماز ایک تجارت ہے جس میں خسارہ نہیں :-

آیت ۳۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ  
وَاَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً  
لَّنْ تَبُوْرَ لِّیُوْفِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَّیَزِیْدَنَّ لَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ  
اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔ (ومن یقنت، سورۃ فاطر)

ترجمہ۔ تحقیق جو لوگ تلاوت کرتے ہیں کتاب الہی کی، اور قائم کی انھوں نے  
نماز، اور خرچ کیا انھوں نے اُس چیز میں سے جو ہم نے انھیں دی ہے پوشیدہ  
اور آشکارا، وہ اُمید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جو ہرگز خسارہ نہ دے گی پورا  
دے گا ان کو اللہ بے لے ان کے اور زیادہ دے گا ان کو اپنے فضل سے، یہ تحقیق  
وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا قدر دان ہے۔

ف۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے نماز کو تجارت سے تشبیہ دی اور یہ اطمینان  
دلا یا کہ اس تجارت میں خسارہ ممکن نہیں، کیونکہ ہم استحقاق سے بھی زیادہ دینے والے ہیں  
اپنے بندوں کے حسن خدمات کے بڑے قدر دان ہیں۔

خدا نمازیوں کا مولیٰ اور مددگار اور ان کے ساتھ ہے :-

آیت ۳۳۔ فَأَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا  
بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔

(اقترب، سورۃ حج)

ترجمہ۔ پس قائم کرو نماز اور دوزکوة اور سہارا پکڑو اللہ کا، وہ تمہارا مولیٰ  
دکارسانا ہے، تو کیا اچھا مولیٰ ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔

ف۔ اس آیت کے اور حق تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب بنا کر  
رکوع کا اور سجدہ کا اور عبادت کا حکم دیا اور فرمایا کہ دین میں سختی نہیں ہے، یہ وہی  
ملت ابراہیمی ہے جسے تم جانتے ہو، اور تمہارا نام بھی مسلم انہیں کا رکھا ہوا ہے۔  
اس کے بعد فرمایا کہ رسول تمہارے لئے اس دین کا نمونہ ہیں اور تم دوسروں کے لئے  
نمونہ ہو۔ اس کے بعد یہ آیت ہے جو اوپر نقل کی گئی اور اسی پر یہ سورت ختم ہے۔  
اس ربط آیات کے لحاظ کرنے سے ایک بڑی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ دین کا خلاصہ  
اور اصل مقصد یہی ہے جو آیت میں بیان ہوا، اور یہ کہ بغیر ان اوصاف کے کوئی شخص  
دین کا نمونہ نہیں بن سکتا۔

آیت ۳۴۔ وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ  
وَاتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَرْتُمْهُمْ  
وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّا أَكْفِرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ  
وَلَا أَدْخِلَنَّكُمْ جَهَنَّمَ تَجَرُّ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ



كَفَرَبَعْدَ ذَلِكَ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

ترجمہ - اور فرمایا اللہ نے کہ بہ تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور ایمان لاؤ میرے رسولوں پر اور مدد کرو ان کی اور قرض دو اللہ کو اچھا قرض ضرور ضرور معاف کر دوں گا میں خطائیں تمہاری اور ضرور ضرور داخل کروں گا میں تم کو ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اور جو شخص کفر اختیار کرے بعد اس خوشخبری کے تو بیشک وہ بہک گیا سیدھی راہ سے۔

ف - اللہ اکبر! کتنی عظیم الشان بشارت اور کیسی اعلیٰ درجہ کی دولت و نعمت کا وعدہ اس آیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کسی بندہ کے ساتھ ہونا کوئی معمولی چیز نہیں یہ وہ نعمت ہے جس کی تمنا کے لئے بھی بڑا دل و دماغ چاہئے۔

اس آیت میں حق سبحانہ نے تین باتوں کے وعدے فرمائے۔

ایک - یہ کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔

دوسرے یہ کہ تمہارے گناہ معاف کر دوں گا۔

تیسرے یہ کہ تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔

اور ان نعمتوں کے ملنے کے لئے تین ہی شرطیں لگائیں۔

اول - یہ کہ نماز قائم کرو۔

دوم - یہ کہ زکوٰۃ دو۔

سوم - یہ کہ میرے نبیوں پر ایمان لاؤ اور انکی مدد کرو۔

خدا کو قرض دینے کی شرط نہیں ہے، بلکہ وہ حکم زکوٰۃ کا ایک شعبہ ہے، زکوٰۃ صدقہ مفروضہ ہے

اور قرض دینے سے مراد صدقہ نافرمانی ہے۔

اس آیت میں سب سے پہلی شرط خدا نے نماز کو قرار دیا، یہاں تک کہ نبیوں پر ایمان لانے کو بھی اس کے بعد ذکر کیا، اس سے بہت بڑی غفلت نماز کی ثابت ہوئی، گو ایمان شرائط نماز میں سے ہے مگر نماز کے بعد اسکے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کا اصل مقصد عبادت الہی ہے نبیوں کی مدد سے مراد ان کے دین کی مدد ہے اور دین کی مدد یہ ہے کہ خود بھی اُس دین پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی دیندار بنانے کی کوشش کرے، اسی کو کہیں خدا نے اپنی مدد فرمایا، کہیں اپنے نبیوں کی مدد قرار دیا۔

اس آیت سے نماز کا کفارہ گناہ ہونا بھی معلوم ہوا، جیسا کہ آیت ۲۴ میں بیان ہو چکا۔

دین الہی کا پہلا سبق ایمان کے بعد نماز ہے :-

آیت ۳۵۔ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ إِنِّي  
أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي  
إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لَتَجْزِيَّ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا  
تَسْعَىٰ۔ (قال ابن اقل، سورۃ طہ)

ترجمہ۔ اور اے مومن میں نے تم کو پسند کیا ہے (اپنی رسالت کے لئے) پس سنو تم جو کچھ تمہاری طرف وحی بھیجی جائے، بیشک میں ہی اللہ ہوں، نہیں کوئی معبود میرے سوا پس عبادت کرو تم میری اور قائم کرو تم نماز میری یاد کے لئے، یہ تحقیق قیامت آنے والی ہے میں اس کے آنے کا



وقت چھپائے ہوئے ہوں اور وہ اسلئے آئے گی کہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو  
اُس کو شش کا جو وہ کرتی تھی۔

ف۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ کوہ طور پر جب  
آگ لینے گئے تو خدا نے ان کو نبوت عطا فرمائی، اور سب سے پہلی وحی اُنہی جو اُن پر نازل ہوئی اس میں  
بعد عقیدہ توحید کی تعلیم کے، کہ اے موسیٰ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، پہلا سبق  
ان کو نماز کا دیا گیا۔ یہ جو فرمایا کہ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے  
موسیٰ اگر مجھے یاد کرنا چاہو تو نماز پڑھو، نماز سے بہتر کوئی طریقہ میرے یاد کرنے کا نہیں ہے  
یا یہ کہ میری یاد کے وقت نماز قائم کرو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب میری یاد تم کو بچپن کرے  
تو تم نماز قائم کرو۔ حضرت موسیٰ نے جو اس نور پاک کی تپکی کوہ طور پر دیکھی تھی جس کو وہ آگ  
سمجھتے تھے جب یکایک نظر سے غائب ہو گئی تو ضرور ان کا دل سینہ میں تڑپتا ہو گا خدا نے  
اس کا علاج ان کو بتایا کہ اے موسیٰ نماز پڑھو تو تمھارے دل کو تسکین ہوگی۔

نماز کا حکم دینے کے بعد قیامت کا تذکرہ اسی لئے ہے کہ بغیر عقیدہ قیامت کی بختگی کے  
نماز درست نہیں ہوتی، یا یہ کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ کام آنے والی چیز نماز ہے۔

آیت ۳۶۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اَنِیْ الْکِتٰبُ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا  
وَجَعَلَنِیْ مَبَارَکًا وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوَةِ وَالزَّکٰوَةِ مَا دُمْتُ حَیًّا  
وَبَرًّا بِوَالِدِیْ وَلَمْ یَجْعَلَنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا وَالسَّلَامُ عَلٰی  
یَوْمٍ وُلِدْتُ وَیَوْمٍ اَمُوْتُ وَیَوْمٍ اُبْعَثُ حَیًّا

(الماعل، سورہ مریم)

ترجمہ۔ کہ (حضرت عیسیٰ نے) کہ بیشک میں بندہ ہوں اللہ کا، دی ہے

اُس نے مجھے کتاب (انجیل) اور بنایا ہے اُس نے مجھے نبی، اور کیا ہو اُس نے  
مجھے برکت والا جہاں میں رہوں اور تاکید کی ہے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی جب تک کہ  
میں زندہ ہوں اور بنایا ہے خدا نے مجھے نیکی کرنے والا اپنی ماں کے ساتھ اور نہیں  
بنایا اس نے مجھے سرکش بد نصیب اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن  
میں مړوں گا اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

فت۔ اس آیت کے اوپر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا تذکرہ ہے  
کہ جب وہ خدا کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو لوگوں نے اُن کی والدہ حضرت مریم صدیقہ پر  
چاروں طرف سے طعن و تشنیع کی بوجھ اگردی خدا نے اُسی وقت اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ کو  
گویائی دی اور انھوں نے یہ باتیں ان اعتراض کرنے والوں کو سنائیں جن کا تذکرہ آیت میں ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس حالت توڑائیدگی میں بولنا ایک معجزہ تھا، اور یہ معجزہ  
محض حضرت مریم کی صفائی کے لئے تھا لہذا چاہئے کہ اس مقصد سے علیحدہ یا زائد کوئی بات اُن کی  
زبان سے نہ نکلے۔ چنانچہ دعویٰ نبوت کا تعلق اس مقصد کے ساتھ ظاہر ہے کہ ولد الزنا نہیں  
نہیں ہو سکتا، رہا نماز اور زکوٰۃ کا ذکر اس کا تعلق یہ ہے کہ دعویٰ نبوت بغیر اس ذکر کے ناتمام ہے  
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ذکر میں نماز سے پہلے مقدم اور اظہار نبوت کے بعد پہلا سبق وہی ہے۔

آیت شامیہ ۱۸۔ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ  
يُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ  
وَلَا خِلَالٌ ۖ (وما ابرئ نفسی) سورۃ ابراہیم

کہ چیمہ۔ اے نبی کہہ دیجئے میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہ قائم  
کریں نماز اور خرچ کریں اُس مال سے جو ہم نے انھیں دیا ہے اُس دن کے



آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستیاں (کام دیں گی)۔  
**ف**۔ بڑی صراحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا سبق شریعت کی طرف سے نماز کا ملتا ہے۔

**آیت ۳۸۔** وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُفَاءً وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ————— (عم، سورۃ المائدین)

ترجمہ۔ اور نہیں حکم دیا گیا ان کو سوا اس کے کہ عبادت کریں اللہ کی در آنحالیکہ خالص کرنے والے ہوں اُس کے لئے عبادت کو یکسو ہو کر اور قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ دین ہے (شرعیّت) قیّمہ (یعنی مضبوط) کا۔

**ف**۔ اس آیت کے اوپر یہ بیان ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ کے سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے، مگر آپ کے تشریف لانے کے بعد بجائے اس کے کہ آپ کی اطاعت کرتے شرارت پر کمر بستہ ہو گئے۔ اس کے بعد اس آیت میں آپ کی تعلیمات کا تذکرہ فرمایا، اور آپ کی تعلیم کو تین سبقوں میں منحصر کر دیا۔ پہلا سبق توحید کا، دوسرا نماز کا، تیسرا زکوٰۃ کا۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ شریعت قیّمہ کا دین ہے، یعنی تمام انبیاء کی تعلیم ہی تھی، ایسی تعلیم سے انکار کی وجہ سوا شرارت کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا سبق نماز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم انھیں تین چیزوں میں منحصر تھی، ان کے علاوہ جو کچھ آپ نے تعلیم فرمایا وہ انھیں کی شاخیں ہیں۔

**حدیث مشرق (۱۶)۔** عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ

سَأَلَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ بِمَا يَأْمُرُكُمْ  
قَالَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَصَاةِ قَالَ إِنْ يَكُ  
مَا تَقُولُ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ ————— (مشکوٰۃ)

۸ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابوسفیان کہتے تھے کہ جب رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہر قتل شاہ روم کے نام گیا تو ہر قتل نے ابوسفیان اور  
ان کے ساتھیوں کو جو اُس وقت بغرض تجارت وہاں گئے ہوئے تھے بلا کر  
کچھ حالات آپ کے دریافت کئے، منجملہ ان کے ایک بات یہ پوچھی کہ :-  
وہ کس بات کا تم کو حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا کہ :- وہ ہم کو  
نماز کا اور زکوٰۃ کا اور اپنے قرابت مندوں سے نیک سلوک کرنے کا  
اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔ ہر قتل نے کہا کہ :- جو باتیں تم نے بیان کیں  
اگر سچ ہیں تو بیشک وہ نبی ہیں۔

آیت ۳۹۔ قُلْ إِنْ هَدَىٰ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ وَأَمِرُنَا  
لِنُسَلِّمَ لِلرَّبِّ الْعَلَمِينَ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا  
وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ————— (واذا سمعوا، سوئے انعام)

ترجمہ :- اے نبی کہہ دیجئے کہ ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے اور ہمیں  
حکم دیا گیا ہے کہ ہم رب العالمین کی فرمانبرداری کریں اور یہ (حکم ہے) کہ  
تم نماز قائم کرو اور خدا سے ڈرو اور وہ وہی ہے جس کے سامنے تم سب  
روز قیامت جمع کئے جاؤ گے۔

ف۔ اس آیت کا اور اوپر والی آیت کا مفہوم ایک ہے، سوا اس کے کہ

اس میں نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر نہیں، بجائے اسکے عقیدہ قیامت کا بیان ہے۔

آیت ۴۰۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط (ولواننا سورۃ انعام)

ترجمہ۔ اے نبی کہدیکھئے کہ یہ تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میری

زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

ف۔ اس آیت میں دین اسلام کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے اور خلاصہ میں

سب سے پہلی چیز نماز ہے۔ نماز کے بعد قربانی کو ذکر فرمایا، اور قربانی کے بعد دو لفظ ایسے عام

ارشاد فرمائے یعنی ”زندگی و موت“ جو نہ صرف عبادات بلکہ تمام افعال انسانی کو

حاوی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کامل وہ ہے جس کی زندگی کی ہر حالت خدا کے لئے ہو

کھانا پینا سونا جاگنا چلنا بیٹھنا بولنا چپ رہنا غرض ہر کام خدا کے لئے کرتا ہو، اور

اُس کا مرنّا بھی خدا ہی کے لئے ہو، یعنی مرتے وقت بھی اس کا دل خدا کی محبت و اطاعت کے

لبریز ہو، اور زبان پر خدا ہی کا پاک نام ہو۔ ط

ہیں عا۔ زیم، میریں بگذرم

آیت ۴۱۔ فَلَا صِدْقَ وَلَا صَلٰی وَلٰكِنْ كَذٰبٌ

وَتَوَلٰی ط (تبارک الذی، سوئے قیامہ)

ترجمہ۔ پس نہ (پیغمبر کی) تصدیق کی، نہ نماز پڑھی، بلکہ (پیغمبر کو) جھٹلایا

اور اُن سے (منہ پھیرا۔

ف۔ اس آیت میں کافر کی حالت بیان ہو رہی ہے، اُس کے جرائم میں

پہلا جرم بعد انکار پیغمبر کے ترک نماز کو قرار دیا، معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد پہلا سبق



نماز ہے۔ یہ بات بھی بہت قابلِ حقا ہے کہ تصدیق کے مقابل میں خدا نے تکذیب کو ذکر فرمایا، اور نماز کے مقابل میں منہ پھیرنے کو بیان کیا، معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنا رسول سے منہ پھیرنا ہے (نویا اللہ منہ)

حدیث (۱۶۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَعَثَ مَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ

فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا ذَلِكَ فَاَعْلَيْهِمْ أَنْ اللَّهُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ

خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا ذَلِكَ

فَاَعْلَيْهِمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ

أَمْوَالِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا ذَلِكَ

فَإِيَّاكُمْ وَكِرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ

لَيَسِّنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ ————— (بخاری و مسلم)

ترجمہ یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو اُن سے فرمایا کہ

اے معاذ! تم ایک جماعت اہل کتاب کے پاس جاتے ہو اُن کو تم دعوت

دینا، کہ گواہی دیں اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اس بات

کی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں پس اگر وہ لوگ اس بات کو مان لیں تو اُن کے

کہنا کہ اللہ نے ان پر پانچ وقت کی نماز ہر شب و روز میں فرض کی ہے،

پھر اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کو اطلاع دینا اس بات کی کہ تحقیق

اللہ نے اُن پر صدقہ فرض کیا ہے جو اُن کے مالداروں سے لیکر انھیں کے

غریبوں کو دیا جائے گا، پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو خیر دارِ زکوٰۃ میں سب کے بہترین مال نہ لینا۔ اور (اے معاذ! مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اُس کی بددعا کے اور اللہ کے درمیان میں کوئی پردہ نہیں ہوتا۔)

ماز میں مشغولیت اور سبکی تعلیم و عبتِ نبیوں کا کام ہے۔

آیت ۴۲۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي۔

(وما میری، سورۃ ابراہیم)

ترجمہ۔ اے میرے رب کر دے مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری اولاد میں سے بعض لوگوں کو۔

ف۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو دیکھو کہ حضرت ابراہیمؑ کو بتلایا گیا تھا کہ ان کی اولاد میں کچھ لوگ ظالم بھی ہوں گے۔ قولہ تعالیٰ۔ اَلَا يَتَنَالُ عُھْدِي الظَّالِمِيْنَ اس لئے انھوں نے اپنی تمام اولاد کے لئے دعا نہ مانگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا پڑھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ اللہ اکبر نماز اتنی بڑی چیز ہے اس کے قائم کرنے کی دعا خدا کے خلیل نے خدا سے دعا مانگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ نماز کے ساتھ بڑی محبت و مشغولیت تھی اور کیوں نہ ہوتی خدا کے خلیل تھے۔

نوٹ۔ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انتہائی شغف اور محبوب حقیقی کی شانہ کے ساتھ کمال محبت کی دلیل ہے۔ کیا اس دعا سے پہلے حضرت مہرِ وح نماز کے اہم کرانے والے نہ تھے، تھے اور ضرور تھے مگر عشق کی خاصیت ہے کہ عاشق کے دل کو بھی سیر نہیں ہونے دیتا، محبوب کے ذکر کی پیاس بھی نہیں بجھتی، عمدہ سے عمدہ تحفہ



محبوب کی نذر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے کچھ نہ کیا۔ ۵

جاں داد مشہور و مجتہد بھی کشم  
زین نقد کم عیار کہ کردم نثار دوست

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس عبادت پر ایسے دلدادہ ہوں ہم لوگوں کی کیا ہستی کہ اسکے  
عشق و محبت کی ہوس کریں مگر نسا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں  
بک رہے تھے اور بڑے بڑے امراء حتیٰ کہ وزیر اور بادشاہ اپنی حوصلہ افزائی کر رہے تھے  
ایک بڑھیا بھی اپنے کاتے ہوئے سوت کی کلڑیاں لیکر خریداری کے لئے پہنچی، بیچارہ  
ایک گوشہ میں بیٹھ کر اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھا رہی تھی کہ۔ ۵

ہیں بس گرچہ من کا سد قماش  
کہ در سلک خریدارانش باشم

آیت ۴۳۔ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا۔ (قال الماقل لك سورة مريم)  
ترجمہ۔ اور حکم دیتے تھے وہ اپنے لوگوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا، اور تھے اپنے  
پروردگار کے نزدیک پسندیدہ۔

ف۔ اس آیت میں حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت  
اُن کی منقبت بیان ہو رہی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو نماز کا حکم دیا کرتے تھے۔  
اس آیت کے ساتھ وہ آیت ملاؤ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے  
کہ اپنے لوگوں کو نماز کے لئے حکم دیجئے۔ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ نماز کی تعلیم و تلقین تمام نبی  
کام ہے۔



خوشخبری ہو ان اقبال مندوں کو جو نماز کی اشاعت و ترویج میں مشغول رہتے ہوں کہ وہ  
 صیب نبوت کا ایک کام کر رہے ہیں، اور جتنی دیر تک وہ اس کام میں مشغول رہتے ہیں ان کو نیابتِ نبوی  
 نواب ملتا ہے، نیابتِ پیغمبر کوئی معمولی چیز نہیں ہے، یہ وہ مستند ہے جس کے قریب جانے سے  
 بڑوں کا زہرہ آب ہوتا ہے، مگر کریم کار ساز نے اپنے بندوں کے لئے اس سودے کو  
 ناستا کر دیا۔ فالحمد للہ حمدًا کثیرا۔

آیت ۴۴۔ فَخَرَّجَ عَلٰی قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی

اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بِکُرۡةٍ وَّعَشِيۡۃٍ۔ (قال الماقل لک، سُبُّ عَرِيْمَا)

ترجمہ۔ پس نکلے وہ اپنی قوم کے سامنے محراب سے پھر اشارہ سے کہا ان کو کہ

صبح و شام تسبیح پڑھو، یعنی نماز قائم کرو۔

ف۔ اس آیت میں حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال ہے

ہوئے نے جب بشارت فرزند کی سُن کر خدا سے نشانی طلب کی تو خدا نے یہ نشانی بتائی کہ

ب تمھارے گھر میں جل رہے گا تو تمھاری زبان بند ہو جائے گی، کسی انسان سے بات

رہ سکو گے۔ چنانچہ جب ایسا ہوا اور ان کی زبان بند ہوئی تو انھوں نے محراب سے نکل کر

ان قوم کو اشارہ سے نماز پڑھنے کے لئے کہا۔

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں :-

(۱) ایک یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام اکثر محراب میں رہتے تھے، اور محراب میں رہنا

زہی کے لئے تھا، نماز میں مشغولیت کاملہ ان کی ظاہر ہوئی۔ یہ مضمون آیت مابعد کے

نے سے بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم نماز پر اس قدر

حریص تھے کہ جب زبان سے نہ بول سکے تو اشارہ ہی سے انہوں نے نماز کی تعلیم دی۔  
 دُعا: اے مالکِ ارض و سما اپنے غیوں کے طفیل میں اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اُمت کے دل میں بھی نماز کی حرص پیدا کر دے اور ان سب کے طفیل میں اس گنہگار پر بھی  
 جرعہ اس حرص کا ڈال دے۔ ع

کراں جرعہ تالفہ صور مست

آیت ۴۵۔ هٰذَا لَكَ دُعَاؤُكَ رَبَّكَ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي  
 مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ  
 الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ اِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ  
 بِغُلَامٍ مُّصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ سَيِّدًا اَوْحٰٓصُورًا وَنَبِيًّا  
 مِّنَ الصّٰٓلِحِيْنَ (تلك الرسل سورة عمران)

ترجمہ۔ اسی جگہ (یعنی محراب میں) پکارا زکریا نے اپنے پروردگار کو کہا کہ اے  
 پروردگار میرے بخش دے مجھ کو اپنی طرف سے اولاد پاکیزہ بیشک تو سننے والا ہے  
 دُعا کا پس آواز دی ان کو فرشتوں نے اس حال میں کہ وہ کھڑے ہوئے نماز  
 پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ خوشخبری دیتا ہے تم کو یہی جیسے فرزند کی جو تصدیق  
 کرنے والا ہے اللہ کے کلمہ کی اور سردار اور حضور ہو گا نبی ہو گا نیکوں میں سے۔

و۔ ہواہ مریم میں یہ واقعہ ان الفاظ میں ارشاد ہوا ہے:۔ کہ ہب  
 ذُرِّيَّةً رَّبِّكَ عَبْدًا زَكِيًّا اِذْ نَادٰى رَبُّهُ نِدَاءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ  
 وَهِنَ الْعَظْمِ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَاؤِكَ  
 تُسْقِيًّا وَاِنِّي خِفْتُ الْاِهْوَالِي مِنْ وَّرَائِي وَكَانَتْ امْرَاَتِي عَاقِرًا فَهَسَّ

مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۖ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلٍ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۖ  
 يٰ زَكَرِيَّا ۖ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهُ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۖ  
 ترجمہ۔ کبھی یہ ذکر ہے تیرے رب کی ہر بانی کا اپنے بندے زکریا پر جبکہ اس نے پکارا  
 اپنے پروردگار کو چھپی آواز سے کہا اس نے کہ اے میرے رب یہ تحقیق کمزور ہو گئی ہڈی میری  
 اور بھڑک اٹھا میرا سر بڑھا پے سے اور نہیں رہا میں تجھ کو پکار کر اے میرے رب محروم، اور  
 میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے بعد (کہ وہ دین الہی کی حفاظت نہ کریں گے) اور میری  
 بی بی بھی باجھ ہے پس بخش دے مجھ کو اپنے پاس (یعنی اپنی قدرت کاملہ) سے کوئی کام  
 سنبھالنے والا جو جانشین ہو میرا اور آل یعقوب کا، اور کرتو اس کو پسندیدہ (اسی وقت اہم نے کہا  
 کہ اے زکریا ہم بشارت دیتے ہیں تجھ کو ایک فرزند کی جس کا نام یحییٰ ہوگا، ہم نے اس سے پہلے  
 کوئی اس کا ہمنام نہیں بنایا۔

ان دونوں مقام کی آیات کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا نے نماز  
 ہی کے اندر اولاد کی دعا مانگی اور خدا کی طرف سے فی الفور نماز ہی کے اندر ان کو دعاء کی  
 قبولیت کا مشرودہ سنا دیا گیا۔

۱۔ نماز کے اندر دعا مانگنا قعدہ اخیرہ میں بعد رود شریف کے ثابت ہے چھپی آواز سے دعا مانگنا اسی وجہ سے  
 فرمایا کہ نماز کے اندر دعا ہمیشہ آواز سے مانگی ہی جاتی ہے۔ بعض مفسرین نے چھپی آواز کا مطلب کچھ اور  
 بھی بیان کیا ہے۔ ۱۲۔

۲۔ یہ مشرودہ فرشتوں نے سنا تھا، نماز کے اندر اس عالم کے کسی شخص کی طرف متوجہ ہونا منع ہے، نہ اس  
 عالم کی طرف ۱۳۔



ان آیات سے دونوں باتیں معلوم ہوئیں :- **اول** حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کی خاصیت کا ہونا جیسا کہ انتیسویں آیت میں بیان ہوا۔

**تفہیم**۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا میں خاصیت ہے کہ جس شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو اس دعا کا ورد کرنے سے خدا اُس کو اولاد دیتا ہے، یہ خاصیت علامہ سیوطیؒ نے بھی اتقان میں لکھی ہے۔ یہ ناچیز کہتا ہے کہ اگر نماز تہجد میں بعد ورد کے دعا مانگوں کی جگہ پر یا اسکے بعد اس دعا کا ورد کرے تو اور زیادہ اُمید قبولیت کی ہے۔ اس ناچیز کے جن لوگوں کو یہ وظیفہ بتایا اب تک اس میں سے کوئی محروم نہیں رہا، اور اس وظیفہ کی میعاد زائد از زائد چالیس روز ہے۔ اگر عورت یہ وظیفہ پڑھے تو ایام عذر معین میں نہج کی نماز میں پڑھنے کے بجائے خارج نماز میں پڑھے۔

**آیت ۴۶۔** قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَوْتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ

تَشْرَكَ مَا يَحْبُدُ أَبَاءُنَا أَدَانُ نَفْعَكَ فِي أَمْوَالِنَا مَا

نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ۔ (وما من آية سوا هذه)

**ترجمہ**۔ کہنا کافروں نے کہ اے شعیب کیا تمہاری نماز تم کو حکم دیتی ہے کہ

ہم اُن چیزوں کی عبادت چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے

یا ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں کریں، یہ تحقیق تم پر دبار اور سیدھے ہو۔

**ف**۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانہ میں دو گناہ ہو رہے تھے :- ایک شرک

جو سب بڑا گناہ ہے، دوسرے زنا پ تول میں کمی۔ انھیں دونوں گناہوں کو انھوں نے منکر

جس کا جواب کافروں نے یہ دیا جو آیت میں مذکور ہوا۔

اس آیت سے ایک عجیب شان نماز کی معلوم ہوتی ہے کہ کافروں نے حضرت شعیبؑ کے کارناموں کو ان کی نماز کی طرف منسوب کیا۔ ایک شخص کے افعال جو دوسرے کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو اسی صورت میں کہ وہ دوسرا شخص اُس پر حاوی اور حاکم ہو، کسی لڑکے کی کوئی بات ناپست کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا تمہارے ماں باپ نے تمہارے استاد نے تم کو یہی سکھایا ہے۔ وعلیٰ ہذا۔

معلوم ہوا کہ کافروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی مشغولیت اور محویت نماز میں دیکھ کر اور یہ محسوس کر کے کہ ان کے اوپر نماز کا قبضہ ہے اور ان کی باگ نماز کے ہاتھ میں ہے، نماز ہی کو اس قابل سمجھا کہ بجائے ماں باپ یا استاد و مرشد کے ان کے افعال نماز کی طرف منسوب کئے جائیں۔ سچ ہے نماز بالکل نماز کے ہاتھ میں ہو جاتا ہے اور جو کچھ نماز چاہتی ہے اُس سے کراتی ہے۔ ۵

رشتہ در گردنم افگند رہ دوست

مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ دوست

مقام عبرت ہے لیک نماز وہ تھی کہ کفارت تک اس کی سطوت و حکومت کے آثار محسوس کرتے تھے اور ایک نمازیہ ہے جس کی تاثیرات میں آج مسلمان متردد نظر آتے ہیں۔ ۶

بہیں تفاوت رہ از کجاست تائبہ کجا

تنبیہ۔ ساتویں آیت میں نماز کے ناہی ہونے کا ذکر ہے، یعنی وہ بُرے کاموں سے

نہی کرتی ہے روکتی ہے اور اس آیت میں اُس کے آمر ہونے کا بیان ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز آمر بھی ہے اور ناہی بھی ہے۔

آیت ۷۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الذِّیْ يَرْفَعُ

حَیْنَ تَقُومُ وَتَقْلِبُکَ فِی السَّجْدِ ۚ إِنَّهُهُوَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ

(وقال الذین سورہ شعراء)

ترجمہ۔ اور پھر وہ کھجے (اے نبی) اُس غالب ہریان پر جو دیکھتا ہے آپ کو

جس وقت آپ (نماز میں) کھڑے ہوتے ہیں، اور وہ دیکھتا ہے آپ کے الٹ پلٹ

ہونا سجدہ کرنے والوں میں تحقیق وہ سُنے والا اور جاننے والا ہے۔

الٹ پلٹ ہونے سے سجدہ کی حالت کا بیان کرنا مقصود ہے جب کوئی شخص

سجدہ کرتا ہے تو الٹ پلٹ ہو جاتا ہے یعنی جھک جاتا ہے زمین پر سر رکھ دیتا ہے پھر

اوپر اٹھتا ہے یعنی سر اٹھا لیتا ہے اور پھر رکھ دیتا ہے، اور فرمایا کہ سجدہ کرنے والوں میں

اس سے جماعت کی طرف اشارہ نکلا، یعنی وہ نمازیوں کے ساتھ مل کر آپ کا سجدہ کرنا

دیکھ رہا ہے۔

ف۔ اس آیت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشغولیت نماز میں اول

میں مشغولیت کا منظور نظر کبریائی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

آیت ۴۸۔ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا

يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا (تبارک الذی، سورہ جن)

۱۵۔ اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت کا اپنے اصحاب کی نگرانی کرنا، اُن کے پاس جانا اور

بعض نے یہ بھی لکھ دیا کہ آپ کے نور کا نمازیوں میں منتقل ہونا مراد ہے جس سے آپ کے تمام آباء کرام کاموں

ہونا ثابت کر دیا ہے۔ مگر یہ قول نہایت ضعیف ہے۔ سیدھا مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا، اور وہی اکثر

مفسرین کا قول ہے۔ (دیکھو معالم التنزیل)۔ ۱۱



ترجمہ - اور بہ تحقیق جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ (یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ کو پکارتا ہوا تو قریب تھا کہ اس پر گر پڑیں۔

ف۔ اس آیت سے پہلے قوم جن کے کچھ لوگوں کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آنا اور قرآن سن کر ایمان لانا پھر اپنی قوم میں جا کر وعظ و نصیحت کرنا بیان فرمایا ہے، اس آیت میں بھی اسی واقعہ کا ایک جز و مذکور ہے۔

اس آیت کا مطلب مفسرین نے دو طرح بیان کیا ہے :-

(۱) ایک یہ کہ یہ مقولہ جنوں کا ہے وہ اپنی قوم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جماعت کا حال بیان کر رہے ہیں کہ وہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو لوگ ان کے پیچھے جمع ہو جاتے ہیں یعنی صحابہ کرام شصت باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اس مطلب کی بناء پر یہ واقعہ سفر طائف کا نہیں ہے بلکہ ایک دوسرا واقعہ ہے۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ مقولہ جنوں کا نہیں ہے بلکہ خداوند کریم خود اپنی طرف سے فرماتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ رہے تھے تو جنوں کا ہجوم ہوا، اور قریب تھا کہ آپ کے اوپر گر پڑیں قرآن سننے کے شوق میں، یا قرآن سننے سے وجد میں آکر، اس مطلب کے بیان کرنے والے اس کو سفر طائف کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ کس وقت کی نماز تھی، ایک جماعت عشاء کی نماز کہتی ہے اور دوسری جماعت فجر کی نماز بیان کرتی ہے، ان دو قولوں کے سوا کوئی تیسرا قول نہیں ہے۔

یہاں واقعہ جنوں کا سورہ احقاف میں بھی بیان ہوا ہے جو آگے کی آیتوں میں

انشاء اللہ تعالیٰ ملے گا۔

ان آیتوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محویت و مصروفیت نماز کی

ایک کامل تصویر ہے جس کو آیت کے پڑھنے والے کا ذوق خوب محسوس کرتا ہے۔

آیت ۲۹۔ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُومُ اَدْنٰی مِنْ  
ثُلُثِ اللَّیْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ  
مَعَكَ وَاللّٰهُ یَقْدِرُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ عَلِیْمًا اَنْ لَّنْ  
تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاَقْرَءُوا مَا تَسْرِعُمِنَ الْقُرْآنِ۔

(تبارک الذی سورہ مومل)

ترجمہ۔ یہ تحقیق آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قریب دو تہائی شب کے  
نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور کبھی نصف شب اور کبھی ایک تہائی شب  
اور ایک گروہ آپ کے ساتھیوں میں کا بھی ایسا ہی کرتا ہے، اور اللہ  
اندازہ رات اور دن کا اس کو معلوم ہے کہ تم لوگ اس قدر نبیاء سکو گے  
لہذا اُس نے تم لوگوں پر ہر بانی کی پس جس قدر قرآن آسان رہو  
اُسی قدر پڑھو۔

ف۔ ان آیتوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اصحاب کرام  
کی محویت کا ملہ نماز تہجد میں بیان ہوئی ہے حتیٰ کہ خداوند کریم نے ازراہ شفقت و رحمت  
منع کیا کہ اس قدر مشغولیت کا بٹھنا مشکل ہے لہذا جس قدر نبیوں کے اُسی قدر کیجئے۔

نماز سب سے زیادہ صحت اور عزت کی چیز ہے۔

قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے اپنے عباد صالحین خصوصاً انبیاء و صدیقین کی مدح میں  
خصوصیت کے ساتھ ان کی نماز کو ذکر فرمایا ہے، اور نمازیوں کی بڑی عزت قائم کی ہے

چنانچہ مثال کے طور پر چند آیتیں حسب ذیل ہیں۔

آیت ۵۔ تَرْنَهُمْ رُكْعًا سَجَدًا اِيْتِنَعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

وَرِضْوَانًا۔ (حم، سورۃ فتح)

ترجمہ۔ دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرتے ہوئے ڈھونڈتے ہیں بخشش اللہ کی

اور رضامندی اس کی یعنی بڑے اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

ف۔ اس آیت میں حق سبحانہ نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی مدح بیان فرمائی ہے کہ ان میں ایک صفت یہ ہے کہ وہ اخلاص نیت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اس مدح کی عظمت پورے طور پر اس وقت کھلے گی جب یہ بات بھی ذہن میں ہو کہ قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب محض اسلئے بیان کئے گئے ہیں کہ ان کے کمالات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی دلیل ہیں، شاگردوں کا کامل ہونا ان کے استاد کے اکمل ہونے کا زبردست برہان ہے، خصوصاً جبکہ ان شاگردوں نے سوا اس ایک استاد کے کسی سے کوئی علم و ہنر حاصل ہی نہ کیا ہو۔ اس مضمون کے ذہن نشین کرنے کے بعد انکھیں کھل جاتی ہیں کہ اللہ اکبر نماز کی یہ شان ہے کہ صحابہ کرامؓ کی نماز کو حق تعالیٰ نے امام الانبیاء سید المرسل جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی دلیل قرار دیا ہے۔ نبوت تو نبوت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی اور اپنے اصحاب کی نمازوں کو ان کے صدقات و خیرات کو خدا کی ہستی کا نشان و برہان قرار دیا ہے۔

حدیث (۱۸) عن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ینقل التراب یوما الخندق حتی اغیر یطنہ ویقول ۛ

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا ۛ ولا تصدقنا ولا صلینا



فانزل سكينه علينا • وثبت الاقدام ان لاقينا  
ان الاولیٰ قد بغوا علينا • اذا ارادوا فتنه ابينا  
يرفع صوته ابينا ابينا ————— (بخاری و مسلم)

یعنی حضرت برادر بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق کے دن رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم مٹی اٹھاتے جاتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے کہ قسم  
اللہ کی اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم لوگ صدمہ دیتے  
اور نہ نماز پڑھتے پس اے اللہ! ہم پر سکنہ نازل کر اور مقابلہ دشمن کے  
وقت ہمیں ثابت قدم رکھ۔ یہ تحقیق ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے  
(وجہ یہ کہ) جب وہ کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے تو ہم ان کا ساتھ  
نہ دیتے تھے۔ آخری کلمہ کو آپ دو تین مرتبہ بلند آواز سے فرماتے جاتے تھے۔  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرامؓ کی نماز تو بڑی چیز تھی آج اگر کوئی  
مسلمان اچھی نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور بے دینوں کو خدا کی  
ہستی کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ ۵

بنگر این حالت درویشان را • جو شش و سوزش عشق ایشان را  
کہ دریں رہ چہ طلب ہا دارند • در طلب ہا چہ تعب ہا دارند  
زین طلب گر نہ خدا یافتہ اند • این ہمہ بہرچہ بشتافتہ اند  
در طلب این ہمہ جانبازی چیست • مال و اسباب خدا سازی چیست  
آیت ۵۱۔ اَلَّذِينَ اِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ  
وَاتُوا الزَّكَاةَ وَامَرُّوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ————— (اقترب للناس، سورۃ حج)

ترجمہ۔ وہ لوگ کہ جب ہم ان کو تکلیف دیں گے زمین میں تو قائم کریں گے نماز اور  
 دیں گے زکوٰۃ اور حکم دیں گے اچھی بات کا اور روکیں گے بُری بات سے اور اللہ  
 کے لئے ہے انجام کاموں کا۔

ف۔ اس آیت میں بھی صحابہ کرامؓ اور خاص کر ہاجرین کے فضائل بیان ہوئے ہیں  
 اس سے اوپر صاف تصریح اُن کے ہجرت کی ہے الذین اخرجوا من ديارهم۔ ارشاد ہوا ہے  
 کہ یہ ہاجرین اس صفت کے لوگ ہیں کہ جب ان کو زمین میں تکلیف و حکومت ملے گی اور بادشاہت  
 کی وہ دولت اُن کو حاصل ہوگی جس کے نشہ میں مست ہو کر لوگ بڑی بڑی بغاوتیں  
 کرنے لگتے ہیں، فرعون کا دعویٰ خدائی جس اسی بنیاد پر تھا کہ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكٌ مِّصْرَ  
 مگر یہ سب جاہ و حشم اُن پر کچھ بھی اثر نہ کرے گا وہ اس رتبہ خدا داد پر پہنچ کر بھی اپنے  
 مالک و محبوب کی یاد میں ویسے ہی مصروف و مشغول رہیں گے، نماز قائم کریں گے،  
 زکوٰۃ دیں گے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بجالائیں گے، غرض رسول رب العالمین  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رنگ اُن پر چڑھایا ہے وہ کسی تیزاب کے اثر نہیں سکتا۔ سچ ہو یہ  
 چودل باد لبرے آرام گیرد ۛ بوصول دیگرے کے کام گیرد

۱۵۔ اللہ کے لئے ہونے کے یہاں دو مطلب ہیں۔ اولیٰ یہ کہ اللہ کو ہر چیز کے انجام کا علم ہے لہذا وہ اپنے علم کامل کی  
 رو سے خبر دیتا ہے کہ ان محدود جن کا انجام ایسا ہی ہوگا کہ نماز قائم کریں گے، دوسرا مطلب یہ کہ ہر چیز کا  
 انجام خدا کے اختیار میں ہے، لہذا آیت میں جو اوصاف محدود جن کے بیان ہوئے ہیں خدا اپنی قدرت سے  
 اس کو خلاف نہ ہونے دے گا۔ ۱۲۔

نہی ضد دستہ ریحان پیش بلبل : خواہد خاطرش جز نکبت گل  
خوش آن دل کاندرو منزل کند عشق : ز کار عالمش غافل کند عشق  
یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں بایں الفاظ بیان فرمایا ہے :-

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ  
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ  
لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ  
خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن  
كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ط

ترجمہ - وعدہ دیا ہے اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے یعنی (اے  
اصحاب نبی) تم کو اور کئے انھوں نے اچھے کام کہ ضرور ضرور خلیفہ کرے گا  
ان کو زمین میں جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے سے تھے  
(یعنی اصحاب موسیٰ کو) اور ضرور ضرور قرار پذیر کرے گا ان کے لئے ان کے  
دین کو جس کو پسند کیا ہے اللہ نے ان کے لئے اور ضرور ضرور بدل دے گا  
ان کے خوف کو امن سے (اس ربہ عالی پر پوچھنے کے بعد بھی) وہ عبادت  
کریں گے میری نہ شریک کریں گے میرے ساتھ کسی کو اور جو لوگ اس  
(نعمت کے ملنے) کے بعد (اس نعمت کی) ناشکری کریں گے، وہ اعلیٰ درجہ  
کے نافرمان ہیں۔

ان دونوں آیتوں کا مقصد ایک ہے فرق صرف اجمال و تفصیل کا ہے، کوئی  
بات پہلی آیت میں مفصل ہے تو اس آیت میں مجمل ہے، اس آیت میں مفصل ہے تو پہلی



آیت میں محل ہے مثلاً پہلی آیت میں ہاجرین کی تصریح ہے، اور اس آیت میں تصریح نہیں ہے، بلکہ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کے ساتھ مِنْكُمْ کی قید بڑھا کر ہاجرین کی طرف اشارہ کیا گیا، اور مثلاً پہلی آیت میں مکین کی لفظ محل ہے، اور اس آیت میں اس کی تفصیل میں تین چیزیں بیان ہوئیں :-

(۱) زمین میں ان کو خلافت ملے گی۔

(۲) ان کا دین پائیدار اور مضبوط کر دیا جائے گا۔

(۳) ان کو کسی دشمن کا خوف نہ رہے گا۔

اور مثلاً پہلی آیت میں ان کے نیک اعمال کی تفصیل ہے، جس میں سب سے پہلے نماز کو بیان کیا ہے، اور اس آیت میں انھیں نیک اعمال کو اجمالاً لفظ عبادت کرنے اور شرک نہ کرنے کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

آیت ۵۲۔ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمَقَامًا۔ (وقال الذين سئو فرقان)

ترجمہ۔ اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر نرم چال (یعنی ان کی روش میں تکبر و تجبر نہیں ہوتا) اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ دیتے ہیں (یعنی ان سے لڑتے جھگڑتے نہیں، سلامتی کی بات کہہ دیتے ہیں یا ان کو منہ نہیں لگاتے ہیں، سلام کہہ کر ان سے الگ

ہو جاتے ہیں) اور وہ لوگ جو رات بسر کرتے ہیں اپنے پروردگار کے لئے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے (یعنی بے دنیوں کی طرح رات کو سونے میں، یا ہولعب میں نہیں کاٹتے بلکہ نماز تہجد پڑھتے ہیں، کبھی سجدہ میں ہیں اور کبھی قیام میں) اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار پھیرے ہم سے جہنم کا عذاب، یہ تحقیق جہنم کا عذاب بڑی سخت چیز ہے، بیشک وہ بڑی جگہ ٹھہرنے کی اور نہایت خراب مقام ہے۔

ف نذر ادیکھو تو اس آیت میں مالک عرش پر ہی نے کس شان کے ساتھ نمازیوں کی تعریف کی ہے ان کو عِبَادُ الرَّحْمٰن یعنی رحمن کا بندہ فرمایا، ان کی شب باشی کا اور ان کے قیام و سجود کا ذکر کیا۔ وہ بندے کیسے اقبال مند ہیں جن کی تیار مندی مالک کو اس قدر پسند ہے کہ ان کے قیام و رکوع اور سجود کا تذکرہ اپنی کتاب میں فرمائے۔ اے رحمن کے بندو تم کو یہ دولت گوارا ہے طوبیٰ لکم ثم طوبیٰ لکم صحابہ کرامؓ نے قرآن ہی سے یہ سبق سیکھا کہ کسی تعریف اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ اس کی نماز کا تذکرہ کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں آپ کی نماز ہی کو ذکر کیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْا كِتٰبَهٗ ۖ اِذَا الشَّقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ

اے ترجمہ۔ ہمارے درمیان میں خدا کا رسول ہے جو کتاب الہی کی تلاوت کرتا ہے جس وقت سپیدی نمودار ہوتی ہے، اور رات اس حالت میں گزارتا ہے کہ اس کا پہلو اس کے بستر سے جدا ہو جاتا ہے جبکہ مشرکوں کے بستر ان کے بوجھ سے گرا بنا رہ جاتے ہیں یعنی آدھی رات کو۔ ۱۲

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ ۖ إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِالشَّرِكَيْنِ الْمَضَاجِعُ

(صحیح بخاری)

حاصل مطلب دونوں شعروں کا یہ ہوا کہ خدا کے رسول جو ہم میں ہیں ان میں یہ بزرگی ہے کہ وہ فجر کی نماز پڑھتے ہیں اور تہجد کی نماز پڑھتے ہیں۔

آیت ۵۴۔ وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا۔

(سبحن الذی، سورۃ کہف)

ترجمہ۔ اور روکے (اپنے نبی) اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (یعنی انہیں کی صحبت میں بیٹھے) جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام اور چاہتے ہیں رضا مندی اللہ کی (یعنی خدا کے لئے نماز پڑھتے ہیں) اور نہ پھریں آپ کی دونوں آنکھیں اُن سے (یعنی آپ کا لطف و کرم کل کا کل اُنہیں لوگوں پر ہونا چاہئے) کیا آپ دنیا کی زینت چاہتے ہیں، اور مست کہنا مانئے اُس شخص کا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (یعنی وہ نماز نہیں پڑھتا) اور ہے کام اس کا حد سے باہر نکلا ہوا۔

ف۔ اگلی امتوں کے کفار کی طرح کفار مکہ نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کے گرد و پیش ہر وقت غریبوں اور رذیل لوگوں کا مجمع رہتا ہے، اُن کے برابر بیٹھنا ہمارے لئے عار ہے، لہذا اگر آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے جدا کر دیں تو ہم لوگ



آپ کی طرف رجوع ہو سکتے ہیں۔ اسی پر یہ آیت اتری اور خداوند علیم وخبیر نے ان غریبوں کی اس قدر عزت افزائی کی کہ بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے نبی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ انھیں کی صحبت میں بیٹھئے اور آپ کا لطف و کرم انھیں پر دہنا چاہئے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے کو صبر کے ساتھ تعبیر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر ان غریبوں کی دوستی میں آپ کو کچھ پریشانی اور مصیبت پیش آجائے تو وہ بھی برداشت کیجئے، اور لطف و کرم کا حکم ان لفظوں سے دیا کہ دونوں آنکھیں آپ کی ان سے نہ پھریں، ایک آنکھ نہیں بلکہ دونوں آنکھوں کو فرمایا، جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ لطف و کرم کا کوئی ذرہ ان غریبوں کے سوا کسی کو نہ ملنے پائے، پھر یہ تاکید تبلیغ تو دیکھئے کہ نبی سے ارشاد ہوتا ہے کہ کیا آپ طالب دنیا ہیں جو غریبوں کی صحبت سے پرہیز کریں اور ایسوں سے دوستانہ تعلقات کی خواہش کریں۔

پھر سب سے زیادہ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ان غریبوں کی کون سی صفت خدا کو پسند آئی ہو؟ تنہا بڑا اعزاز کیا گیا، خدا نے سوا نماز کے اور کوئی بات ان کی آیت میں ذکر نہ فرمائی۔  
اے پیاری نماز افسوس! کہ یہ تیری عزت آج کل کے مسلمانوں کو معلوم نہیں شاید ان کو خبر نہیں کہ مالک کے یہاں تیری اتنی قدر ہے ورنہ امید نہ تھی کہ تیری طرف سے اتنی غفلت کی جاتی اور تیرے شیدا اس طرح جاہل تمنوں کی ملامت کا نشانہ بنتے۔  
کاش کاش کہ عیب من گفتند  
رویت لے دستاں بدیدندے

یہی مضمون جو اس آیت میں بیان ہوا ہے سورہ انعام میں بایں الفاظ ہے :-  
”وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ“

يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا  
مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَفَطْرُدْهُمْ فَتَكُونُ  
مِنَ الظَّالِمِينَ۔

ترجمہ۔ اے نبی (اپنے پاس سے) مت ہٹائیے اُن لوگوں کو جو پکارتے ہیں  
اپنے رب کو صبح اور شام، چاہتے ہیں رضامندی اس کی، نہیں آپ پر  
اُن کے حساب میں سے کچھ اور نہ اُن پر آپ کے حساب میں سے کچھ اگر  
آپ اُن کو اپنے پاس سے ہٹائیں گے تو ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔  
اللہ اکبر! نمازیوں کی عتیر کی کچھ حد ہے۔

آیت ۵۴۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ  
بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ  
وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ  
وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔  
(واعلموا، سوئے توبہ)

ترجمہ۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں  
حکم دیتے ہیں اچھی بات کا اور منع کرتے ہیں بُری بات سے اور قائم کرتے ہیں نماز  
اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی یہی لوگ ہیں کہ  
رحم کرے گا ان پر اللہ بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

ف۔ ان آیات کے اوپر حق تعالیٰ نے منافقوں کی حالت اور ان کی مذمت بیان  
فرمائی ہے اب ان آیات میں بمقابل ان کے مومنوں کے حالات اور ان کی مدح ارشاد فرمائی

اس تقابل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اوصاف جن میں نہ ہوں وہ شاید نفاق سے پاک نہیں ہو سکتے۔

## نمازیوں کے مدارج عالیہ آخرت میں :-

اگرچہ اب تک جن قدر آیتیں لکھی گئیں سب میں کم و بیش مدارج اخروی کا بیان بھی ہے مگر اب ایک خاص عنوان سے اس کا بیان منظور ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ نماز کے فوائد اخروی کا بیان بیشتر آیتوں میں ہے، یہاں ہمیں صرف نمونہ کے طور پر ذکر کرنا مقصود ہے۔

آیت ۵۵۔ وَلِلَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا زَكَاةً سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرُؤُنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ  
جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ  
سَلَامٌ عَلَيْهِمْ بِمَا صَبَرُوا فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

(وما ابرئ نفسی، سو، رعد)

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کی توجہ حاصل کرنے کیلئے اور قائم کی نماز اور جو ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے (غرض ہر طریقے سے ہماری راہ میں) خرچ کیا، اور جواب دیتے ہیں وہ بُرائی کا بھلائی سے، یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے ہے پچھلا گھر یعنی باغ ہمیشگی کا کہ داخل ہوں گے وہ اُس میں اور جو نیک ہوں گے ان کے باپ داداؤں میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے



اور فرشتے داخل ہوں گے اُن پر ہر دروازے سے اور کہیں گے کہ سلام ہو  
تم پر بسبب اس کے کہ صبر کیا تم نے پس کیا اچھا ہے پچھلا گھر۔  
فت۔ اس آیت میں بڑے درج عالیہ نمازیوں کے بیان فرمائے گئے :-  
اول یہ کہ فرمایا :- دارِ آخرت اُنہیں کے لئے ہے یہ کوئی معمولی بات

میں ہے۔

دو م فرمایا کہ :- اُن کے آباء و اجداد اور ازواج و ذریات بھی جنت میں ان کے  
ساتھ ہوں گے، یہ بھی بڑی بات ہے کہ محض اُنہیں کی وجہ سے ان کے متعلقین کو بھی یہ درجہ

طاہر ہوا۔

سوم فرمایا کہ :- فرشتے بطور خدام کے ان کے پاس آمد و رفت رکھیں گے اور ان کو  
سلام کریں گے، یہ بھی کچھ کم عزت و شرف کی بات نہیں ہے۔

چہارم فرمایا کہ :- دارِ آخرت بڑی اچھی جگہ ہے۔ اس جامع اور مختصر کلمہ میں جو تمام  
مائے آخرت کو شامل ہے بڑی شان بیان فرمائی گئی۔ الشاکر۔

و عا۔ اتنی اپنے اسمائے حسنیٰ کے طفیل میں اپنے عباد و صالحین کے طفیل میں اپنے اس گنہگار

سے آباء و اجداد وغیرہ کے لئے نیک ہونے کی قید جو لگائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مشرک نہ تھے، جنت میں

داخل ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے گو بعد عذاب کے یا کسی ادنیٰ طبقے میں داخل ہوتے، اب ان کی وجہ سے

بغیر عذاب کے طبقہ اعلیٰ میں داخل ہو گئے۔ ۱۲

۱۳ خادم ہونے کا مضمون من گھڑی باب کا لفظ سے نکلا دوست و احباب ہر دروازے سے نہیں آسکتے ان کے

آنے کا دروازہ معین ہوتا ہے یہ خادموں ہی کا شیوہ ہے کہ وہ ہر دروازہ سے داخل ہوں۔ ۱۴

عاجز و شرمسار بندے کو بھی یہ نعمت عطا فرما، اور نماز قائم کرنے والوں میں سے کر دے  
یا اللہ! تیری رحمت بہت بڑی ہے اور اسی رحمت نے یہ حوصلہ دل میں پیدا کیا ہے

## نماز کے مکان یعنی مسجد کی عظمت :-

آیت ۵۶ - فِي بُيُوتٍ أُذِنَ لِلَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيُذْكَرَ  
فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْخُدُوعِ وَالْأَصْحَالُ رِجَالٌ  
لَّا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ  
وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ  
وَالْأَبْصَارُ (قد افلم، سورہ نوح)

ترجمہ - یہ نور پاک اُن گھروں میں ملے گا جن کی بابت خدا نے حکم  
دیا ہے کہ وہ بلند کئے جائیں اور لیا جائے اُن میں نام اللہ کا تسبیح پڑھتے  
ہیں اللہ کی اُن گھروں میں صبح و شام کچھ مرد کہ نہیں غافل کر سکتی اُن کو  
کوئی سوداگری اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے، اور نماز قائم  
کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں وہ اُس دن سے جس میں پلٹ  
جائیں گے دل اور نگاہیں یعنی قیامت کے دن سے۔

ف - اس آیت کے اوپر حق تعالیٰ نے اپنے نور پاک کی مثال بیان فرمائی ہے اور

۱۔ مکان کے بنانے کو عرب کے محاورہ میں بلند کرنا کہتے ہیں اس لئے کہ مکان میں دیوار ضرور ہوتی ہے اور دیوار  
کے لئے بلندی لازم ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ بلندی سے عمارت کی بلندی مراد ہو۔ ۱۲

ایک عجیب و غریب چراغ سے تشبیہ دی ہے، شمال و تشبیہ کیا بلکہ اپنے حسن و جمال بہ مثال کا قصہ شکر اپنے بندوں کے دل لئے ہیں۔ ۷

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۛ بسا کین دولت از گفتار خیزد  
 در اید جلوہ حسن از رہ گوش ۛ زجاں آرام بریاید ز تن ہوش  
 پھر رحمت الہی کا جو اس امت پر بے حساب ہے یہ تقاضا ہوا کہ اس نور کے ملنے کی جگہ بتا دی جائے اور جگہ بھی ایسی بتائی جائے کہ اُس سے مسلمانوں کی کوئی بستی خالی نہ ہو لہذا فرمایا کہ یہ نور ان گھروں میں ملے گا جن میں یہ دو علامتیں پائی جائیں :-  
**اول** - خدا نے ان گھروں کے بنانے کا حکم دیا ہو، اور یہ حکم دیا ہو کہ میرا نام وہاں لیا جائے۔

**دوم** - دوسری علامت یہ کہچہ مردان خدا جن میں ایسے ایسے اوصاف ہوں وہاں صبح و شام خدا کی تسبیح پڑھتے ہوں یعنی نماز قائم کرتے ہوں۔ صبح و شام کی لفظ تخصیص کے لئے نہیں ہے بلکہ دن اور رات کے دونوں کٹائے ذکر فرما کر نماز کے تمام اوقات مراد لئے ہیں۔

صاف ظاہر ہو گیا کہ ان گھروں سے مسجدیں مراد ہیں کیونکہ مسجدوں کے سوا اور کسی گھر کے بنانے کا خدا نے حکم نہیں دیا اور نہ تخصیص کے ساتھ کسی گھر کی بابت خدا کا یہ حکم ہے کہ وہاں میرا نام ضرور لیا جائے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مسجد بھی مراد نہیں بلکہ خاص وہ مسجد مراد ہے جو نماز و جماعت سے آباد ہو۔ مکان کی عزت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے جس مسجد میں نماز و جماعت کا انتظام نہ ہو وہ مکان تو ہے مگر بغیر مکین کے۔ اس آیت سے مسجد کی بڑی عظمت ثابت ہوئی، اس سے بڑھ کر عظمت کیا ہوگی کہ



خدا کے نور پاک کی تجلی وہاں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان مسجد سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ قیس کو بھی لیلٰی کے مکان سے اتنی محبت نہ ہوگی۔

**حکایت ۵۴۔** ایک دن لوگوں نے قیس کو دیکھا کہ ایک ویرانہ میں گشت کر رہا ہے اور اس کی شکستہ دیواروں کو خس و خاشاک کو بوسہ دیتا ہے اور وہاں کی خاک پر اپنی جان بٹا کر رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے قیس یہ کیا حرکت ہے قیس نے جواب دیا کہ آپ لوگوں کو اس کی حقیقت نہ معلوم ہے اور نہ معلوم ہو سکتی ہے، کوئی میرے دل سے اس ویرانہ کی عظمت و عزت کو پوچھے۔

قصہ کوتاہ نشیمن لیلیٰ است • کہ زہر بوے من باؤیلی است  
نیست اینجا ستادہ دیوارے • کہ بہشتش نہ سودہ یکبارے  
نیست اینجا فتادہ خار و خنہ • کہ دامن براں کشیدہ بے

قیس کا جب یہ حال اس مکان کے ساتھ ہو جس میں لیلیٰ بھی رہتی تھی تو اہل ایمان کا کیا حال مساجد اللہ کے ساتھ ہو گا کون اندازہ کر سکتا ہے کہ۔۔۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا  
أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ۔

**آیت ۵۵۔** إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ أُمَّةٍ بِاللَّهِ  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَسْ  
إِلَّا اللَّهَ (واعلموا، موعودہ)

ترجمہ۔ سوا اس کے نہیں کہ آباد کریں گے اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر پچھلے دن یعنی قیامت پر اور نماز قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔

ف۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجد کا آباد کرنا ایک عظیم الشان رتبہ ہے یہ رتبہ ہر شخص کو نہیں مل سکتا۔

اس دولت سرمد ہمہ کس اندھند : سوز دل پروانہ نگس راندہند  
جس کو اس رتبہ کی آرزو ہو وہ اپنے میں وہ صفات پیدا کرے جو آیت میں مذکور ہیں۔  
آج عجیب ایک غلط فہمی یہ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ مسجد کی آبادی کا مطلب یہ خیال کرتے ہیں  
کہ اس میں روشنی خوب ہو، جانمازیں عمدہ عمدہ ہوں وغیر ذلک۔ حالانکہ یہ چیزیں اگر بقدر ضرورت  
ہوں تو نمازیوں کی خدمت میں نہ مسجد کی جیسا کہ اٹھانویں آیت میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان  
ہوگا۔ مسجد کی آبادی و خدمت سوا ذکر خدا اور خاص کر نماز کے اور کسی چیز سے نہیں ہوتی۔

حدیث (۱۹) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ  
فَأَشْهَدُ لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ إِنَّمَا يَحْصُرُ  
مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ (ترمذی)  
ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جس کی آمد و رفت مسجد میں زیادہ دیکھو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو  
کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور  
قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔

آیت ۵۸۔ وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ  
لَهَدَّ مَتَّ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ  
فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا۔ (اقرب، سورہ حج)

ترجمہ - اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو یعنی بعض کو بعض کے ذریعے  
توالبتہ گرا دی جاتیں خالق ہیں اور گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں و  
مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔

ف - اس سے اوپر جہاد کا حکم ہے اس آیت میں حکم جہاد کی علت بیان ہو رہی ہے  
کہ اگر شرائع الہیہ میں جہاد کا حکم نہ ہوتا اور حکم جہاد دے کر خدا مفسدوں کو مومنوں کے ہاتھ  
سے دفع کرنے کا سلسلہ نہ قائم کرتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ ہر مذہب و ملت کے عبادت خانے اور  
نماز کے مکان گرا دیئے جاتے۔

اللہ اکبر کس قدر عظمت نماز کی ہے، جہاد کی مشروعیت محض نماز کے مکان یعنی مساجد کی  
حفاظت کے لئے ہے، جہاد کیا ہے نماز کے مکان کا ایک چوکیدار ہے اور بس۔  
مسجدوں کے متعلق یہ فرمانا کہ وہاں خدا کا نام بکثرت لیا جاتا ہے کچھ کم فضیلت نہیں ہے۔

آیت ۵۹ - وَعَهْدُ نَا إِلٰی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ

كَلِمَةً رَبَّائِنَا لِلْطَّائِفِیْنَ وَالْمُعَافِیْنَ وَالْمُسَکِّمِ السَّجُودِ - (الف سورہ بقرہ)

ترجمہ - اور ہم نے حکم بھیجا ابراہیم اور اسمعیل کی طرف کہ پاک رکھو  
تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں  
اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

ف - کعبہ مکرمہ کی بڑی فضیلت ہے کہ دو جلیل الشان پیغمبر جن میں ایک  
خدا کا خلیل اور دوسرا ذبیح ہے اس کے خادم بنائے گئے اور چونکہ کعبہ بھی ایک مسجد ہے چنانچہ  
قرآن مجید میں کئی جگہ اس کو مسجد کے نام سے یاد بھی فرمایا ہے اس لئے کعبہ کی یہ فضیلت مساجد کی عظمت  
کو ثابت کرتی ہے۔ نیز چونکہ وجہ اس حکم کی جو ان دونوں پیغمبروں کو ملا تھا صرف طواف نہیں ہے



بلکہ اعتکاف و رکوع و سجود بھی ہے جو تمام مساجد میں مشترک ہے لہذا یہ حکم بھی مشترک رہا،  
ہاں کعبہ میں مسجد کا نام ہے وہ افضل المساجد ہے اور اس لئے ایک مخصوص عبادت اس کے لئے  
مقرر فرمائی گئی یعنی طواف جو نہ کسی اور مسجد کے لئے جائز ہے نہ کسی اور محترم سے محترم  
مقام کے لئے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد کا پاک صاف رکھنا اور اس قسم کے جتنے  
کام ہیں وہ نمازیوں کے لئے کئے جاتے ہیں۔

مسجد کی بزرگی کا مسئلہ اعتکاف سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کسی مقام میں محض ٹھہر جانا  
باعث ثواب نہیں سوا مسجد کے کہ اس میں فقط ٹھہر جانا بھی عبادت ہے جس کا نام  
دین الہی نے "اعتکاف" رکھا ہے۔ ————— اللہ اکبر جس کے مکان کی یہ عظمت ہو  
اس ملکین کی عظمت کا کیا حال ہوگا۔

تفسیر: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی پیاری کتاب: —  
"جذب القلوب" میں لکھتے ہیں کہ: — ایک ہفت کی عبادت ہے جس سے لوگ غافل ہیں  
وہ یہ کہ جب نماز پڑھنے مسجد میں جائیں تو اتنی دیر کے لئے اعتکاف کی نیت کر لیا کریں  
تاکہ مسجد میں نماز پڑھنے کے علاوہ اعتکاف کا ثواب بھی مل جایا کرے۔

جو مضمون اس آیت میں ہے، سورہ حج میں بایں الفاظ بیان فرمایا گیا ہے: —  
وَاذْكُرُوا أَنَا لَكُمْ بَرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِي شَيْئًا وَطَهِّرُوا

۱۵۔ اس اعتکاف میں ویسے سخت شرائط نہیں ہیں جیسے کہ اعتکاف نذر یا اعتکاف سنت مکرہ میں  
ہوتے ہیں یہ اعتکاف مستحب ہے اس کے لئے وقت کی مقدار بھی معین نہیں ہے، ایک منٹ کیلئے  
بھی ہو سکتا ہے، اس میں روزہ بھی شرط نہیں ہے۔ ۱۶۔

يَتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔ ترجمہ :- اور یاد کرو جب ہم نے  
ابراہیم کو کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرا گھر پاک رکھنا  
طواف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کیلئے۔

پہلی آیت میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں کے  
خطاب کا ذکر تھا مگر دوسری آیت میں صرف حضرت ابراہیم کے مخاطب ہونے کا بیان ہے  
وہی اصل مقصود تھے حضرت اسماعیل تو ان کے تابع تھے، نیز ایک فرق یہ ہے کہ پہلی آیت  
میں اعتکاف کا لفظ تھا اور دوسری آیت میں بجائے اعتکاف کے قیام کا لفظ ہے،  
اس اختلاف لفظ سے اس بات کی ہدایت مل رہی ہے کہ مسجد میں قیام بہ بیت اعتکاف  
ہونا بہتر ہے۔ ان دونوں آیتوں سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں کسی غیر چیز کا  
لانا جائز نہیں، اور اگر اتفاقاً کوئی نجاست آجائے تو فوراً اس کا دور کرنا اور مسجد  
کو پاک کرنا واجب ہے۔

آیت ۶۰۔ لِمَسْجِدٍ أُسِّسَ بُنْيَانُهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنْ  
أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ  
أَنْ يَتَّخِروا لِلَّهِ مِجْتَثًا مِّنَ الْمَطْهَرِينَ۔

(یعنی دن سوئے توبہ)

ترجمہ :- بیشک وہ مسجد کہ اس کی بنیاد رکھی گئی ہو تقویٰ پر اول روز کے  
وہ زیادہ حقدار اس بات کی ہے کہ اے نبی آپ اس میں کھڑے ہوں  
اس میں کچھ مرد ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست  
رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

ف۔ اس آیت میں مسجد قبا کی اور ان نمازیوں کی تعریف بیان فرمائی ہے جو مسجد قبا میں عبادت الہی کیا کرتے تھے، یہ جو فرمایا کہ اے نبی وہ مسجد آپ کے کھڑے ہونے کی مستحق ہے اس سے یہ مقصود ہے کہ اُس مسجد پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے وہاں نور الہی کی بجلی ہوتی ہے کیونکہ حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بعینہ خدا کی رحمت ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ہفتہ میں ایک بار ضرور مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پیادہ پا، اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنے زمانہ خلافت میں برابر اس سنت پر عمل کرتے رہے۔

آیت میں مسجد قبا کا نام نہ لیا بلکہ مطلق مسجد کا لفظ ذکر کر کے اُس کو چند صفتوں کے ساتھ موصوف فرمایا تاکہ یہ اوصاف جس مسجد میں پائے جائیں وہ مسجد اس آیت کی فضیلت میں شریک ہو سکے۔

اس آیت سے مسجد کے متعلق دو باتیں معلوم ہیں :- اول یہ کہ اس کی بنیاد اول روز سے تقویٰ پر ہونی چاہئے یعنی بانی مسجد کی نسبت نہایت خالص ہونی چاہئے مسجد بنانے سے اس کا مقصود سوا مالک عرش بریں کی خوشنودی کے اور کچھ نہ ہو اور پاک اور حلال کمائی سے اُس نے بنایا ہو۔ دوسری بات یہ معلوم ہونی کہ مسجد میں آنے والوں کو اپنی طہارت کا بڑا اہتمام کرنا چاہئے اور یہ کہ مسجد کی فضیلت میں بڑا دخل اُس مسجد کے نمازیوں کی فضیلت کو ہے مسجد کے نمازی جس درجہ کی فضیلت رکھتے ہوں گے مسجد کو بھی اُس درجہ کی فضیلت حاصل ہوگی۔ پہلی بات کے مفقود ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صورت ہی صورت مسجد کی ہوتی ہے لیکن حقیقت وہ ایک معمولی مکان ہوتا ہے جہاں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملتا۔ دوسری بات کے



مفقود ہونے سے مسجد تو مسجد رہتی ہے لیکن مسجد کے اصلی برکات اس میں نہیں ہوتے انوارِ اکہی کی تجلی اس میں نہیں ہوتی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس مسجد میں یہ مردانِ خدا نہ ہوں گے اُس میں نماز و جماعت کا انتظام ٹھیک طور پر نہ ہو گا کیونکہ جس مسجد میں یہ انتظام درست ہو وہ کبھی ایسے لوگوں کے وجود سے خالی نہیں ہو سکتی، ہر روز اور ہر وقت نہ سہی کبھی نہ کبھی ضرور کسی پاک انسان کا گزر اس میں ہو جائے گا اور اس کی مخلصانہ نماز اور اس کا عاجزانہ رکوع و سجود اُس کا بے ریا قیام و قعود اس مسجد کو نورِ اکہی کی تجلی سے رشکِ طور بنائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتکاف کیلئے اُس مسجد کی شرط لگائی جس میں پانچوں وقت نماز جماعت کا انتظام ہو۔ (در مختار)

آیت ۶۱۔ اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ

اَحَدًا۔ (تبارک الذی، سوختہ جن)

ترجمہ۔ یہ تحقیق مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس نہ پکارو اللہ کیساتھ کسی کو یعنی سوا اللہ کے کسی کو سجدہ نہ کرو۔

فت۔ اس آیت میں اور نیز اوپر کی آیتوں میں اللہ نے مسجد کو اپنے لئے اور

اپنا فرمایا، یہ معمولی بات نہیں ہے۔ ایک عاشقِ دل سوختہ کہتا ہے۔

اذاں دم کہ یارم کس خویش خواند

دگر با کسے آشنائی نہاند

یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ مسجد اللہ کی ہے کسی کی ملک نہیں، کوئی شخص حتیٰ کہ

یابی مسجد اور اسکے وارث بھی اُس میں مالکانہ تصرفات نہیں کر سکتے، ہاں متولیانہ تصرف تو اعدائے شرعیہ کے موافق ہو سکتے ہیں۔

یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں، گو اس سجدہ میں عبادت کی نیت نہ ہو۔ یہ مسئلہ اس آیت کے سوا اور آیات سے اور نیز بہت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

۱۰۔ چند روز سے یہ مسئلہ ایجاد کیا گیا ہے کہ سجدہ عبادت تو اللہ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں مگر سجدہ تعظیمی اور فن کے لئے بھی ہو سکتا ہے، اور بڑا افسوس ہے کہ اس مسئلہ کے ایجاد کرنیوالے اپنے کو حنفی اور مقلد جامد بیان کرتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی کی تمام کتب میں نہایت تصریح کیسا تھ اس فعل کو حرام لکھا ہے اور بعض فقہانے اس کو کفر قرار دیا ہے، اور بعض کا قول ہے کہ اگر یہ نیت عبادت ہو تو کفر ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے۔ در مختار میں ہے:۔ وکن اما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدئ العلاء والعطاء فحرام والفاعل والراضی بہ اثم ان لا تہ یشبہ عبادۃ اللوثن وهل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصادا ثما مرتکبا للکبیرۃ وفي الملتقط التواضع لغير الله حرام۔ اور رد المختار میں ہے:۔ ذکر الصدقات الشہیدانہ لا یکفر بہذا السجود لانہ یرید التحیۃ وقال شمس الاثمۃ السرخسی ان کان لغير الله تعالى علی وجہ التعظیم کفر اھو قال القہستانی فی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا فی الزاہدی الا یماء بالسلام الی قرب الزکوع کالسجود فی المحيط انہ یکفر الا بخفاء للسلطان وغیرہ وظاہر کلامہم اطلاق السجود علی هذا التقبیل۔ ترجمہ دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ اور اسی طرح جاہل لوگ جو کرتے ہیں کہ علماء اور عطاء کے سامنے زمین کو بوسہ دیتے ہیں کرنیوالا اس فعل کا اور راضی ہونیوالا اس فعل سے دونوں گنہگار ہیں کیونکہ یہ فعل بت پرستی (۱۴) بقیہ عبارت علیہ پر دیکھئے



آیت ۶۲۔ سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْكَلَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ  
الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ۔

(سُبْحَنَ الَّذِي، سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ۔ پاکی ہے اُس ذات کی جو لے گیا اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)  
کو رات میں مسجد حرام یعنی کعبہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک  
جس کے گرد ہم نے برکت دی ہے۔

ف۔ اس آیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کا ذکر ہے  
روحانی معراج تو آپ کو ۳۳ بار ہوئی جیسا کہ حافظ الحدیث شیخ ابن حجر عسقلانی نے  
فتح الباری میں لکھا ہے مگر جسمانی معراج ایک مرتبہ ہوئی اسی کا بیان قرآن شریف میں ہے  
حق تعالیٰ نے سفر معراج کے دو حصے کر دیئے ہیں ایک وہ حصہ جو کعبہ سے شروع ہو کر  
بیت المقدس پر ختم ہوا جس کا بیان اس آیت میں ہے۔ دوسرا حصہ وہ جو بیت المقدس

۱۳ کے مشابہ ہو اور آیا اس کا فرہوتا ہے کہ نہیں جواب یہ ہے کہ اگر یہ نیت عبادت و تعظیم کے کرے تو کافر ہو اور اگر  
یہ نیت تخریت کے ہو تو کافر نہ ہو گا مگر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا اور ملقط میں ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کے لئے  
جھکنا حرام ہے اور صدر شہید نے ذکر کیا ہے کہ اس سجدہ سے کافر نہ ہو گا کیونکہ وہ تخریت کی نیت سے ہے  
اور شمس الائمہ شرعی نے کہا ہے کہ اگر سجدہ غیر اللہ کے لئے یہ نیت تعظیم کے ہو گا تب بھی کافر ہو جائے  
اور قسستانی نے کہا ہے کہ ظہیر یہ میں ہے کہ سجدے سے کافر ہو جائے گا خواہ کچھ نیت ہو۔ اور زاہد  
میں ہے کہ سلام میں قریب رکوع کے جھک جانا مثل سجدہ کرنے کے ہے۔ اور محیط میں ہے کہ سلاطین  
وغیرہ کے سامنے جھکنا مکروہ ہے اور فقہاء کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زمین کے بوسہ دینے  
ہی کو سجدہ کہتے ہیں مطلب یہ کہ درحقیقت جو چیز سجدہ ہے یعنی پیشانی زمین پر رکھ دینا وہ سجدہ  
نزدیک بلا اختلاف کفر ہے۔ ۱۴



جانوں کی طرف ہوا، اور اس کا اختتام خدا ہی جانے کہ کس جگہ تک ہوا۔ اس دوسرے  
کا تذکرہ سورہ نجم میں ہے مگر غمنا۔ پہلے حصہ سفر کو قرآن مجید میں جس اہتمام اور جس شان  
بیان فرمایا ہے دوسرے حصے میں وہ بات نہیں ہے، اس زیادتی اہتمام کی بہت سی  
س ہیں منجملہ ان کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس حصے کا آغاز و انجام مسجد پر ہے جو خدا کو  
ت محبوب ہے۔

**حدیث (۲۰)** عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم احب البلاد الی اللہ مساجدہا وابغض البلاد  
الی اللہ اسواقہا۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا: شہروں میں سب سے زیادہ محبوب خدا کو مسجدیں ہیں اور سب سے  
زیادہ ناپسند بازار ہیں۔

**آیت ۵۳۔** وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ  
لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا يَوْمَ تَكُم مَّقِيلَةٌ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ  
وَكِسِّرُوا يَوْمَ تَكُم مَّقِيلَةٌ۔ (يعتذرون، سورہ یونس)

ترجمہ۔ اور وحی بھی ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف کہ تم دونوں اپنی  
قوم کیلئے مصر میں گھر بنو کر وادہ اپنے گھروں کو قبلہ رو بناؤ اور نماز  
قائم کرو اور ایمان والوں کو خوشخبری سناؤ۔

۵۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے پہلے بنی اسرائیل فرعونؑ والوں  
م بنے ہوئے تھے ان کے مرد باہر کام کرتے تھے اور عورتیں اندر کام کرتی تھیں،

اکثر و بیشتر اسرائیلیوں کے پاس گھر بھی نہ تھے انھیں فرعونوں کے گھروں میں غلاموں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ اس آیت میں خدا نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ اب اپنی قوم کو فرعونوں کے گھروں سے نکالو اور ان کے لئے علیحدہ گھر بناؤ، اور گھروں کے متعلق حکم دیا کہ قبلہ رو بناؤ اور نماز قائم کرو۔ گھر قبلہ رو بنانے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی حصہ گھر کے اندر قبلہ رو بنا دیا جائے، جس اصطلاح فقہاء میں مسجد کہتے ہیں۔ یہ حکم ہماری شریعت میں بھی باقی ہے۔ کتب فقہ میں ہے کہ ہر مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ اپنے گھر میں مسجد البیت بنائے، فرما مسجد میں پڑھا کرے اور نوافل و سنتن مسجد البیت میں۔ مسجد البیت اس لئے بھی عورتیں اور معذور لوگ وہیں نماز و جماعت قائم کریں۔ ردالمحتار کی کتاب البیت میں ہے :-

”مسجد البیت ای موضع اعد للسان والنوافل بان  
یتخذ له محراب وینظف ویطیب کما امر به  
صلی اللہ علیہ وسلم فہذا مندوب لكل مسلم کما  
فی الکرمانی وغیرہ قہستانی“

اس آیت میں مسجد بنانے کا حکم دینے کے بعد نماز قائم کرنے کیلئے ارشاد ہے۔  
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز قائم کرنے کیلئے مسجد کی بھی ضرورت ہے۔

نماز کے چوبدار یعنی اذان کی فضیلت :-

آیت ۶۲ - وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا

هٰذَا وَلَٰعِبَاءُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ ط

(لا یحب اللہ، سورۃ مائدہ)

ترجمہ :- اور جب پکارتے ہو تم نماز کی طرف یعنی اذان دیتے ہو تو بتاتے ہیں اس کو ہنسی کھیل، یہ سب اسکے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔

ف۔ اس آیت سے پہلے حکم دیا ہے کہ اے مسلمانو اگر تم سچے مومن ہو تو جو لوگ بے دین کے ساتھ مسخر اپن کرتے ہیں ان سے دوستی نہ کرو، اور اس آیت میں بطور مثال ان کے تمسخر کرنے کا ذکر کیا۔ معلوم ہوا کہ اذان دین ہے، اور خدا کو اس قدر محبوب ہے کہ ان کے ساتھ تمسخر کرنے والوں سے سخت ناخوشی ظاہر کی اور ان کو بے عقل فرمایا۔  
چوتھا وصل :-

زکی ترمیمی آیتیں :-

قرآن عظیم میں جس طرح نماز کی ترغیب کا اہتمام کیا گیا ہے اسی طرح تحویف و ترہیب کی انتہا تک پہنچا دیا گیا ہے۔ ایمان والے اس تحویف کو دیکھ کر کانپ اٹھتے ہیں چند نہیں مثال کے طور پر یہاں لکھی جاتی ہیں یہ بھی نماز کی ہمیشہ خصوصیت ہو کہ قرآن کریم نے ان کی ترغیب بھی انتہا کو پہنچا دی اور ترہیب بھی انتہا کو۔

ان اور نبی کا فیض نمازیوں کے لئے مخصوص ہے :-

آیت ۶۵۔ اَلَمْ هٰذَا الَّذِیْ اَلْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی  
لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ



وَمِمَّا زَكَّاهُمْ يَفْقَهُونَ (الم، سورۃ بقرہ)

ترجمہ۔ الم۔ یہ کتاب ایسی ہو کہ نہیں کچھ شک اس میں ہدایت ہر متقیوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر اور قائم کرتے ہیں نماز، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ف۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف بے نمازیوں کے لئے بلکہ نماز قائم نہ کرنے والوں کے لئے ہدایت نہیں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ متقی نہیں ہیں۔

آیت ۶۱۔ طس۔ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔

(وقال الذين، سورۃ نمل)

ترجمہ۔ طس۔ یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی ہدایت اور خوشخبری ہیں اُن ایمان والوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ف۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن بے نمازیوں کو نہ ہدایت کرتا نہ ان کو کوئی خوشخبری سناتا ہے، یہ دونوں نعمتیں اس مبارک کتاب کی نعمتوں کے لئے مخصوص ہیں۔

آیت ۶۲۔ الم۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ (راتل ما ادعی، سورۃ لقمان)

مجاہد ابن جبر، عطاء بن  
ابن رباح - عکرمہ - فاطمہ  
بن قیسان السیاح  
سفیر ابن جبر

ترجمہ۔ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی ہدایت و رحمت ہیں ان  
نیکو کاروں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت  
پر یقین رکھتے ہیں۔

ف۔ اس آیت میں قرآن کی ہدایت و رحمت دونوں کو نمازیوں کے لئے

مخصوص فرمایا ہے۔

آیت ۶۸۔ اِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ  
بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَرَكَ فَاِنَّهَا تَزَكِي  
لِنَفْسِهِ وَاِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمَى وَالْبَصِيرُ  
وَالْاُظْلُمُتُ وَالْاُنُورُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْخُرُورُ وَمَا  
يَسْتَوِي الْاَحْيَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللَّهَ يَسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ  
وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ اَنْتَ اِلَّا نَذِيرٌ۔  
(ومن یقنت، سورہ فاطر)

ترجمہ۔ اے نبی! سوا اسکے نہیں کہ آپ صرف انہیں لوگوں کو ڈرنا سکتے ہیں  
یعنی ادب سکھا سکتے ہیں جو اپنے پروردگار سے غائبانہ خوف رکھتے ہوں اور  
انہوں نے نماز قائم کی ہو اور جو شخص پاکی حاصل کرے وہ اپنے ہی لئے پاکی  
حاصل کر رہا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جاتا ہے، اور نہیں برابر ہو سکتے  
اندھے اور آنکھ والے اور تاریکیاں اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ  
اور نہیں برابر ہو سکتے زندے اور مرے یہ تحقیق اللہ سنا سکتا ہے جس کو چاہے  
مگر آپ نہیں سنا سکتے ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں، سوا اسکے نہیں کہ آپ

مخاطب نماز  
سید ابن سلیمان

ڈرانے والے ہیں۔

فت۔ ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے صاف صاف بتلادیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض خدا سے ڈرنے والوں اور نماز قائم کرنے والوں کے لئے مخصوص ہے پھر اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ نبی کی ہدایت سے بے ڈر اور بے نمازی کیوں محروم ہیں۔ اس آیت کے سلسلہ میں چند اوصاف جلیلہ نماز کے اور بھی معلوم ہوئے۔

اول نماز بنیائی ہے اور بے نمازی نابینا ہیں۔

دوم نماز نور ہے بے نمازی تاریکی، بلکہ تاریکیوں میں ہیں۔

سوم نماز سایہ ہے بے نمازی گرمیوں کی دھوپ میں ہیں۔

چہارم نماز حیات ہے بے نمازی مردہ ہیں۔

فرمایا کہ اے نبی ایسے مردے کو جو قبر میں دفن ہو چکا ہو، اور تمام اوصاف مذکورہ سے محروم ہو سنا اور ہدایت پر لے آنا آپ کی طاقت اور آپ کے منصب سے بالاتر ہے، یہ کام تو خدا ہی کر سکتا ہے۔ ان آیات میں جن دو وصفوں پر اپنے نبی کا فیض منحصر کیا، یعنی خدا سے ڈرنا اور نماز قائم کرنا انھیں دو وصفوں کو سورہ یسین میں ان لفظوں سے تعبیر فرمایا ہے:۔

”اِنَّكَ تَنْتَظِرُ مَنْ اتَّبَعَ الَّذِي كَرِهَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ“

یعنی اے نبی آپ صرف انھیں لوگوں کو ادب دے سکتے ہیں جو ذکر کی پیروی

کریں، اور رحمن سے غائبانہ خوف رکھیں۔

معلوم ہوا کہ ذکر کی پیروی کرنے سے نماز قائم کرنا مراد ہے اور نماز کو ذکر کی پیروی کہتے ہیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز اصل وہ ہے جو نمازی پر ایسی حاوی ہو جائے کہ نمازی کی باگ اسکے ہاتھ میں ہو اور وہ نماز کا پیرو کہا جائے۔



# نمازیں سستی و غفلت کے ایمانی کی علامت ہے :-

آیت ۶۹ - وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ فَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ  
إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يُظَنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ رَبَّهُمْ -

(الم، سورۃ بقرہ)

ترجمہ - اور مدد مانگو ہم سے بذریعہ صبر کے اور نماز کے اور یہ تحقیق نماز یقیناً  
بھاری ہو مگر ان ڈرانے والوں پر بھاری نہیں جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے  
رب کے ملنے والے ہیں قیامت میں -

ف معلوم ہوا کہ نماز کے بھاری معلوم ہونے کی وجہ عقیدہ قیامت کا یقین نہ ہونا ہے  
اور جس کے دل میں قیامت کا یقین نہ ہوا اس کے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے -

آیت ۷۰ - وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ  
وَهُمْ عَلَى صَلَواتِهِمْ يُحْفَظُونَ - (واذا سمعوا، سورۃ انعام)  
ترجمہ - اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ قرآن پر ضرور ایمان لاتے ہیں  
اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں -

ف معلوم ہوا کہ نماز کی حفاظت میں کوتاہی کرنا قصور ایمان کا نتیجہ ہے -

آیت ۷۱ - إِنَّ الشَّافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ  
وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالًا يُرَآؤُنَ النَّاسَ وَلَا  
يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا - (المحمت، سورۃ نساء)

ترجمہ - یہ تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ ان کو دھوکا دے رہا ہے

اور یہ لوگ جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لئے تو سُستی کیساتھ کھڑے ہوتے ہیں  
لوگوں کو دکھانا چاہتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

ف۔ معلوم ہوا کہ نماز میں سُستی کرنا اور نماز میں دل نہ لگانا منافقوں کا شیوہ ہے۔  
سورہ توبہ میں یہی مضمون اس عبارت میں بیان فرمایا گیا ہے:-

”وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنْهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ  
وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ  
إِلَّا وَهُمْ كَرِهُونَ ط“ (ترجمہ) اور ان کی خیرات کے قبول ہونے سے  
مانع یہ ہے کہ انھوں نے (دل میں) کفر کیا ہے اللہ کیساتھ اور اس کے  
رسول کے ساتھ اور نماز کو نہیں آتے، مگر کاہلی کرتے ہوئے اور راہِ خدا  
میں بے دلی سے خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت سے علاوہ اسکے کہ نماز میں سُستی کرنا شیوہ کفار و منافقین معلوم ہوا یہ  
ظاہر ہوا کہ نماز میں سُستی کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

نماز نہ پڑھنا یا خراب پڑھنا کافرانہ فعل ہے:-

آیت ۷۲۔ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا  
مُكَاةً وَتَصَدِيَةً وَقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ  
تَكْفُرُونَ۔ (قال الملاء، سورہ انفال)

ترجمہ۔ اور نہ تھی نماز ان کی کعبہ کے پاس مگر سیٹی بجانا اور تالی  
بجانا پس چکھو تم عذاب بسبب اسکے کہ کفر کرتے تھے۔

ف۔ اس آیت میں کفار مکہ کی بُرائی بیان ہو رہی ہے کہ وہ نماز میں سیٹی بجاتے اور تالی بجاتے تھے، معلوم ہوا کہ اس قسم کے حرکات نماز میں منع ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی خراب نماز پڑھنا کافروں کا فعل ہے۔

آیت ۳۷۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ط وَتِلْهُ  
يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ۔ (تبارک الذی سورۃ والمرسلہ)  
ترجمہ۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے خرابی ہو  
اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

ف۔ اس آیت میں کافروں کا حال بیان ہو رہا ہے، معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کیلئے  
کسی سے کہا جائے اور وہ نہ پڑھے تو اُس نے ایک کافرانہ کام کیا پھر اس کو مکذب کی لفظ  
تعبیر کرنا عجب سخت تہدید ہے۔

ایمان نمازیوں میں منحصر ہے۔

آیت ۴۷۔ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا  
بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ  
تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا  
وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ  
لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ مَّجْزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

راقل ما اوحی، سورۃ سجدہ

ترجمہ۔ ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر وہی لوگ کہ جب اُن کو نصیحت



کی جائے آیات الہی سے تو گرجائیں سجدہ کرتے ہوئے اور تسبیح پڑھیں اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اور وہ برائی نہیں کرتے، جدا ہو جاتے ہیں پہلو ان کے خوابگاہوں سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرا اور امید کے ساتھ اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پس نہیں جانتا کوئی شخص کہ کیا چھپا رکھا گیا ہے ان لوگوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے بدلا اس کام کا جو وہ کرتے تھے۔

ف۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے مومن کی دو علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ آیات الہی شکر اس کے دل میں عبادت الہی کا شوق پیدا ہو۔ دوم یہ کہ جب سونے کا وقت ہو تو وہ اپنے بستر سے جدا ہو کر اپنے پروردگار کی یاد میں مشغول رہتا ہو۔ یہ صفت تین نمازوں پر صادق آتی ہے سب سے اعلیٰ درجہ کی نماز تہجد پر اس کے بعد نماز فجر پر اس کے بعد نماز عشاء پر یہ دونوں علامتیں جس میں پائی جائیں جن کا ماحصل نماز کا شوق و ذوق اسی میں ایمان کو منھصر کر دیا۔

آیت ۷۵۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (سورۃ انفال)

ترجمہ۔ مومن وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈرجائیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جائیں تو

وہ آیتیں اُن کا ایمان بڑھادیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں یعنی وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے مرتبے ہیں ان کے پروردگار کے پاس اور بخشش ہر اور عزت کی وزی ہے۔

ف۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی تین علامتیں بیان فرمائی ہیں :- اول یہ کہ ذکرِ الہی شکرِ دل میں اُن کے خوف پیدا ہو۔ دوسرے یہ کہ آیاتِ شکر اُن کے نورِ ایمان میں ترقی ہو جائے جس طرح مشعل پر روغن ڈالنے سے روشنی بڑھ جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ اور اس کے بعد ان تینوں صفتوں کا انحصار نماز قائم کرنے والوں، زکوٰۃ دینے والوں میں کر دیا، اور آخر میں یہ بھی تصریح کر دی کہ سچے مومن یہی ہیں۔

تحقیق۔ اس آیت میں سچے مومن کی لفظ نے اس اختلاف کا فیصلہ کر دیا جو تارکِ صلوٰۃ کے کفر میں ائمہ مجتہدین سے منقول ہے معلوم ہوا کہ جس نے تارکِ صلوٰۃ کو کافر کہا اُس نے ایمان کامل کی نفی کی ہے۔ علامہ ابن قیم حنبلی نے اپنے رسالہ ”کتاب الصلوٰۃ“ میں اس کی خوب تحقیق کی ہے کہ کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کفر مجہود۔ دوسرے کفر عملی۔ بے نمازی کو جس نے کافر کہا ہر اُس نے کفر عملی مراد لیا ہو۔

نماز سے غفلت کرنا والوں کیلئے دلیل اور غی :-

آیت ۷۷۔ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ

سَاهُونَ ۝ (عمر، سورۃ ماعون)



ترجمہ۔ پس ویل ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت کرنے والے ہیں۔

ف۔ اس آیت میں بے نمازیوں کے لئے نہیں بلکہ نماز سے سہو و غفلت کرنے والوں کے لئے لفظ ویل استعمال ہوا ہے۔ اُن کو مصلیٰ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں، جرم اُن کا ترک نماز نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ نماز سے غفلت کرتے ہیں، یعنی نماز میں دل نہیں لگاتے، اُسکے آراستہ کرنے کی سعی نہیں کرتے۔

ویل کے معنی لغت میں خرابی، بربادی، تباہی، ہلاکت ہیں۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جہنم کے ایک وادی کا نام ویل ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کافروں کے واسطے آیا ہے جیسا کہ چوتھیں آیت میں منقول ہوا ہے۔ پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ کہ آیت سے اوپر کذب قیامت کا تذکرہ ہے اُسی پر تفریح کر کے نماز سے غفلت کا ذکر فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز سے غفلت کرنا تکذیب قیامت کا ثمرہ ہے۔ معاذ اللہ من ذلک۔

— آیت ۷۷ — فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ  
وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيَاثًا

(قال الماقل، سورة مريم)

ترجمہ۔ پھر پیچھے آئے اُن کے کچھ لوگ کہ ضائع کیا انھوں نے نماز کو اور پیروی کی انھوں نے خواہشوں کی پس اب ملیں گے وہ غی سے۔

ف۔ غی کے معنی گمراہی کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں یہ دونوں باتیں کسی قوم میں پیدا ہوئی وہ قوم گمراہ ہوئی۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ غی جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔



اور مطلب یہ ہے کہ نماز ضائع کرنے والے اس وادی میں پڑینگے۔  
 نماز کے ضائع کرنے کے بہت سے مدارج ہیں، وقت مستحب کی رعایت نہ کرے  
 یہ بھی ضائع کرنا ہے، جماعت اور مسجد کی پابندی نہ کرے یہ بھی ضائع کرنا ہے۔ نماز میں  
 دل نہ لگائے، خشوع اور خضوع کی حالت پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے یہ بھی ضائع  
 کرنا ہے۔

یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ پہلا جرم نماز کے ضائع کرنے کو قرار دیا، خواہش  
 کی پیروی کو اس کے بعد ذکر فرمایا، یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگر وہ نماز ضائع نہ کرتے تو  
 دوسرا جرم ان میں پیدا ہی نہ ہو سکتا تھا، کیونکہ نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے، جیسا کہ  
 بائیسویں آیت میں بیان ہو چکا۔

تنبیہ۔ اس آیت پر غائر نظر ڈالنے سے اقوام کی ترقی و تنزل کا قانون معلوم  
 ہوتا ہے اور صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جب کوئی قوم تباہ ہوتی ہے تو انھیں دو جرموں کے  
 سبب سے، اب مسلمانوں کی حالت دیکھو کہ ان میں بھی یہی دونوں عیب پیدا ہو گئے ہیں، پھر  
 بھلا ان پر تباہی و بربادی نہ آئے تو کیا ہو۔  
 پانچواں وصل:۔

## نماز کے مسائل کی آیتیں:۔

قرآن کریم میں نماز کے متعلق جہاں اور سب اہتمام کئے گئے ہیں ایک اہتمام  
 یہ بھی ہے کہ نماز کے مسائل بھی بیان فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ اوپر کی آیتوں میں جا بجا  
 نماز کے مسائل کا ذکر آچکا ہے اب یہاں خاص کر چند آیتیں درج کی جاتی ہیں۔

آیت ۷۸۔ وَيَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ  
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ  
كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ۔

(تبارک الذی، سورہ قلم)

ترجمہ جس دن پنڈلی کھولی جائے گی (یعنی وہ بڑی مصیبت پیش  
آئے گی جس کو قیامت کہتے ہیں) اور بلائے جائیں گے سب حاضرین منبر  
سجدہ کے لئے پس کچھ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے، اُن کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی  
رسوائی اُن پر چھا رہی ہوگی، اور (وجہ اس کی یہ کہ) وہ بلائے جاتے تھے  
سجدہ کے لئے جبکہ وہ (دنیا کی زندگی میں صحیح) سالم تھے۔

ف۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے بے نمازیوں کی بڑی رسوائی بیان فرمائی ہے  
کہ قیامت کے دن سب لوگ خدا کو سجدہ کریں گے مگر بے نمازی سجدہ نہ کر سکیں گے  
اُن میں سجدہ کرنے اور جھکنے کی قوت ہی نہ ہوگی۔ الامان الامان اُس بھرے مجمع میں  
کیسی رسوائی ہوگی، اور وجہ اس رسوائی کی یہ ہے کہ دنیا میں اُن سے نماز کے لئے  
کہا جاتا تھا مگر انھوں نے نہیں پڑھی معالم التنزیل میں ہے کہ:۔ قال ابراہیم  
الشیخی یعنی الی الصلوٰۃ المکتوبۃ بالاذان والاقامۃ وقال سعید  
بن جبیر یسمعون حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح فلا یجیبون یعنی  
ابراہیم تمہی کہتے ہیں کہ ان کو فرض نماز کے لئے اذان اور تکبیر کے ذریعے بلایا جاتا تھا

۱۔ یہ عرب کا خاص محاورہ ہے کہ پنڈلی کھولی گئی یعنی سخت مصیبت پیش آگئی ۲۔

اور وہ نہ آتے تھے۔ اور سعید بن جبیر نے کہا کہ ”حی علی الصلوٰۃ“ ”حی علی الفلاح“ کی آواز سنتے تھے مگر نماز کے لئے نہ آتے تھے وقال کعب الاحبار والله ما نزلت هذه الآية الا في الذين يتخلفون عن الجماعات یعنی کعب احبار نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے یعنی وہ بے نمازی نہ تھے، تارک جماعت تھے۔

نکتہ۔ اس آیت سے یہ امر بھی مستنبط ہوتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

حدیث (۲۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ أَعْمَالِهِ الصَّلَاةُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَانجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ (ابوداؤد)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز درست نکلی تو اس کو فلاح و کامیابی ملے گی اور اگر نماز خراب نکلی تو خسارے میں رہے گا۔

روزِ مجشر کہ جاں گداز بود  
اولیں پُرسشش نماز بود



## جماعت کا اہتمام اور اسکی تاکید :-

آیت ۷۹ - وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا

مَعَ الرَّائِعِينَ۔ (الم، سورۃ بقرہ)

ترجمہ - اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔

ف - اس آیت کے پہلے بنی اسرائیل کو حکم ملا ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لاؤ اور آپ یہ ارشاد ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرو اور اس کے بعد فرمایا کہ رکوع کرنیوالوں کے ساتھ مل کر رکوع کرو یعنی جماعت سے نماز پڑھو۔

معلوم ہوا کہ جماعت نہایت ضروری چیز ہے۔ ہمارے مذہب حنفی میں بھی صحیح قول یہی ہے کہ جماعت واجب ہے۔ (دیکھو علم الفقہ جلد دوم)

آیت ۸۰ - وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ

طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا بِأَسْلِحَتِهِمْ فَاذْأَسْجِدُوا

فَلْيَكُونُوا مِنكُمْ وَرَأَيْكُمْ وَلْتَاتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ

يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ۔ (المحنت، سورۃ نساء)

ترجمہ - اور اے نبی جب آپ ان (کے ساتھ میدان جنگ) میں

موجود ہوں اور ان کی نماز قائم کریں تو چاہئے کہ کچھ لوگ ان میں سے

آپ کے ساتھ نماز میں کھڑے ہو جائیں اور وہ لوگ اپنے ہتھیار

(نماز کے اندر بھی) لئے رہیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر چکیں یعنی ایک رکعت

آپ کے ہمراہ پڑھ لیں تو وہ آپ لوگوں کے پیچھے چلے جائیں اور چاہئے  
کہ دوسرے لوگ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی آکر آپ کے ہمراہ  
نماز پڑھیں۔

فت۔ جماعت کا اہتمام اور اس کی تاکید اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ ایسے  
نازک موقع میں جہاں جان کی بازی لگی ہو اور لڑائی کے شعلے بھڑک رہے ہوں  
وہاں بھی جماعت کے قائم کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور وہ بھی اس طور پر کہ  
ایک ہی جماعت ہو۔ لشکر کے دو حصے کر دیئے جائیں، امام ایک حصے کو لبیک  
میدان سے ہٹ جائے اور آدھی نماز اس کے ساتھ پڑھے، پھر یہ حصہ دشمن کے  
مقابلے پر چلا جائے اور امام بیٹھا ہو اور دوسرے حصے کا انتظار کیا کرے، جب  
دوسرا حصہ آجائے تو بقیہ آدھی نماز اس کے ساتھ پڑھے اور سلام پھیر دے  
اور یہ دونوں حصے اپنی چھوٹی ٹھوٹی نماز پوری کر لیں۔ دیکھو محض جماعت کے لئے  
بلکہ اس لئے کہ دو جماعتیں نہ ہوں نماز کے اندر چلنا پھرنا، قبلہ سے منحرف ہو جانا  
ضرورت پڑ جائے تو نماز ہی کے اندر لڑنا امام کا بجائے اس کے کہ قیوم تھا تابع  
بن جانا یعنی مقتدیوں کے انتظار میں آدھی نماز پڑھ کر بیٹھا رہنا یہ سب کچھ جائز  
کر دیا گیا مگر اس کی اجازت نہ ملی کہ تنہا نماز پڑھ لو، یا دو جماعتیں یکے بعد دیگرے  
کر لو۔

اس آیت سے کئی مسئلے بھی جماعت کے متعلق معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ امام کو  
فرمایا کہ مقتدیوں کے لئے نماز قائم کرتا ہے معلوم ہوا کہ امام اصل چیز ہے مقتدی اس کے  
تابع ہیں۔ مقتدیوں کو ہر کام امام کے ساتھ کرنا چاہئے۔ امام کی نماز اگر کسی وجہ سے



فاسد ہو جائے گی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ دُوم یہ کہ نظم جماعت درست کرنے کے لئے بوقت ضرورت فعل کثیر بھی جائز ہے مثلاً ایک مقتدی امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اب دوسرا آگیا تو امام کا آگے بڑھ جانا، اُس مقتدی کا پیچھے ہٹا لیا جانا، اور مثلاً ایک صفت پوری ہو چکی تھی اب ایک مقتدی اور آگیا اسی حالت میں حکم ہے کہ وہ تنہا نہ کھڑا ہو بلکہ اوپر کی صفت سے کسی کو کھینچ لے یہ بھی فعل کثیر ہے مگر نظم جماعت کی اصلاح کے لئے ہے لہذا جائز ہوا۔

آیت ۸۱۔ يَمْزِيحُ آفَاتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدْ وَاقِفٌ

مَعَ الرَّاٰكِعِيْنَ ۝ (تلك الرسل، سورۃ آل عمران)

ترجمہ۔ اے مریم فرمانبرداری کرو اپنے رب کی اور سجدہ کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

ف۔ اس آیت میں بیان فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا، معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اگلی شریعتوں میں تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا چاہئے، فرق صرف اس قدر ہے کہ عورتوں کے لئے چونکہ ستر کی بڑی تاکید ہے اور نا محرم مردوں کو دیکھنے یا دکھانے کی سخت ممانعت قرآن مجید میں ہے اسلئے اُن پر جماعت واجب نہیں اور اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ ستر کا انتظام ہو سکے۔

نکتہ (۱) حضرت مریم کو فرمایا کہ رکوع کرنے والوں کیساتھ رکوع کرو یہ نہ فرمایا کہ رکوع کرنے والیوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی راکعین بصیغہ مذکر ارشاد ہوا



راکعات نہ فرمایا، اس میں لطیف اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ عورتوں کی جماعت کسی مرد کے پیچھے ہونی چاہئے۔

(۲) جماعت کو رکوع کے ساتھ تعبیر کرنے میں جیسا کہ اس آیت میں اور نیز اوپر کی آیت میں ہے لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ جماعت کا رکوع رکوع ہے جس کو رکوع مل گیا پوری رکعت مل گئی، جس کا رکوع فوت ہوا گو قومہ وغیرہ مل گیا پوری رکعت فوت سمجھی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کے ہر ٹکڑے یعنی قیام و رکوع قومہ و سجدہ اور جلسہ کے مجموعہ کا نام رکعت رکھا گیا۔ رکعت اور رکوع دونوں مصدر ہیں دونوں کے معنی ایک ہیں۔

نماز کا علم حاصل کرنے کی ترغیب اور یہ کہ تمام کائنات نماز میں مشغول ہے۔

آیت ۸۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفًّا مِّمَّنْ قَدْ عَلِمَ صَلٰوٰتَهُ وَتَسْبِيحَهُ

۱۔ فقط عورتوں کی جماعت میں یعنی یہ کہ امام بھی عورت ہو ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے امام شافعی امام احمد و حنبلی کہتے ہیں امام مالک بالکل منع کرتے ہیں امام اعظم فرماتے ہیں مجھے پسند نہیں یہ ایک بہت متوسط و معتدل قول ہے۔ امام محمد ”کتاب الآثار“ میں لکھتے ہیں:-

قال محمد لا يعجبنا ان تؤم المرأة فان فعلت قامت في وسط النساء  
كما فعلت عائشة وهو قول ابي حنيفة مكرهة حنفی کی کتابوں میں عورتوں کی  
جماعت کو مکروہ لکھا ہے۔ ۱۲۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔ (قد افلح، سورۃ نور)

ترجمہ۔ اے نبی کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بتحقیق اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں تمام وہ لوگ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور پرندے بھی صفت باندھ کر سب نے علم حاصل کر لیا ہے اپنی نماز کا اور اپنی تسبیح کا، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

ف۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، قرآن مجید میں جا بجا اس کے اشرف و اعلیٰ ہونے کا ذکر ہے لہذا انسان کو غیرت دلائی جا رہی ہے کہ دیکھ تیرے سوا جتنی مخلوق ہے سب نماز میں مشغول ہے، اور ہر مخلوق کو اپنی اپنی نماز و تسبیح کا علم حاصل ہے، تجھ سے کم درجے کی مخلوق تو نماز پڑھے اور تو غافل ہے۔ نماز کا علم ایک بڑی جامع اور وسیع لفظ ہے، نماز کے مسائل ضروریہ کا علم بھی اس میں آگیا، نماز کے اذکار کا علم بھی اس میں آگیا، نماز میں احسان کی صفت پیدا کرنے کا علم بھی اس میں آگیا، جب تک یہ سب علم کسی کو حاصل نہ ہوں اس کو نماز کا عالم نہ کہیں گے، دوسری مخلوقات کو تو نماز کا علم بلکہ تمام وہ علوم جن کے وہ محتاج ہیں فطری طور پر عنایت ہوتے ہیں سیکھنے سکھانے کی حاجت نہیں ہوتی مگر انسان کے لئے خداوند علیم و حکیم نے ان علوم کو سیکھنے سکھانے پر موقوف رکھا ہے۔ نماز اور تسبیح کو ان مخلوقات کی طرف منسوب کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کی نماز کا طریقہ انسان کی نماز سے جداگانہ ہے۔

پرندوں کے لئے صفت باندھنے کا ذکر فرمایا، معلوم ہوا کہ صرف نماز ہی نہیں بلکہ جماعت کا بھی ان کو التزام ہے۔

آیت ۸۳۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ  
فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا  
تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

(سبحان الذی سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ۔ پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کی ساتوں آسمان اور زمین اور وہ چیزیں  
جو ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی پاکی اس کی تعریف کیساتھ  
نہ بیان کرتی ہو، مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو، بیشک اللہ بربار اور  
بڑا بخشنے والا ہے۔

ف۔ اس آیت میں ایک خاص بات دیکھنے کی یہ ہے کہ بعض لوگ جو ان آیات  
کی جن میں غیر ذی روح یا غیر ذی عقل مخلوقات کی تسبیح و نماز کا ذکر ہے تاویل کرتے ہیں اور  
کہتے ہیں کہ تسبیح و نماز کے معنی حقیقی مراد نہیں بلکہ زبان حال کی تسبیح مراد ہے یعنی یہ کہ ان کی  
حالت بتا رہی ہے کہ ان کا پیدا کرنے والا بہ ہمہ صفت موصوف اور تمام نقائص سے  
پاک ہے جس طرح کوئی مکان یا کوئی زیور بہت عمدہ بنا ہو تو کہتے ہیں کہ یہ مکان یا زیور  
اپنے بنانے والے کی کاریگری بیان کر رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ مکان  
یا وہ زیور درحقیقت بول رہا ہے بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اُس مکان اور زیور کو دیکھ کر  
ہر شخص اس کے صانع کی کاریگری سمجھ لیتا ہے۔ اس تاویل کو اس آیت نے رد کر دیا  
کیونکہ آیت میں فرمایا کہ تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، اور ان تاویل کرنے والوں کی بیان  
کی ہوئی تسبیح تو ہر شخص سمجھ لیتا ہے بلکہ اسی سمجھ لینے ہی کا نام انھوں نے تسبیح رکھا ہے۔  
قرآن کریم کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آیت کی تاویل



خلافت مرضی متکلم جلّ شانہ کرنا چاہے تو وہ خود ہی اس کو رد کر دیتا ہے۔ لہٰذا رَیْب  
فیہ اس کی شان ہے۔

اے کتاب عزیز ہم تیری سب باتوں پر ایمان لائے اور تیرے تمام احکام کو  
ہم نے دلی رضا و رغبت کیساتھ قبول کیا اور کسی تاویل کرنے والے کی نامقبول تاویل  
سے ہم راضی نہیں ہیں فَاشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔

## نماز کے اوقات :-

قرآن مجید میں خداوند حکیم و خیر نے یہ بتلا کر کہ نماز کے لئے اوقات مقرر ہیں  
ان کی پابندی ضروری ہے جیسا کہ چھٹی آیت میں بیان ہوا تفصیل و توضیح کو او  
اوقات کی ابتدا و انتہا کی تحدید کو سنت کے حوالہ کر دیا ہے مگر پھر بھی بہت سی  
آیتوں میں اجمالی بیان اوقات نماز کا ملتا ہے۔ چنانچہ پندرھویں آیت میں  
گذر چکا اور چند آیتیں یہاں لکھی جاتی ہیں :-

آیت ۸۴۔ فَسُبْحَنَ اللّٰهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ  
تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ  
وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ (اتل ما اوحی سورہ روم)  
ترجمہ۔ پس پاکی بیان کرو اللہ کی جس وقت کہ شام کرتے ہو تم  
اور جبکہ صبح کرتے ہو اور اللہ ہی کے لئے تعریف آسمانوں میں و  
زمین میں اور پاکی بیان کرو اس کی (تیسرے پہر اور جبکہ  
ظہر کا وقت پاؤ۔

فت۔ اس آیت میں چار لفظیں بیان اوقات کے لئے مستعمل ہوئیں :- اول لفظ  
 مسا۔ دوم لفظ صبح۔ سوم لفظ عشی چہارم لفظ ظہر۔ صبح اور ظہر کا لفظ تو بالکل صاف ہے۔  
 رہا لفظ عشی انیسویں آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ بیان ہو چکا اس سے  
 ظاہر ہے کہ عشی دن کے آخری حصے کو کہتے ہیں جس کے بعد آفتاب حجاب میں چلا جاتا ہے،  
 یعنی غروب ہو جاتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ عشی سے عصر کا وقت مراد ہے، اب ایک لفظ  
 مسا دہائی ہے۔ ائمہ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ لفظ مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کے وقت کو  
 شامل ہے قال نافع بن الارزق لابن عباس هل تجد صلوة الخمس في القرآن  
 قال نعم وقرأ هاتين الايتين وقال جمعت الاية الصلوات الخمس (معالم)  
 یعنی نافع بن الارزق نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ نے پانچ اوقات  
 نماز کے کہیں قرآن میں بھی دیکھے ہیں انھوں نے کہا ہاں اور یہی دونوں آیتیں پڑھیں،  
 اور فرمایا کہ اس آیت میں پانچوں وقت نماز کے جمع ہیں اوقات نماز کے درمیان میں  
 یہ فرمانا کہ اللہ ہی کے لئے ہے تعریف آسمانوں میں اور زمین میں دو مطلب ظاہر  
 کر رہا ہے :- اول یہ کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ ہمیں ایک عبادت کرنے والے اللہ کے ہیں  
 بلکہ آسمانوں میں اور زمین میں بے تعداد مخلوق خدا کی عبادت میں مشغول ہے۔ دوسرے  
 یہ کہ صبح شام عبادت کرنے کا معمول صرف تمہارے لئے نہیں بلکہ آسمان و زمین کی  
 تمام مخلوق کے لئے ہے۔

آیت ۸۵۔ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ  
 قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ  
 قَرَادُ بَارَ السُّجُودِ (حکم، سورہ قاف)



ترجمہ۔ پس صبر کیجئے اے نبیؐ اُن باتوں پر جو کفار کہتے ہیں اور پاکی بیان  
کیجئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ قبل نکلنے آفتاب کے اور قبل ڈوبنے  
کے اور کچھ حصہ میں رات کے پاکی بیان کیجئے اُس کی اور چھ سجدوں کے۔

ف۔ اس آیت میں بعض مفسرین کے نزدیک نماز ظہر کا بیان نہیں ہے آفتاب کے  
طلوع سے قبل فجر کی نماز ہوئی اور غروب سے پہلے عصر کی نماز ہوئی اور رات میں دو نمازیں  
ہوئیں مغرب و عشاء۔ اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قبل غروب کی لفظ دو نمازوں کو شامل ہے  
ظہر اور عصر کو، اس صورت میں آیت پانچوں وقت کے بیان پر شامل ہے۔

یہ جو فرمایا کہ چھ سجدوں کے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب سب سجدے ختم  
ہو چکیں تو سلام سے پہلے کچھ تسبیح ہونی چاہئے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اس حکم کی تعمیل کے لئے قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ میں تشہد وغیرہ کی تعلیم فرمائی، قعدہ اخیرہ  
نماز میں فرض ہے۔ اور دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ سجدوں کے بعد یعنی پوری نماز  
ختم کر کے سلام پھیر کر کچھ تسبیح پڑھیں یہی مطلب اکثر تفسیروں میں لکھا ہے، اور احادیث  
میں نماز کے بعد تسبیحات کی خصوصاً تسبیح زہرا کی خاص طور پر تعلیم کی گئی مگر نماز کے بعد  
کسی تسبیح کے واجب ہونے کا کوئی قائل نہیں، اور آیت میں صیغہ امر بالالتفاق  
اپنے اصلی معنی یعنی وجوب ہی میں مستعمل ہے۔ پھر اس آیت کو کسی نے خبیثہ رسالت  
بھی نہیں قرار دیا، نہ بے دلیل کسی حکم شرعی کو خبیثہ قرار دینا جائز ہے، اور نیسویں  
مطلب یہ ہے کہ فرائض کے بعد کچھ سنن و نوافل بھی پڑھو۔

اس آیت میں پہلے صبر کا حکم دے کر نماز کی تعلیم دینا اُسی مضمون کی توضیح ہے  
جو ستائیسویں آیت میں بیان ہوا کہ صبر اور نماز کے ذریعے سے مدد مانگو خدا تمہارے



دشمنوں کو نامراد رکھے گا۔

اس آیت کے بعد علی الاتصال قیامت کا تذکرہ ہے اور ایک عجیب انداز سے کہ  
وَأَسْمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ يَعْنِي كَانِ رَكْعَتَيْنِ كُوشُنِ جَائِ  
اُس دن کے لئے جس دن پکارنے والا قریب مقام سے پکارے گا یعنی قیامت کے دن کا  
یقین ایسا کامل کرے کہ گویا ہر وقت آواز صور کی طرف دھیان لگا رہے۔ نماز کا او  
عقیدہ قیامت کا تعلق اوپر بیان ہو چکا ہے۔

آیت ۸۶۔ وَأَصْبِرْ بِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ  
بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ  
النُّجُومِ (قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ، سُورَةُ طٰه)

ترجمہ۔ اور صبر کیجئے (اے نبی) اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں،  
بہ تحقیق آپ ہماری آنکھوں میں ہیں، اور تسبیح پڑھئے اپنے پروردگار  
کی تعریف کے ساتھ جس وقت کہ آپ اٹھتے ہیں اور رات کے کچھ جھٹے  
میں تسبیح پڑھئے اُس کی، اور ستاروں کے غروب ہوتے وقت۔

نوٹ۔ اس آیت میں اوقات نماز کے لئے تین لفظیں فرمائیں جس وقت آپ  
اٹھتے ہیں یعنی تہجد کی نماز۔ رات کے کچھ جھٹے میں یعنی مغرب و عشاء کی نماز۔ ستاروں کے  
غروب ہوتے وقت یعنی فجر کی نماز۔ یہاں سے فجر کی نماز کے لئے اسفار کا اشارہ ہو رہا ہے  
جیسا کہ ہمارے اصحاب حنفیہ کا مذہب ہے یعنی روشنی پھیل جانے کے بعد نماز فجر پڑھیں۔  
ستاروں کے غروب ہونے کے بعد روشنی پھیل جاتی ہے مفسرین نے اس آیت کی  
تفسیر میں کئی مختلف قول نقل کئے ہیں۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑی محبوبیت کا کلمہ ارشاد ہوا ہے مثلاً اے نبی آپ ہماری آنکھوں میں ہیں۔ آپ کا تقرب آپ کی محبوبیت عند اللہ جس قدر اس کلمہ سے ظاہر ہو رہی ہے بیان میں نہیں آسکتی۔

## نماز کے شرائط و آداب :-

واضح رہے کہ نماز کے کچھ ظاہری ارکان و آداب ہیں جن کا تعلق اعضائے ظاہری سے ہے مثل طہارت و ستر عورت و قرأت و قیام و رکوع و سجود وغیرہ کے۔ اور کچھ باطنی آداب ہیں جن کا تعلق اعضائے اندرونی یعنی دل و دماغ سے ہے مثل اسکے کہ نماز میں دل کا قبضہ تو سوا ذات پاک حق تعالیٰ کے کچھ نہ ہو، نماز میں خشوع و خضوع پیدا ہو، نماز میں ماسویٰ اللہ سے انقطاع کامل حاصل ہو۔ پہلی قسم کے مسائل کا ذکر کتب فقہ میں ہوتا ہے، اور دوسری قسم کا کتب علم احسان یعنی تصوف میں۔

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے دونوں قسم کے آداب کے اصول کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ان اصول کی شرح و تفسیر سنت نبویہ پر محول ہے۔

کچھ آیتیں اوپر بھی بیان ہو چکی ہیں جن میں اس قسم کے آداب کا بیان ہے ان کے علاوہ چند اس مقام پر درج کی جاتی ہیں۔

## طہار شرط نماز ہے :-

آیت ۸ :- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ  
فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ

وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (لا یحب اللہ، سوئہ مائدہ)

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے یعنی ارادہ کرو نماز کا تو دھوؤ تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پیروں کو (دھوؤ) ٹخنوں تک۔

ف۔ اس آیت میں وضو کا بیان ہے۔ آیت میں صرف باتیں وضو کے لئے تعلیم فرمائی ہیں:-

(۱) چہرے کا دھونا۔

(۲) ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا۔

(۳) سر کا مسح کرنا۔

(۴) پیروں کو ٹخنوں تک دھونا۔

یہی چاروں چیزیں وضو میں فرض ہیں، باقی اعمال سنن و مستحبات ہیں جن کی تفصیل سنت میں ملے گی۔

آیت ۸۸۔ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ

أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا

مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ

مِنْهُ ط۔ (لا یحب اللہ، سوئہ مائدہ)

ترجمہ۔ اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو طہارت میں ميا لغہ کرو یعنی

غسل کرو، اور اگر تم بیمار ہو یا آئے تم میں سے کوئی پاخانہ سے یا ہاتھ

لگایا ہو عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو یعنی تلاش کرو پاک مٹی کا



پھر مسح کر اپنے چہروں اور ہاتھوں کو اُس سے۔

فت۔ یہ آیت علی الاتصال اور والی آیت کے بعد ہے جس میں وضو کا حکم تھا، اس آیت میں غسل کا حکم ہوا، وضو اور غسل دونوں کے بعد تیمم کا مسئلہ بھی اس آیت میں تعلیم فرما دیا گیا ہے، ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ نجاست جو جسم انسان پر طاری ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک طہارت وضو سے اور دوسری کی غسل سے ہوتی ہے، اور پانی نہ ملے یا نقصان کرے تو وضو و غسل دونوں کا خلیفہ تیمم ہے۔ نماز کے لئے طہارت کا شرط ہونا انھیں دونوں آیتوں سے ثابت ہر تفصیل احادیث میں ہے۔

## ستر عورت کا شرط نماز ہونا۔

آیت ۸۹۔ یَا بَنی آدَمُ خُذُوا زینتکم عِندَ

کُلِّ مَسْجِدٍ۔ (ولوا نساء، سوئی اعراف)

ترجمہ۔ اے بنی آدم لے لیا کرو اپنی زینت یعنی اپنا لباس ہر مسجد کے پاس۔

فت۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر مسجد میں جاتے وقت لباس پہننا ضروری ہے

اور مسجد میں جانا نماز کے لئے ہوتا ہے، لہذا نماز میں ستر عورت کا شرط ہونا ثابت ہوا، اسی آیت کی تفسیر ہیں وہ حدیثیں جن میں ستر عورت کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔

## استقبال قبلہ کا شرط نماز ہونا:-

آیت ۹۰۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔

(سیقول، سوئے بقرة)

ترجمہ:- اور جہاں کہیں ہو تم پھیرو اپنے منہ کعبہ کی طرف۔

ف۔ یہ آیت استقبال قبلہ کے شرط نماز ہونے کی اصل بنیاد ہے، اور اسی کی تفسیر ہیں وہ حدیثیں جن میں استقبال قبلہ کے مسائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ حکمت۔ اگرچہ خداوند عالم کسی مکان میں نہیں رہتا جیسا کہ اس آیت کے اوپر بیان ہوا ہے کہ اَيْنَمَا تُوَلُّوْاْ فَتَمُوْاْ وَجْهَكُمْ لِلّٰهِ یعنی تم جس طرف منہ پھیرو اللہ کا سامنا ہوگا، باوجود اسکے یہ حکم دنیا کہ کعبہ ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ خدا کی عبادت کے لئے کسی طریقہ خاص کا تعین انسانی طبائع کے لحاظ سے ضروری ہے۔ تقلید شخصی یعنی کسی خاص مجتہد کی تقلید کرنا اور تمام مسائل میں جن میں تقلید کی ضرورت ہے اُسی خاص مجتہد کی فقہ پر عمل کرنا اسی حکمت پر مبنی ہے اس حکمت کو بسط و تفصیل سے بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔

## نیت کا شرط نماز ہونا:-

آیت ۹۱۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُواْ وُجُوهَكُمْ

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ذٰلِكَ مَا

بَدَا لَكُمْ تَعُوْذُوْنَ۔ (ولواننا، سوئے اعلف)

ترجمہ۔ کہئے کہ میرے پروردگار نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور (فرمایا ہے) کہ سیدھا کرو اپنے مونہوں کو ہر مسجد کے پاس اور پکارو اللہ کو خالص کر کے اُس کے لئے عبادت کو جس طرح اُس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا ہو گے۔

ف۔ اس آیت میں نماز کی دو شرطوں کی طرف اشارہ ہوا، منہ سیدھا کرنے سے استقبال قبلہ کا مضمون نکلا اور خالص سے نیت کا ثبوت ہوا۔

نماز کی کل چھ شرطیں ہیں جن میں سے چار شرطوں کا یعنی طہارت کا بیان ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ آیت میں اور تکبیر تحریمہ کا اکتیسویں آیت میں ہو چکا۔ نماز کی عظمت و شان کی کچھ حد ہے کہ اسکے شرائط کا بیان بھی قرآن کریم میں اس اہتمام کیساتھ ہے۔

آیت ۹۲۔ وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَغِلْ اِلَيْهِ تَبْتَغِلْ (تبارک الذی، سوچ مومل)

ترجمہ۔ اور اپنے پروردگار کا نام لو اور کٹ جاؤ اس کی طرف جیسا حق ہے کٹ جانے کا۔

ف۔ اس آیت میں تکبیر تحریمہ کی تعلیم کے علاوہ نماز کا ایک معنوی ارب سکھایا کہ جس کو نماز کی جان کہنا چاہئے، یعنی یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہی ماسویٰ اللہ سے تعلقات کٹ جائیں، اور صرف اللہ سے تعلق رہے۔

اس صفت کا پیدا کرنا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے مگر ایمان درست ہو جانے کے بعد سب آسان ہے، جو شخص خدا کو حاضر و ناظر جانتا ہے اور نماز شروع کرتے وقت یہ تصور باندھ لیتا ہے کہ اب میں اسی ملک حلیل و جبار کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں



اس کو نماز میں یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے، اس صفت کے حاصل ہونے میں بڑا دخل عقیدہ قیامت کی یقینگی کو ہے جیسا کہ اوپر بہت سی آیتوں سے معلوم ہوا۔

آیت ۹۳۔ وَارْذُصِرْفًا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا

قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّندِرِينَ ۚ (حَمْر، سورہ احقاف)

ترجمہ۔ اور یاد کیجئے اے نبی جبکہ متوجہ کیا ہم نے آپ کی طرف چند شخصوں کو

جنات میں سے کہ وہ نہیں قرآن کو چنانچہ وہ جب اُس وقت حاضر ہوئے

تو آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو، جب تلاوت قرآن ختم ہوئی تو وہ لوگ اپنی

قوم کی طرف عذاب الہی سے ڈرانے والے یعنی ہادی بنکر لوٹ گئے۔

ف۔ جنات کا قرآن سننے کے لئے آہا اور سنکر ایمان لانا پھر اپنی قوم کو جا کر

وعظ و نصیحت کرنا قرآن شریف میں دو جگہ مذکور ہے ایک یہاں اور دوسرے سورہ جن میں

چنانچہ انچاسویں آیت میں نقل ہوا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت حاضرین کو چپ رہنا چاہئے

گو شان نزول صرف نماز کے لئے ہے مگر عموم الفاظ کے لحاظ سے اگر خارج نماز میں

قرآن پڑھا جائے اُس وقت بھی چپ رہنے کا حکم دیا جائے گا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو جبکہ امام قرأت کر رہا ہو کچھ نہ پڑھنا چاہئے چپ

کھڑا رہنا چاہئے یہی مطلب دوسری آیت میں بایں الفاظ مذکور ہے کہ :- اِذَا

قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۚ (قال الملاء)

سورہ اعراف) ترجمہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تنبیہ۔ فقہ کے فروعی مسائل میں ائمہ مجتہدین کا کچھ کچھ اختلاف ہو نماز کے مسائل میں سب سے اہم اختلاف یہ ہے کہ جماعت کی حالت میں مقتدی پر قرأت قرآن فرض ہے کہ نہیں۔ ہمارے امام امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک مقتدی پر قرأت فرض نہیں بلکہ ادب سرآنی کے خلاف ہونے کے سبب سے مکروہ ہو، ان کے سبب کی اصل بنیاد یہی آیت ہے۔ آیت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آہستہ آواز کی نماز میں بھی مقتدی کو چپ رہنا چاہئے۔ یہ مضمون احادیث و آثار میں ہے۔

آیت ۹۲۔ وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُتْ بِهَا  
وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ  
يَتَّخِذْ وَلَدًا أُولَٰئِكَ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ  
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّنْيَا وَكَبْرُهُ تَكْبِيرًا۔

(سبحن الذی یسبحہ بنی اسرائیل)

ترجمہ۔ آواز نہ بلند کیجئے اے نبی نماز میں اور نہ پست کیجئے بلکہ درمیانی را  
اختیار کیجئے اور کہئے کہ سب تعریف اُس اللہ کے لئے جو نہ اولاد رکھتا ہے  
اور نہ سلطنت میں کوئی اُس کا شریک اور نہ کوئی اُس کا دوست ہے  
مزدوری (میں مدد کرنے کی غرض) سے اور بڑائی بیان کیجئے اُس کی جیسا کہ  
حق ہے بڑائی بیان کرنے کا۔

ف۔ نماز کے متعلق کئی مسئلے اس آیت میں تسلیم فرمائے:۔ اول یہ کہ حاجت سے  
زیادہ بلند آواز سے بھی نہ ہونی چاہئے، اور نہ اتنی پست کہ مقتدی قرأت نہ سن سکیں بلکہ  
معتدل و متوسط آواز ہونی چاہئے یا یہ مطلب ہے کہ نہ سب نمازیں بلند آواز کی ہوں نہ سب

پست آواز کی، بلکہ کچھ ایسی کچھ ویسی جیسے فجر، مغرب، عشاء کی بلند آواز سے اور ظہر عصر کی پست آواز سے۔ دوم یہ کہ نماز میں خدا کی تعریف بیان کیجئے اور تکبیر کہئے، یعنی بڑائی بیان کیجئے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے ہر رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر مقرر کر دی۔

یہی مضمون سورہ اعراف میں بایں الفاظ ہے۔۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ  
تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُؤُنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْخُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ  
مِنَ الْغَافِلِينَ یعنی اپنے نبی یاد کیجئے اپنے پروردگار کو اپنے دل میں گڑ گڑا کر اور ڈر کر  
نہ بہت بلند آواز سے صبح اور شام اور مت ہوں آپ غفلت کرنے والوں میں سے۔  
اس آیت میں علاوہ مضمون آیت سابقہ کے دو باتیں اور تسلیم فرمائی گئیں :-  
اول یہ کہ نماز میں یہ نہ ہونا چاہئے کہ :- بر زبان سبج و درد دل کا وخر۔ بلکہ  
زبان کے ساتھ دل بھی یاد اکی میں مشغول ہو۔ اور اس بات کو مزید اہتمام کیلئے آیت میں  
دو جگہ ذکر فرمایا۔ شروع آیت میں یوں فرمایا کہ یاد کیجئے اپنے دل میں اور آخر آیت میں فرمایا کہ  
آپ غفلت کرنے والوں سے نہ بنیں۔۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی  
شاید کہ نگاہے کسند آگاہ نباشی

دوم یہ کہ نماز میں گڑ گڑا ہٹ یعنی عاجزی و بیچارگی اور خوف و خشیت کی  
حالت بھی اپنے اوپر طاری کرنا چاہئے۔ آواز کے متعلق جو ہدایت فرمائی کہ زیادہ بلند  
اور زیادہ پست نہ کرنا چاہئے، یہ تو ظاہری ادب کی بات تھی اور وہ دونوں باتیں باطنی  
ادب کے متعلق تھیں جن کا آج کل کے اکثر نمازی پڑھنے والے بالکل خیال نہیں کرتے،



حالانکہ یہی چیز نماز کی جان ہے۔

تعلیم ضروری۔ چاہئے کہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوں تو اپنے دل میں خدا کی عظمت و جلال اور اس کی صفات کاملہ کا تصور کریں، اور قیامت کی تصویر ایسی آنکھوں کے سامنے رکھیں، یعنی اسکے ہونے تک دنیا کے واقعات خدا کے سامنے ہیں سب مخلوق کا پیش ہونا حساب و کتاب وزن اعمال سزا و جزا ان تمام باتوں کو ایسا دھیان کریں کہ گویا صورت آنکھوں کے سامنے ہے اور اپنی عاجزی و بیچارگی و کمزوری درماندگی کا خیال کرتے ہوئے بڑی نیاز مندی کے ساتھ نماز کی نیت کر کے تکبیر تحریر کریں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ یہی آخری موقع ہے کہ جو کچھ عرض کرنا ہو اپنے مالک سے عرض کر لیں پھر شاید دوسرا موقع ملے یا نہ ملے۔

حضرت استاد بزرگوار عارف شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے بادشاہ کی نصیحت فرماتے ہیں کہ

بطاعت نہ چہرہ بر آستان	کہ این ست سجادہ رستان
اگر بندہ سر بریں در نہ	کلاہ خداوندی از سر نہ
چو طاعت کنی لبس شاہی میوش	چو درویش مسکین بر آدرخوش
کہ پروردگار تو نگر توئی	توانا و درویش پرور توئی
نہ کشور کشایم نہ فرماں دہم	یکے از گدایان این درگم
دعا کن شب چوں گدایان بسوز	گر میسکنی بادشاہی بہ روز

اس کیفیت کے پیدا کرنے کے لئے نیکوں کی صحبت تو تریاقِ عظم ہے لیکن وہ کسی کو نصیب نہ ہو تو کم از کم ان کتابوں کو دیکھ جن میں خاصانِ خدا کی پرسوز و گداز مناجاتیں لکھی ہیں

کے لئے بیان فرمائی گئی ہیں ان آیتوں کا تدبر و تفکر کے ساتھ پڑھنا نور علی نور ہے۔  
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

## نماز کے اقسام :-

یہ بھی نماز کی محبوبیت ہی کا ایک شعبہ ہے کہ شارع نے اس کی بہت سی قسمیں تعلیم فرمائی ہیں علاوہ پنج وقتی نمازوں کے اور بہت سی نمازیں ہیں بعض ان میں واجب ہیں بعض سنت بعض مستحب جیسا کہ مفصلاً کتاب علم الفقہ میں مذکور ہے اور مجلاً اس کتاب کے دو سکر رسالہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا۔  
قرآن کریم میں ان سب اقسام کا ذکر تو نہیں ہے مگر جس قدر ہے بہت ہے چند آیتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

## نماز تہجد :-

آیت ۹۵۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ  
عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا  
ترجمہ۔ اور رات کو اٹھ کر نماز تہجد پڑھئے، یہ زیادتی ہو آپ کے لئے  
امید ہے کہ اٹھائے گا آپ کو رب آپ کا (بروز قیامت) مقام  
محمود میں۔

ف۔ اس آیت میں نماز تہجد کا بیان ہے اور زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ نماز فرض تھی اور وہ پر فرض نہیں مگر سنت ہو کہ ہے۔

آیت ۹۶۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔

(عم، سوئے کوثر)

ترجمہ۔ یہ تحقیق ہم نے اے نبی دی ہے آپ کو کثرت (کمالات کی) پس آپ نماز پڑھے اپنے رب کے لئے اور قربانی کیجئے۔

ف۔ اس آیت میں نماز شکر کی تعلیم ہو رہی ہے اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ خدا کے انعامات کا بہترین شکر یہ نماز ہے شریعت کی طرف سے ہر سال ایک مرتبہ ایک خاص نماز اس آیت کے حکم کے اقتضائے لئے مقرر ہے جس کو نماز عید اضحیٰ کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ عید اضحیٰ میں قربانی کا بعد نماز ہونا آیت کے سیاق بیان سے ظاہر ہو رہا ہے اور پوری تصریح اس کی حدیث میں ہے۔

## نماز سفر :-

آیت ۹۷۔ وَاِذَا خَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّغْتِنِبَكُمْ

الدِّينَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا

(والمحصنت، سوئے نساء)

ترجمہ۔ اور جب سفر کرو تم زمین میں تو نہیں تم پر کچھ گناہ کہ گھٹا دو نماز میں سے کچھ اگر اندیشہ ہو تم کو یہ کہ فتنہ میں ڈال دیں گے تم کو کافر یہ تحقیق کافر تمہارے صریح دشمن ہیں۔

ف۔ نماز کے گھٹا دینے کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معین فرمایا ہے یعنی یہ



چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جائے، بے اطمینانی ہو تو سنت وغیرہ ترک کر دی جائیں پہلے قصر کا حکم خوف کے ساتھ متقید تھا پھر ہر سفر کے لئے عام کر دیا گیا۔

تنبیہ۔ چار رکعت کے بجائے دو رکعت کرنا اور یہ فرمانا کہ اگر چار رکعت پڑھنے میں کافروں کے فتنہ کا خوف ہو اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ دو رکعت اور چار رکعت میں وقت کا بڑا تفاوت ہو جاتا ہے حالانکہ جیسی نماز آج کل مسلمانوں میں رائج ہے اس میں چار رکعت اور دو رکعت کا کچھ فرق نہیں ہوتا، دو رکعت دو منٹ میں پڑھ لیتے ہیں تو چار رکعت تین منٹ میں۔ نمازی غور کریں کہ نماز کی حالت انھوں نے کس قدر قابلِ تضحیک بنا دی ہے۔

آیت ۹۸۔ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَآلًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (سيقول، سورۃ بقرہ)

ترجمہ۔ پس اگر تم کو زیادہ خوف ہو تو پیادہ چلتے چلتے یا سواری پر نماز پڑھ لو، پھر جب خوف جاتا رہے تو اسی طرح اللہ کو یاد کرو، یعنی اسی طرح نماز پڑھو جیسی تم کو خدا نے سکھلایا، وہ باتیں جو تم نہ جانتے تھے۔  
ف۔ نماز خوف کا ایک طریقہ تو وہ تھا جو آیت تہجد میں بیان ہوا۔ جب اس حالت سے زیادہ خوف ہو جائے کہ جماعت نہ ہو سکے تو دوسرے طریقہ ہے جو اس آیت میں بیان ہوا یعنی جس شخص سے جس طرح ممکن ہو پڑھے۔

تنبیہ۔ یہ جو فرمایا کہ امن کی حالت میں ویسی نماز پڑھو جیسی تعلیم کی گئی بظاہر بے ضرورت معلوم ہوتا ہے مگر نہیں نماز کی عظمت اور ناصح کی رافت اسی کو مقتضی ہے کہ

جو بات سمجھی جاسکتی تھی اُس کو بھی ذکر کر دیا نیز یہ وجہ بھی ہے کہ کہیں حالت خوف کی نماز پڑھتے پڑھتے طبیعت نماز میں عجلت کرنے کی عادی نہ ہو جائے۔ لہذا یہ بات بڑے اہتمام سے ذہن نشین کرنے کی تھی کہ حالت خوف کے دور ہونے کے بعد نماز اصلی حالت میں پڑھو۔

**آیت ۹۹۔ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا**

**وَلَا تُقِمُّ عَلَىٰ قَبْرِہِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِہِ**

**وَمَا تَوَاوَهُم فِی قُبُورِہُمْ۔۔۔ (واعلموا، سوچو توجہ)**

ترجمہ۔ اور مت نماز پڑھئے اے نبی اُن میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی

اور نہ کھڑے ہوں آپ اس کی قبر پر یہ تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا اللہ اور

رسول کے ساتھ اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔

**ف۔** یہ آیت منافقوں کے حق میں ہے معلوم ہوا کافر اور منافق کے جناز

کی نماز ناجائز ہے۔ قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع فرمایا معلوم ہوا کہ قبر پر یعنی قبر کے پاس

کھڑا ہونا بھی فائدہ دیتا ہے۔ قبر کے پاس کھڑا ہونا زیارت قبر کرنا، اگر صاحب قبر کو

بزرگ شخص ہو تو زائر کے حق میں مفید ہوتا ہے کہ انوار و برکات کا کچھ حصہ اُس کو ملے

اور اگر زائر بزرگ شخص ہے تو صاحب قبر کو فائدہ پہنچ جاتا ہے، اور عبرت اور موعظ

کی یاد تو ہر قبر کی زیارت سے ہوتی ہے۔

علاوہ ان نمازوں کے اور بھی کئی نمازوں کا ثبوت قرآن مجید سے ہوتا ہے،

اس وقت ہمارا مقصود استیعاب نہیں ہے۔

اگر کوئی سعادت مند صرف بیچ وقتی نماز کی اور نماز تہجد کی ٹھیک طور پر پابندی

کیا یہ ممکن ہے کہ نماز کے فوائد و برکات سے محروم رہے، حاشا و کلا ہرگز نہیں، دنیا کے  
 و شاہوں کے دربار میں جا کر اہل حاجت ناکام نہیں رہتے تو بادشاہوں کے بادشاہ کا دربار  
 کیا ان سے بھی کم ہے۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں۔ ۵

و بامداد در آئی اگر بخدمت شاہ : سوم ہر آئینہ در تو کست و بلبغ نگاہ  
 امید ہست پرستندگانِ مخلص را : کہ نا امید نگر و نذر آستانِ الہ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

پہلا باب ختم ہوا





## دوسرا باب

### ✳ احادیث نبویہ

قرآن مجید میں جب نماز کا ذکر اس قدر ہے کہ محض نمونہ کے طور پر اپنی یادداشت سے بغیر تلاش کے جو اس ناپیز نے لکھا تو نشانہ ۹۹ آیتیں ہو گئیں، تو پھر احادیث میں کس قدر ذکر ہو گا۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ لہذا علاوہ ان بیس حدیثوں کے جو آیات کے تحت میں لکھی گئیں صرف چالیس حدیثیں اس مقام پر درج کی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص چالیس حدیثیں یاد کرے گا قیامت کے دن زمرہ علماء میں مشور ہو گا۔

### طہارت

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم)

(۱) عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الطَّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ - (مسلم)

۱۔ یعنی ایمان کے تمام کاموں میں جتنا ثواب ملتا ہے اس کا نصف ثواب صرف طہارت میں ہے۔ ۱۲

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا أَدُلَّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ  
بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ  
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ  
إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ  
وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ  
وَالِانتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ  
فَذَلِكَ لَكُمْ الرُّبَاطُ

(مسلم)

(۳) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ  
خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ  
حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں  
جس کی وجہ سے اللہ خطاؤں کو مٹاتا ہے  
اور درجے بلند کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا  
کہ ہاں یا رسول اللہ بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ  
پورا کرنا وضو کا تکلیف کی حالت میں اور  
کثرت رفتار طر ف مسجدوں کے، اور ایک  
نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

(صحیح مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے  
اُس کے تمام گناہ اُس کے جسم سے نکل جاتے ہیں  
یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے سے

۱۱۔ تکلیف کی حالت میں یہ کہ پانی کا استعمال تکلیف دے مثلاً سردی کے موسم میں۔ ۱۲۔

۱۳۔ کثرت رفتار کی ایک صورت یہ ہے کہ مکان مسجد سے دور ہو زیادہ چلنا پڑے دوسرے یہ کہ  
پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جا جا کر پڑھے۔ ۱۴۔

نکلنے لگتے ہیں۔

أَظْفَارِهِ (متفق علیہ)

(۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ

قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيمَاءٌ لَيْسَتْ

لِأَحَدٍ مِنْ أُمَّمٍ تَرُدُّونَ

عَلَى غُرٍّ أَحْجَلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ

(مشکوٰۃ)

(۵) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا أَنِ

أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ

بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَالسَّوَالِ عَنْهُ

كُلِّ صَلَاةٍ (متفق علیہ)

## نماز میں جگہ

(۶) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةٍ

أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ

ہم کو قیامت کے دن پہچان لیں گے؟ آپ نے

فرمایا: ہاں تمہاری ایک پہچان ہوگی جو کسی

امت میں نہ ہوگی تمہارے اعضا وضو کے اثر سے

چمکدار ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر

مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر شاق ہوگا

تو میں ان کو نماز عشاء میں دیر کرنے کا اور ہر

نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ گواہی

دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور یہ کہ محمد اس کے بند اور اس کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)



وَأَيُّتَاءُ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ  
وَصَوْمِ رَمَضَانَ — (متفق علیہ)

(۷) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى  
يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ  
أَنْ يُحِبُّوا رَسُولَ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ  
وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا  
ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ  
وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْأَسْلَامِ —  
(متفق علیہ)

علیہ وسلم) اور قائم کرنا نماز کا، اور دینا زکوٰۃ کا  
اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے  
حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک  
کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود  
نہیں، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے  
رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں  
پس جب وہ ان کاموں کو کرنے لگیں تو مجھ سے  
ان کے خون اور ان کے مال محفوظ رہیں گے۔  
سوا اسکے کہ حق اسلام سے کوئی سزا ان کو  
دی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے، اور ہمارے  
قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا جیسا ذبیحہ کھائے  
تو وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے ذمہ اللہ  
کا ہے اور ذمہ اللہ کے رسول کا پس توہین کرو  
اللہ کی اسکے ذمہ کے بائے میں (یعنی اس

(۸) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا  
وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ السُّلَمِ  
الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ  
رَسُولِهِ  
فَلَا تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ —

(بخاری)

(۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
 أَتَى أَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَقَالَ دَلَّتْنِي عَلَى عَمَلٍ  
 إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ  
 تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ  
 شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ  
 وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ  
 وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي  
 نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا  
 وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وُلِيَ قَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ  
 أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ  
 الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا —  
 (متفق عليه)

(۱۰) عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ  
 قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ  
 لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَيُصَلِّي

مُسلِمَانِ كَوَيْفَ نَهَى نَجَادُ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے حضور میں آیا اور اس نے کہا کہ مجھے کوئی ایسا  
 کام بتائیے کہ اگر میں اس پر عمل کروں، تو  
 جنت میں داخل ہو جاؤں؟ آپ نے  
 فرمایا کہ تم عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک کرے  
 اس کے ساتھ کسی کو اور فرض نماز قائم کرو  
 اور فرض زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے  
 رکھا کرو۔ اعرابی نے کہا کہ قسم اس کی جس کے  
 ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نہ اس پر زیادتی  
 کروں گا اور نہ اس سے کمی کروں گا۔ پھر جب  
 وہ شخص پھر کر چلا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ جس کو کسی جنتی مرد کے دیکھنے کی  
 خواہش ہو اس کو چاہیے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو  
 شخص اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اس کے

الْخَمْسَ وَيَصُومُ رَمَضَانَ  
عُفْرَاةً -

(مسند احمد)

(۱۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ الْخَمْسُ  
وَالْجُمُعَةُ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ  
مُكْفِرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ  
الْكِبَايِرُ - (مسلم)

(۱۲) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ  
لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ  
يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا  
هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ  
قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ  
قَالَ فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَاةِ  
الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا -  
(متفق عليه)

ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور پانچ وقت کی  
نماز پڑھتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو  
وہ بخش دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ اور رمضان  
دو ستر رمضان تک درمیانی گناہوں کا  
کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز  
کیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا بھلا بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے  
پر کوئی نہر ہو، اور وہ اُس میں روزانہ پانچ  
مرتبہ غسل کرتا ہو، کیا اُس کے میل میں سے کچھ  
باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں  
باقی رہ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہی مثال ہے  
پنجگانہ نماز کی کہ اللہ ان کے سب سے گناہوں کو  
مٹاتا ہے۔



(۱۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ  
إِلَى اللَّهِ قَالَ الصَّلَاةُ لَوْ قَتَلَهَا  
قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ  
قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ -

(متفق علیہ)

(۱۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ  
الصَّلَاةِ - (مسلم)

(۱۵) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ صَلَوَاتٍ افْتَرَقَ  
بَيْنَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ  
وَضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لَوْ قَتَلَتْ  
وَأَتَمَّرَ كُوعَهُنَّ وَخَشَعَهُنَّ  
كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب کے زیادہ  
کون کام خدا کو پسند ہے؟ آپ نے فرمایا کہ  
نماز جو ٹھیک وقت پر ہو۔ میں نے کہا کہ پھر  
کون؟ آپ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیک  
کرنا۔ میں نے کہا کہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا کہ  
راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
بندے کے اور کفر کے درمیان میں حد فاصل  
نماز کا ترک کرنا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے  
ان کو فرض کیا ہے جو شخص ان کے لئے اچھی طرح  
وضو کرے اور ان کو ٹھیک وقت پر پڑھے اور  
ان کا رکوع اور خشوع پوری طرح کرے اس کے لئے  
اللہ پر عہد ہے کہ اس کو بخش دے گا اور جو اس

وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ  
إِنْ شَاءَ غُفِرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ (ابوداؤد)

(۱۶) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ  
الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ -

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۱۷) عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ  
زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافُ  
فَاخَذَ بَعْضُنَا مِنْ شَجَرَةٍ فَجَعَلَ  
ذَلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافُ قَالَ  
فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَيْتَكَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ  
الْمُسْلِمَ لِيُصَلِّيَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ  
بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَتَهَافُ عَنْهُ  
ذُنُوبُهُ كَمَا تَهَافُ هَذَا الْوَرَقُ  
عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ -

نہ کرے اس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں چاہتا  
اس کو بخشے اور چاہے اس کو عذاب کرے -

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عہد  
ہمارے اور لوگوں کے درمیان میں ہے وہ نماز ہے  
جس شخص نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا -

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ  
جاڑوں کے زمانہ میں باہر تشریف لے گئے تھے  
اور درختوں کے پتے خزاں سے گر رہے تھے  
آپ نے دو شاخیں پکڑ لیں پتے اور زیادہ  
گرنے لگے، تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو ذر میں نے  
عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ - فرمایا کہ  
جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے  
مقصود اس کا رضا مندی خدا کی ہوتی ہے  
تو اس کے گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جیسے  
اس درخت کے پتے گر رہے ہیں -



(۱۸) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ  
أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ لَا تَشْرِكَ  
بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ وَحُرِّقَتْ  
وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً  
مُتَعَدِّ أَفْسَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ بَرِئْتُ  
مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرِبْ الْخَمْرَ  
فَإِنَّهَا مُفْتَاخُ كُلِّ شَرٍّ.

(ابن ماجہ)

(۱۹) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى يُنَاجِي  
رَبَّهُ.

(۲۰) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ

رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
لَنْ يَكِلَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ  
ظُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا  
يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. (مسلم)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
مجھے میرے جانی دوست (یعنی رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت کی تھی کہ اللہ کے  
ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تم کاٹ ڈالے  
جاؤ یا جلاؤ، اور فرض نماز قصداً چھوٹا  
کیونکہ جس نے نماز چھوڑ دی اس کا ذمہ (الشک) کا  
برہنہ ہے، اور شراب نہ پینا وہ ہر بُرائی کی  
کُنجی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں  
کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار  
سے سرگوشی کرتا ہے۔

حضرت عمارہ بن زویبہ رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے  
سنا، کہ جو شخص قبل طلوع آفتاب اور قبل  
غروب آفتاب یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا ہے  
وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔



(۲۱) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ  
غَدَا بِرَأْيَةِ الْإِيمَانِ وَمَنْ  
غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَا بِرَأْيَةِ  
إِبْلِيسَ -

(ابن ماجہ)

(۲۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا الصَّلَاةُ  
إِذَا آتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ  
وَالْأَيُّمُ إِذَا وَجِدْتَ لَهَا كُفُورًا -  
(ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص صبح کو نماز فجر کیلئے  
جاتا ہے اُس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا  
ہوتا ہے اور جو شخص صبح کو (بغیر نماز پڑھے)  
بازار جاتا ہے اُس کے ساتھ ابلیس کا جھنڈا  
ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت ہے  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علیؓ  
تین چیزوں میں دیر نہ کرنا: نماز میں جب  
اس کا وقت آجائے اور جنازہ کے دفن میں  
جب وہ تیار ہو جائے، اور بے بیاہی لڑکی  
کے نکاح میں جب تم کو اُس کا کفول جائے۔

## اذان و جماعت

(۲۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي  
النِّدَاءِ وَالصَّغْتِ الْأَوَّلِ ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان  
میں اور صغۃ اول میں کس قدر ثواب ہے پھر

لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا  
سَهْمًا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي  
السَّهْمِ جَيْرٌ لَا سَتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ  
يَعْلَمُونَ مَا فِي لَعْنَةٍ وَالصَّيْحُ  
لَا تَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا

(متفق علیہ)

(۲۴) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ لَمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلَ النَّاسِ  
أَعْمَارًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ - (مسلم)

(۲۵) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ  
جَنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ  
لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - (بخاری)

(۲۶) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ أَدَانَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا  
كُتِبَ لَهُ بِرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ -

بغیر قرعہ اندازی کے نہ مل سکے تو ضرور قرعہ لیں  
اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ اول وقت نماز  
پڑھنے میں کس قدر ثواب ہے تو ضرور سبقت کر لیں  
اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ عشاء و صبح کی  
نماز میں کس قدر ثواب ہے تو گھٹنوں کے بل  
چل کر آجائیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن مؤذنین  
کی گردنیں سب بلند ہوں گی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا مؤذن کی آواز اذان جو جن یا انس  
یا اور کوئی چیز سنتی ہے وہ قیامت کے دن  
اس کے مومن ہونے کی گواہی دے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جو شخص سات برس تک خدا کے  
اذان دے اس کے لئے دو درجہ سے آزا

(ترمذی - ابوداؤد - ابن ماجہ)

(۲۷) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْإِذَا وَالْإِقَامَةِ - (ابوداؤد - ترمذی)

(۲۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَوةِ الْفَدِّ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً - (متفق علیہ)

(۲۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَّ بِحَطَبٍ ثُمَّ أُمَرَّ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَدَّنُ لَهَا ثُمَّ أُمَرَّ رَجُلًا فَيُؤَمَّرُ النَّاسُ ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رَجَالٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ - (بخاری)

(۳۰) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ

لکھ دی جاتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اذان و اقامت کے درمیان میں دُعا رد نہیں ہوتی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جماعت کی نماز تنہا نماز پر سترائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر حکم دوں کہ نماز کی اذان دی جائے، پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کا امام بنے، اور میں لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں نہیں آتے اور ان کا گھرانہ پر جلا دوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا



فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَا صَلَوةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُدْرَةٍ

(دارقطنی)

(۳۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي

إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخَّصَ

لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ

فَلَسَّ أَوَّلَى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ

تَسْمَعُ السَّدَاءَ بِالصَّلَوةِ فَقَالَ

نَعَمْ قَالَ فَاجِبٌ -

(مسلم)

جس نے اذان سنی اور بغیر کسی عذر کے نماز کو نہ کیا

اُس کی نماز نہ ہوگی۔

۳۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ایک نابینا آیا اور اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ

کوئی لیکر چلنے والا میرے پاس نہیں ہے جو مجھے

مسجد لے جایا کرے، پھر اُس نے رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ

اس کو گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت دے دیں

چنانچہ آپ نے اجازت دے دی، مگر وہ جب

چلا تو آپ نے اُس کو پھر بلا کر پوچھا کہ کیا تم

اذان سنتے ہو؟ اُس نے کہا ہاں! تو آپ نے

فرمایا کہ تم مسجد جایا کرو۔

۱۔ ابو داؤد اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن ابراہیم مکتوم سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا کہ مدینہ میں سانپ بچھو اور درندے بہت ہیں اور میں ایک نابینا شخص ہوں کیا میرے لئے

اجازت ہے کہ گھر میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے پوچھا کہ تم صبح علی الصلوة صبح علی الفلاح سنتے ہو؟

انھوں نے عرض کیا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ پھر مسجد جایا کرو، اور گھر میں پڑھ لینے کی اجازت نہ دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی  
صفوں کو سیدھا کرو، کیونکہ صفوں کا برابر کرنا  
بھی نماز کے قائم کرنے کا ایک جز ہے۔

(۳۲) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا  
صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ  
مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ - (متفق علیہ)

## مسجد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
اللہ کو ہر مقام سے زیادہ پسند مسجد ہے اور  
سب مقامات سے زیادہ نا پسند بازار ہیں۔  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے کوئی مسجد بنادے  
اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔  
(متفق علیہ)

(۳۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ  
مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ  
أَسْوَاقُهَا - (مسلم)

(۳۴) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ  
لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ - (متفق علیہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
خوشخبری دو تازیکی میں مسجد جانے والوں کو  
کہ قیامت کے دن ان کے لئے پوری خوشی ہوگی۔

(۳۵) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشِّرِ الْمَسَائِثِينَ فِي  
الظُّلُمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ  
الْقَائِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (ترمذی، ابوداؤد)

## تہجد

(۳۶) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَابُّ  
الصَّالِحِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ  
لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِلْسَّيِّئَاتِ وَ  
مَنْهَاجٌ عَنِ الْإِثْمِ - (ترمذی)

(۳۷) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو  
بِالنَّعَّاسِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُنْ مِثْلَ  
فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ  
فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ -

(متفق علیہ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت ہے  
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
نماز تہجد کی پابندی کرو کہ وہ شیوہ تھا تم سے  
پہلے کے نیکوں کا اور وہ تمہاری نزدیکی کا تمہارے  
رب کے یہاں ذریعہ ہے اور گناہوں کا کفارہ  
اور گناہ سے روکنے والی بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ  
عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
فلاں شخص کے مثل نہ ہو جانا کہ وہ نماز تہجد  
کے لئے رات کو اٹھتا تھا پھر اس نے رات کا  
اٹھنا ترک کر دیا۔

## جمعہ

(۳۸) عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَجْمَعَةٌ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کیسا تھا ہر مسلمان پر



فرمن ہے سوائے چار شخصوں کے۔ غلام  
جو کسی کا مملوک ہو، اور عورت اور بچہ اور  
بیچارہ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے  
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا: جس نے بے وجہ جمعہ کی نماز ترک کی  
وہ منافق لکھ لیا جاتا ہے ایسی ہی کتاب  
میں جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

(امام شافعی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے  
مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں  
اور آنے والے کو بہ ترتیب لکھتے جاتے  
ہیں جو سب سے پہلے آتا ہے اس کو  
ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اونٹ کی  
قربانی کرنے والے کو، پھر جیسے گائے کی  
قربانی کرنیوالے کو، پھر جیسے بیل کی قربانی  
کرنیوالے کو، پھر جیسے انڈا خیرات کرنیوالے کو

كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا عَلَى أَرْبَعَةٍ  
عَبْدٍ مَّملُوكٍ أَوْ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ  
أَوْ مَرِيضٍ - (ابوداؤد)

(۳۹) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ  
تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ خُرُوفٍ  
كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُبَدَّلُ  
وَلَا يُبَدَّلُ -

(رواہ الشافعی)

(۴۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ  
وَقَفَّتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ  
الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ  
فَالْأَوَّلَ وَمِثْلُ الْمُهْجِرِ كَمِثْلِ  
الَّذِي يُهْدِي بِدَنَّةٍ ثُمَّ  
كَالَّذِي يُهْدِي بِعَشْرَةِ ثُمَّ  
كَثُثًا ثُمَّ دُجَاجَةً ثُمَّ  
بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ

طَوَّأَ صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ  
الدِّكْرَ - (متفق علیہ)

پھر جب امام آجاتا ہوتا تو دفتر لپیٹ کر خطبہ  
سننے کیلئے آجاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ

دوسرا باب تمام ہوا



## تیسرا باب

### آثار صحابہ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین

صحابہ و تابعین کے آثار نماز کی عظمت و رفعت کے متعلق بہت ہیں، لیکن اس وقت بغیر تتبع کتب کے جس قدر اپنے موجودات ذہنیہ سے میسر ہے اُسی پر اکتفا کی جاتی ہے، اور کچھ آثار اس سے پہلے آیات تحت میں گذر چکے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو فرماتے کہ اٹھو اور جو آگ (گناہوں کی) تم نے دہرائی ہے نماز پڑھ کر اس کو بجھاؤ۔ (ایضاً العلوم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے عمال (حکام صوفیہ) کو لکھ بھیجا کہ تمھارے کاموں میں سب سے زیادہ قابل اہتمام میرے نزدیک نماز ہے جس نے

(۱) كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قُومُوا إِلَى نَارِكُمْ الَّتِي أَوقَدْتُمْ هَا فَاطْفِئُوهَا۔ (احیاء العلوم)

(۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ إِنَّ أَهَمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ مَنْ حَفِظَهَا



وَحَاقَظًا عَلَيْهَا حِفْظًا دَيِّنَةً وَمَنْ  
صَبَّحَهَا فَهُوَ لِمَا سَوَّاهَا أَصْبَحَ.

(رواہ مالک)

(۱۴) عَنْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ  
أَبِي حَتْمَةَ قَالَ إِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ  
فَقَدْ سَلَّمَ بَنِي أَبِي حَتْمَةَ فِي  
الصَّلَاةِ الصُّبْحِ وَإِنْ عُمَرَ عَدَا  
إِلَى السُّوقِ وَمَسَكَنُ سُلَيْمَانَ  
بَيْنَ السُّجْدِ وَالسُّوقِ فَسَرَّ  
عَلَى لِسَانِهِ أُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ  
لَهَا لَمْ أَرِ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ  
فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي فَعَلَبَتْهُ  
عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا بَنِي أَشْهَدُ  
صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ  
إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً.

(رواہ مالک)

(۱۵) قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَ  
سَلَّمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الصَّلَاةُ  
مَكِيلٌ فَمَنْ أَقْبَلَ اسْتَوْفَى وَمَنْ

نماز کی حفاظت کی اور اس پر پیشگی کی اس نے  
اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا  
وہ اور چیزوں کو بدرجہ اولیٰ ضائع کر دے گا۔

بکر بن سلیمان بن ابی حتمہ کہتے ہیں کہ حضرت  
عمر بن خطابؓ نے ایک روز سلیمان بن ابی حتمہ کو  
صبح کی نماز میں نہ پایا اور اس کے بعد حضرت عمرؓ  
بازار کی طرف جا رہے تھے اور گھر سلیمان کا مسجد  
اور بازار کے درمیان میں تھا ان کا گذر شفا  
والدہ سلیمان کی طرف سے ہوا تو انھوں نے  
سلیمان کی ماں سے کہا کہ آج میں نے  
سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا؟  
انھوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے  
لہذا صبح کو وہ سو گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا  
صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا مجھے رات بھر  
نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔

(موطا امام مالک)

حضرت ابن مسعودؓ اور سلمان فارسیؓ کا قول ہے  
کہ نماز مثل ایک پیمانہ کے ہے جو پورا پیمانہ ہو گا  
پورے دام پائے گا، اور جو کم دے گا اسکو معلوم

كَفَّفَ فَقَدْ عَلِمَ مَا قَالَ اللَّهُ  
فِي الْمُطَفِّينَ -

(احیاء العلوم)

(۵) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ لَإِنْ أَلْقَى اللَّهُ تَعَالَى وَصْدًا أَمَّا  
بَيْنَ مَتْنِي خَيْرٌ مِّنْ أَنْ أَعَاشِرَ  
أَمْرًا لَا نُصَلِّيَ -

(رد المحتار)

(۶) عَنْ أُمِّ الدَّادِ عِ قَالَتْ

دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّادِ وَهُوَ  
مُغَضَبٌ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَغْضَبَكَ  
قَالَ وَاللَّهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ  
أُمِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا -

(بخاری)

کہ کمی کرنے والوں کے حق میں خدا نے کیا فرمایا  
(یعنی اُن کے لئے ویل ہے) -

(احیاء العلوم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے

کہ انھوں نے کہا میں اس حال میں خدا سے  
ملوں کہ ہر عورت کا میرے ذمہ باقی ہو  
اس سے بہتر ہے کہ بے نمازی عورت سے  
صحبت رکھوں - (رد المحتار)

حضرت ام درداؤس سے روایت ہے کہ

انھوں نے کہا کہ ایک روز ابو درداؤس میرے  
پاس غصہ کی حالت میں آئے میں نے اُن سے  
پوچھا کہ آپ کو غصہ کیوں ہے؟ انھوں نے کہا کہ  
اُمّت محمد علی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں سے  
میں اب کوئی کام نہیں دیکھتا سوا اسکے کہ وہ  
جماعت سے نماز پڑھ لیتے تھے (اب اس میں بھی  
خلل آگیا) - (بخاری)

یعنی بے نمازی عورت کو طلاق دیدینا مجھے بہتر معلوم ہوتا ہے چاہے اس کا ہر بھی نہ ادا کر سکوں فقہاء لکھتے ہیں

کہ بے نمازی عورت کو طلاق دینے سے ثواب ہوتا ہے، حالانکہ طلاق خدا کو بہت ناپسند ہے - ۱۲



(۷) عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ  
دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
بِدَمْشَقَ وَهُوَ يُبْكِي فَقُلْتُ لَهُ  
مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا  
أَذْرَكْتُ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةُ وَ  
هَذِهِ الصَّلَاةُ قَدْ ضَيَّعْتُ.

(بخاری)

(۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ  
قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنْ  
الْأَعْمَالِ تَرَكَهُ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ.

(ترمذی)

(۹) قَالَ الْحَسَنُ إِنَّ مَنَعَتُهُ  
أُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ

زہری کہتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت  
انس بن مالک کے پاس گیا تو وہ روہے تھے  
میں نے ان سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا  
کہ جو باتیں میں نے (عہد نبوت میں) دیکھی تھیں  
ان میں سے اب صرف یہ نماز رہ گئی تھی، اور  
(افسوس) اب وہ نماز بھی ضائع کر دی گئی۔

(بخاری)

عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ اصحاب  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمل کے  
ترک کو کفر نہ سمجھتے تھے سوا نماز کے، کہ اس کے  
ترک کو البتہ کفر کہتے تھے۔

(ترمذی)

حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں اگر  
کسی شخص کو اس کی ماں ازراہ شفقت نماز عشا

اسے یہ واقعہ اور نیز اس سے اوپر کا زمانہ بنی امیہ کا ہے کہ خلفائے بنی امیہ کبھی کبھی نماز میں کچھ دیر کر دیتے تھے  
اور جماعت کا انتظام بھی خلافت راشدہ کے مثل نہ تھا، مگر پھر بھی آج کل سے بہتر حالت تھی خیال کرو کہ اگر حضرت  
ابوالدرداء حضرت انسؓ آج جوتے اور مسلمانوں کی غفلت نماز سے دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ ۱۲



شَفَقَةً عَلَيْهِ لَمْ يُطِعْهَا -

(بخاری)

(۱۰) كَانَ الْأَشْوَدُ إِذَا  
فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلَى  
مَسْجِدٍ آخَرَ -

(بخاری)

(۱۱) قَالَ سَعِيدُ بْنُ  
الْمُسَيَّبِ مَا أَذِنَ مُؤَذِّنٌ  
مِّنْ عِشْرِينَ سَنَةً إِلَّا وَ  
أَنَا فِي الْمَسْجِدِ - (احیاء)

(۱۲) قَالَ حَاتِمُ الْأَصَمِ  
فَاتَنِي الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ  
فَعَزَّأَنِي أَبُو إِسْحَاقَ الْبُخَّارِيُّ  
وَحَدَّثَهُ وَلَوْ مَاتَ لِي وَلَدٌ  
لَعَزَّأَنِي أَكْثَرُ مِنْ عَشْرَةِ  
أَلْفٍ لِأَنِّ مُصِيبَةَ الدِّينِ  
أَهْوَنُ عِنْدَ النَّاسِ مِنْ  
مُصِيبَةِ الدُّنْيَا -

(احیاء)

جماعت کیساتھ پڑھنے سے روکے تو اس کا  
کننا نہ مانے - (بخاری)

حضرت اسود (تابعی) کی جماعت جب  
نوت ہو جاتی تو وہ دوسری مسجد میں جا کر  
جماعت حاصل کرتے -

(بخاری)

حضرت سعید بن مسیب (تابعی) فرماتے ہیں  
کہ بیش برس سے مجھے اس کی پابندی ہے کہ  
مؤذن جب اذان دیتا ہے تو میں مسجد میں  
ہوتا ہوں - (احیاء العلوم)

حضرت حاتم اصم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ  
میری جماعت نوت ہو گئی تو صرف ابواسحق  
بخاری میری تعزیت کو آئے، اور اگر میرا  
کوئی لڑکا مر گیا ہوتا تو دس ہزار سے  
زیادہ لوگ میری تعزیت کو آتے۔ لوگوں  
کی نظر میں دین کی مصیبت بہ نسبت دنیا  
کی مصیبت کے

آسان ہے۔

(احیاء)

(۱۳) رُوی أَنَّ السَّلَفَ  
كَانُوا يُعْزُونَ أَنْفُسَهُمْ ثَلَاثَةً  
أَيَّامٍ إِذَا فَاتَتْهُمْ التَّكْبِيرَةُ  
الْأُولَى وَيُعْزُونَ سَبْعًا إِذَا  
فَاتَتْهُمْ الْجَمَاعَةُ۔

(احیاء)

(۱۴) وَيُكَفِّرُ جَاحِدُهَا  
لِشُبُوتِهَا بِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ وَ  
تَارِكُهَا عَسَدًا أَجْمَانَةً أَوْ  
تَكَا سُلَا فَاسِقٌ يُجْبَسُ حَتَّى  
يُصَلِّيَ لَا يَنْتَهِي جُبْسُ رِجْلِ الْعَبْدِ  
فَحَقُّ الْحَقِّ أَحَقُّ وَقِيلَ يُضْرَبُ  
حَتَّى يَسِيلَ مِنْهُ الدَّمُ۔

(در مختار)

(۱۵) قَوْلُهُ وَقِيلَ يُضْرَبُ  
قَائِلُهُ الْإِمَامُ الْمُحَبُّوِي رَجَحَ  
عَنِ الْيَنْبُغِ وَظَاهِرُ إِجْلِيَّةِ  
أَنَّهُ هُوَ السَّدُّ هَبْ فَإِنَّهُ قَالَ  
وَقَالَ أَصْحَابُنَا فِي جَمَاعَةٍ

روایت ہے کہ سلف کا دستور یہ تھا کہ اگر کسی کو کسی سے فوت ہو جاتی تو تین دن تک اس کی تعزیت کی جاتی، اور اگر جماعت فوت ہو جاتی تو سات دن تک اس کی تعزیت کی جاتی۔  
(احیاء العلوم)

نماز کا منکر کافر ہے، اس لئے کہ نماز کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے، اور جو شخص عداوت سے کسی سے نماز ترک کرے وہ فاسق ہو قید کر دیا جائے یہاں تک کہ نماز کا پابند ہو جائے، کیونکہ جب حق العبد کیلئے قید کی سزا دی جاتی ہے تو خدا کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اور بعض فقہاء کا قول ہے کہ اس کو اس قدر مارنا چاہئے کہ اسکے جسم سے خون بہنے لگے۔ (در مختار)

تارک نماز کو مارنے کے قائل امام مجہوبی ہیں اس کو حموی نے منہ سے نقل کیا ہے، اور کتاب علیہ کی ظاہر عبارت یہ ہے کہ یہی ہمارا مذہب ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب جن میں زہری بھی شامل ہیں اسکے قائل ہیں کہ تارک نماز

مِنْهُمْ الزُّهْرِيُّ لَا يُقْتَلُ بَلْ  
يُعْزَرُ وَيُجْبَسُ حَتَّى يَمُوتَ  
أَوْ يَتُوبَ -

(مرح المختار)

(۱۶) وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ  
يُقْتَلُ بِصَلَاةٍ وَاحِدَةٍ حَدًّا  
وَقِيلَ كُفْرًا -

(مرح مختار)

(۱۷) قَوْلُهُ وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ  
وَكُنَّا عِنْدَ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَ  
فِي رِوَايَةٍ عَنْ أَحْمَدَ وَهِيَ  
الْمُخْتَارَةُ عِنْدَ جُمْهُورِ أَصْحَابِهِ  
أَنَّهُ يُقْتَلُ كُفْرًا -

(رد المختار)

(۱۸) فَتَوَضَّأَتْ قَدَرَتْ  
أَوْ تَمَمَتْ وَتَوَعَّى بِالصَّلَاةِ  
وَلَا تُؤَخَّرُ فَمَا عُدُّ الصَّحِيحِ  
الْقَادِرِ -

(در مختار)

کو قتل نہ کیا جائے بلکہ تعزیر کی جائے، اور  
قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ وہ مر جائے  
یا توبہ کرے۔

(رد المختار)

امام شافعی کے نزدیک ایک وقت کی نماز  
ترک کرنے سے قتل کر دینا چاہیے بقول بعض سزا  
کے طور پر اور بقول بعض بوجہ کافر ہو جانے کے۔

(در مختار)

امام شافعی کا جو قول ہے وہی امام مالک  
اور امام احمد کا بھی، اور ایک روایت امام  
احمد سے ہے کہ جو ان کے جمہور اصحاب کے نزدیک  
مقبول ہے کہ اس کو کافر ہو جانے کے سبب سے  
قتل کر دینا چاہیے۔

(رد المختار)

دردزہ کی حالت میں عورت وضو کرے  
اگر کر سکے، یا تمیم کرے، اور اشارہ نماز پڑھے  
ویر نہ کرے، پس کیا عذر ہو سکتا ہے اس کو  
جو تندرست قدرت والا ہو۔

(در مختار)



(۱۹) قَوْلُهُ فَمَاعُنْدُ  
الصَّحِيحِ الْقَادِرِ اسْتِفْهَامُ  
إِنْكَارِيٍّ أَيْ لَا عُنْدَ رَكْعَةٍ فِي  
التَّرْكِ أَوِ التَّأْخِيرِ قَالَ فِي  
مُنْيَةِ الْمُصَلِّي فَانْظُرْ وَتَأَمَّلْ  
هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ هَلْ تَجِدُ  
عُنْدَ رَايِ التَّأْخِيرِ الصَّلَاةَ وَادِيلَاةَ  
لِتَأْسِرَ كَلِمَا.

(در المختار)

(۲۰) وَأَمَّا إِشْتِنَافُهَا  
يَسْتَحِبُّ لَهَا أَنْ تَتَوَضَّأَ لَوَقْتِ  
كُلِّ صَلَاةٍ وَتَقْعُدَ عَلَى مُصَلَّاهَا  
تُسَبِّحُ وَتُهَلِّلُ وَتُكَبِّرُ وَفِي  
رِوَايَةٍ يُكْتَبُ لَهَا ثَوَابٌ  
أَحْسَنَ صَلَاةٍ كَأَنْتَ تُصَلِّي  
وَصَحَّ فِي الظَّهْرِ أَنَّهَا  
تُجْلِسُ مَقْدَارَ آدَاءِ فَرَضِ الْقَدَاةِ  
كَيْ لَا تَنْسِيَ الْعَادَةَ.

(بحر)

یعنی ہوتن درست ہو اس کو کوئی عذر نہ  
ترک نماز یا تاخیر نماز میں نہیں ہو سکتا  
منیتہ المصلی میں ہے کہ اس مسئلہ کو غور سے  
دیکھو، جب ایسے نازک وقت میں تاخیر نماز  
کی اجازت نہ ملی، تو پھر کون عذر تاخیر نماز میں  
چل سکتا ہے۔

ہائے

خرابی ہے تارک نماز کی۔

(رد المحتار)

ہمارے ائمہ کا قول ہے کہ جائزہ عورت کیلئے  
مستحب ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور  
اپنے جانماز پر بیٹھ کر تسبیح و تہلیل کیا کرے اور  
ایک روایت میں ہے کہ اس کیلئے سب سے  
عمدہ نماز جو وہ پڑھتی تھی اس کا ثواب  
لکھا جائے گا۔ اور ظہیر یہ میں ہے کہ صحیح  
یہ ہے کہ بہت درادائے فرض نماز بیٹھے  
تاکہ

عادت نماز کی فراموشی نہ ہو۔

(بحر الرائق)

(۲۱) وَفِي الْقِنْيَةِ وَغَيْرِهَا  
بِأَنَّهُ يَحِبُّ التَّخْزِيرَ عَلَى  
تَارِكِهَا بِغَيْرِ عُدْرٍ وَيَا شِمُّ  
الْجَيْرَانُ بِالسُّكُوتِ وَفِيهَا  
لَوْ أَنْتَ ظَرَأُ الْقَامَةِ لِدُخُولِ  
الْمَسْجِدِ فَهُوَ مُسَيِّئٌ (إِلَى أَنْ قَالَ)  
وَذَكَرَ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ مُعْزِيًا  
إِلَى الْأَجْنَاسِ أَنَّ تَارِكَ الْجَمَاعَةِ  
يَسْتَوْجِبُ إِسَاعَةً وَلَا تُقْبَلُ  
شَهَادَتُهُ إِذَا كُهِلَ اسْتِخْفَافًا  
(إِلَى أَنْ قَالَ) وَفِي شَرْحِ النِّقَايَةِ  
عَنْ نَجْمِ الْأَعْمَةِ رَجُلٌ  
شَغَلَ بِتَكَرُّرِ الْفِقْهِ لَيْلًا  
وَنَهَارًا وَلَا يَحْضُرُ الْجَمَاعَةَ  
لَا يَعْدَرُ وَلَا يُقْبَلُ شَهَادَتُهُ  
(بِحَر)

قنیه وغیرہ میں ہے کہ بلا عذر تارک جماعت  
تقریریت واجب ہے، اور پڑوسی اگر سکوت  
کریں تو گنہگار ہو جائیں گے۔ اور اسی میں ہے  
کہ اگر مسجد جانے کے لئے اقامت کا انتظار  
کرے وہ گنہگار ہوگا۔ اور غایۃ البیان میں  
بحوالہ اجناس منقول ہے کہ تارک جماعت  
گنہگار ہے، اور اس کی شہادت قبول نہ ہوگی  
اگر اس نے کارہی سے جماعت ترک کی ہو۔

اور  
شرح نقایہ میں نجم الائمہ سے منقول ہے کہ اگر  
کوئی شخص رات دن علم فقہ کی تکرار میں  
مشغول رہتا ہو اور جماعت میں نہ شریک  
ہوتا ہو، وہ معذور نہ سمجھا جائے گا،

اور  
اس کی گواہی مقبول نہ کی جائے گی۔  
(بحر الرائق)

————— ہدایت —————

امام غزالی کی کتاب ”احیاء العلوم“ اور کیمیائے سعادت میں نماز کے لئے  
خشوع و خضوع کا بیان بہت مفید ہے۔ انھوں نے لکھا ہے اور سچ لکھا ہے کہ:-

”بغیر حضورِ قلب کے نماز جسم بے جان ہے“ اس کے بعد تداویر حضور پیدا کرنے کی لکھی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہیے، اور نماز کے اندر جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں ان کے معانی کا لحاظ رکھنا چاہیے اور آخری بات یہ ہے کہ نماز کو نماز سمجھ کر ادا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ محرومی نہ ہوگی۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ  
وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ

تیسرا باب تمام ہوا۔





## چوتھا باب

# نماز کی خصوصیات اور عقلی خوبیاں

نماز میں عقلی خوبیاں بھی بہت ہیں مگر یہاں ہم نمونے کے طور پر صرف دس باتیں بیان کرتے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ یہاں ہم جو کچھ عقلی پیرایہ میں بیان کر سینگے وہ محض عقلی نہ ہوگا، جیسے کہ فلسفی لوگ بیان کرتے ہیں، بلکہ عقل اور شرع دونوں کا مخلوط ہوگا، اور ایسے مباحث میں یہی ہونا بھی چاہیے۔

(۱)

نماز کے متعلق شریعت نے جس قدر اہتمام کیا ہے کسی عبادت کیسے نہیں کیا۔ زکوٰۃ صرف صاحب نصاب پر ہے۔ روزہ مریض، مسافر، مریضہ، شیخ فانی وغیرہ سے معاف ہے۔ حج بھی مالک زاد پر فرض ہے بشرط امن سبیل وغیرہ۔ مگر نماز ہر شخص پر فرض ہے۔ امیر ہو یا غریب، جوان ہو یا بوڑھا، کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر جس طرح ممکن ہو غرض کہ جب تک جسم میں جان ہے نماز معاف نہیں ہو سکتی۔ پھر نماز ہر روز پانچ مرتبہ رکھی۔ بخلاف اور عبادات کے۔ روزہ اور زکوٰۃ سال بھر میں ایک بار۔ حج عمر میں ایک بار رکھا گیا ہے۔

نماز میں طہارت شرط کی گئی، دوسری کسی عبادت میں شرط نہیں۔ طواف میں طہارت کی شرط محض مسجد کے احترام کیلئے ہے۔ اور طہارت کی یہ شان ہے کہ قرآن مجید میں فرمایا: **وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُسْلِمِينَ** (یعنی اللہ دوست رکھتا ہے ظاہر رہنے والے کو) اور حدیث شریف میں ہے کہ: ”طہارت نصف ایمان ہے“ پس طہارت جس عبادت کے شرائط میں ہے اس کی مجبوری میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ طہارت کے جسمانی فوائد بھی بہت ہیں حفظ صحت میں، جسم اور لباس کی صفائی کو بڑا دخل ہے۔

جماعت بھی نماز کے مخصوصات میں ہے، یعنی اور کسی عبادت میں جماعت کا حکم نہیں دیا گیا۔ حج میں قدرتی طور پر اجتماع ہو جاتا ہے یہ اور بات ہے۔ اور جماعت کے فوائد محتاج بیان نہیں ہیں۔ باہم مسلمانوں میں اتفاق، ہمدردی، مساوات کا قیام جماعت کے لوازم میں سے ہے۔ امیر غریب حاکم محکوم شریف و ذلیل سب ایک صف میں برابر برابر شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہوں، اس سے بڑھ کر مساوات کیا ہو سکتی ہے۔ جماعت کی صف بندی اور امام کی آواز پر اوائے ارکان کی تعلیم مصالح تمدن کیلئے جس قدر کارآمد ہے ظاہر ہے۔ شریعت نے نمازیوں کے لیے تین قسم کی جماعت قائم کی ہے۔ ایک یہ کہ ہر محلہ کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوں، یہ اجتماع ہر روز پانچ مرتبہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک شہر کے سب مسلمان ایک جگہ جمع ہوں، یہ اجتماع ہفتہ وار نماز جمعہ میں ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ شہر اور اطراف شہر کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوں، یہ اجتماع سال میں



دومرتبہ عیدین کی نماز میں ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو نماز کی جماعتیں مسلمانوں کی ایسی باقاعدہ انجمنیں ہیں کہ پھر کسی انجمن کی ان کو حاجت نہیں۔ مگر افسوس کہ آج کل اس شرعی انجمن کو مسلمانوں نے توڑ دیا اور دوسری انجمنوں کے بنانے میں مصروف ہیں۔

(۴)

نماز کا ذکر قرآن شریف میں اس قدر کثرت سے ہے کہ کسی دوسری عبادت کا ذکر اس قدر نہیں، جابجا نماز کو اپنا ذکر فرمایا۔ بہت سی سورتوں کا نام نماز کے نام پر رکھا گیا۔ جیسے: سورہ العصر، والفجر، جمعہ، والضحیٰ، واللیل۔

(۵)

شرعیات اکسیہ نے نماز کا کوئی بدل نہیں مقرر کیا، جس طرح روزہ کیلئے فدیہ، یا حج کیلئے بدل یہی وجہ ہے کہ ترک نماز کا کوئی کفارہ نہیں۔ ترک نماز کا گناہ یا تو یہ سے ساقط ہوتا ہے یا حج مبرور سے۔ میت سے ترک نماز کا گناہ ساقط ہونے کی کوئی تدبیر نہیں بتائی گئی۔ فدیہ صوم پر قیاس کر کے فقہانے جو حکم دیا ہے کہ ہر نماز کے عوض میں ایک مقدار صدقہ فطر کی دی جائے اس کے متعلق خود فقہانے لکھا ہے کہ یہ تدبیر یقینی نہیں ہے۔ یعنی یہ یقینی بات نہیں ہے کہ اس تدبیر سے ترک نماز کا گناہ ساقط ہو جائیگا، البتہ امید ہے۔

(۶)

کسی عبادت کے تارک کو کسی مجتہد نے کافر نہیں کہا۔ نہ کسی عبادت کے فاعل کو محض اس عبادت کو بجالاتے ہوئے دیکھ کر مسلمان کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بخلاف نماز کے کہ اس کے تارک کو ایک جماعت مجتہدین کی کافر کہہ رہی ہے اور حکم ہے کہ



کسی کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تو اس کو مسلمان سمجھو۔

(۷)

نماز میں ظاہر و باطن دونوں کا اشتغالِ کامل یکسوئی کے ساتھ حضرت مولیٰ جل شانہ کے ساتھ ہوتا ہے، بخلاف دوسری عبادات کے، نماز کتنی ہی بڑی جماعت کے ساتھ ہو مگر ہر نمازی اپنی جگہ پر خلوت میں اپنے مالک کے ساتھ مشغول ہے نماز خلوت در انجمن کا بہترین مصداق ہے۔

(۸)

نماز کا حکم تمام شرائعِ الہیہ میں دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اب تک کوئی شریعت نماز کے حکم سے خالی نہ تھی۔

(۹)

نماز کے لیے خاص مکان تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا، جس کا نام مسجد ہے، اور اس مکان کا احترام و اکرام بہت کچھ قائم کیا گیا۔

(۱۰)

نماز کے لیے حکم دیا گیا کہ بالغ ہونے سے قبل اس کی پابندی کرائی جائے اور کس قدر اہتمام کے ساتھ کہ اگر دس برس کا بچہ پابندی میں کوتاہی کرے تو اس کو مارو۔ اگرچہ فقہانے روزہ کے متعلق بھی ایسا حکم دیا ہے، مگر وہ ایک استنباطی حکم ہے شریعت میں مخصوص صرف نماز کے لیے ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَيْكَ اِلٰهِيًّا مِّنْ قَبْلِكَ  
خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ پر اُس کی توفیق سے یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوئی کہ

# کتاب الصلوٰۃ

جس میں

نماز کا تذکرہ اور اس کی عظمت و رفعت کا بیان کتاب اللہ سے بطرز بدیع لکھا گیا ہے

اور

ضمناً و تبعاً احادیث نبویہ و آثار صحابہ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین کا بھی کافی ذخیرہ  
جمع کر دیا گیا ہے جس کا ہر مسلمان کے مطالعہ میں رہنا ضروری اور مفید ہے۔

— اثر محامدہ —

حضرت حجتہ الاسلام امام اہلسنت مولانا کاج الحافظ الشاہ محمد عبد الشکور صاحب  
فارسی نقشبندی مجددی دہلوی نور اللہ مرقدہ

محمد عبد السلام نے

فاروقیہ بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع کیا